من زار قبری وجبت له شفاعتی

[illegible]

نقض الهوى المحكم في الكلام المذموم

از تصانیف فاضل المعی و فطین لوذعی مولوی عبد الجبار الملکاپوری

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنو

آخر الامر بلای ناگہانی سر پر آتی ہی کہ افسوس ملتا ہی عزت جاتی ہی مگر سہندا اتبنہ مفقود اور دعوے
اتباع سنت موجود کوئی تراویح کہ سلف سے خلف تک تمام علما شرقاً و غرباً بیس رکعت پڑھتے آئے
آٹھ رکعت ادا کرتا ہی سنت خلفای راشدین کو لغو و باطل سمجھتا ہی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم کی چھ مثل پیدا کرتا ہی نص قرآنی و کلام ربانی سے منکر ہوتا ہی صورت اسلام میں دین
محمدی کی تخریب کا ارادہ کرتا ہی خود خراب ہوتا ہی عوام کو خراب کرتا ہی کسی کے نفس میں شیطان
لعین نے ایسا وسوسہ ڈالا کہ وہ وجود شیطان کا اس عالم میں منکر ہوا نص قرآنی میں رای کو
دخل دینے لگا استغفر اللہ من ہذہ الخرافات واعوذ من تلک المقولات بعض تواریخ میں مرقوم
ہی کہ ایک مرتبہ ایام حج میں ایک شخص مکہ معظمہ میں وارد ہوا اور اوس نے بیباک ہو کر زمزم میں جو حرم محترم میں ایک
کنواں معظم ہی پیشاب کر دیا تمام شہر میں اسکا شہرہ ہوا سب اہل مکہ جمع ہوئے اور اوس نابکار کو سزا دینے لگے ایک شخص نے
اوس نابکار سے استفسار کیا کہ اوسنے کیوں پیشاب زمزم میں کیا اوس نے جواب دیا کہ میں اس شہر میں تازہ وارد ہوا کسی سے
مجھسے معرفت تہی اور نہ ملاقات منظور یہ ہوا کہ اگر زمزم میں پیشاب کروں تو تمام شہر میں
شہرہ ہو جائیگا اور ہر کس و ناکس مجھسے واقف ہو جائیگا اسوجہ سے مجھسے یہ حرکت سرزد ہوئی
اس زمانے میں یہ لوگ جو نئی نئی باتیں نکالتے ہیں مشابہت اوسی شخص کے رکھتے ہیں
منظور نظر انکو یہ ہی کہ اگر دین میں ایسی بات نکالیں گے کہ نہ کبھی سنی گئی ہو اور نہ کسی کتاب میں
ہو تو تمام ہند میں ہمارا شہرہ ہوگا اور ہر کس و ناکس ہمکو علامۂ زمان و فہامہ دوران اعتقاد
کریگا اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حق جلشانہ حافظ اس دین محمدی کا ہی تم لوگوں کی تخریب سے
کیا ہوتا ہی لازم ہے ان لوگوں کو کہ ایسی حرکات سے باز آئیں اور اپنے دین کو خراب اور خلق اللہ
کو گمراہ نہ کریں ورنہ بدلے عزت کے ذلت اوٹھائیں گے دونوں ہاتھ ملیں گے پچھتائیں گے

ع ہمارا کام سمجھانا ہی یارو — پھر آگے چاہو تم مانو نہ مانو

اور ترین ماجرا و واقعہ حیرت
افزا یہ ہی کہ اس سال مولوی محمد بشیر سہسوانی حرمین شریفین تشریف لیگئے اور مشاہد عظام
و مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کر کے عزیمت مراجعت وطن کی
کی زیارت قبر محترم سید الرسل شفیع الامم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارادہ نہ فرمایا خدا جانے کیا
خیال میں آیا حق تو یہ ہی کہ بڑی کم نصیبی ہی اوس شخص کی جو اسقدر مشقت سفر دور و دراز اوٹھا کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل علینا النبی المختار واخرجنا بہ عن شفا حفرۃ النار اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الاخیار اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر راجی رحمۃ ربہ الغفار محمد عبد الجبار بن امیر خان جہلک کافوری عفا عنہ وتجاوز عن ذنبہ الباری کہ اس زمانے مین عقائد فاسدہ کا شیوع اسقدر ہوگیا کہ از ثری تا ثریا پہونچا اور بدعات ضالہ کا اسدرجہ ظہور ہوا کہ از فلک تا ارض قصوی پہونچا ہے خود پرست ہوگیا ہی ایک عالم بنفس کو اپنے جانتا ہی صنم ہر ناکس دعوی علم وفضل کا کرنے لگا فضل وکمال مثل علما کے بکنے لگا مضمون آخر الزمان کا تمام اطراف مین دائر ہی اور کلمہ انا نحن کا تمام اکناف مین سائر ہی مقام حسرت وافسوس یہ ہی کہ جو لوگ اہل علم سے سمجھے جاتے ہین اور عوام انکو فضلا سے شمار کرتے ہین وہی لوگ دین محمدی مین طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہین اور عوام انکو اپنا معتمد سمجھکے گمراہ ہوتے ہین ہر مہینے مین ایک مسئلہ جدیدہ شہرت پذیر ہوتا ہی اور یوما فیوما ایک شگوفہ نیا پہولتا ہی افراط وتفریط کی بازار گرمی ہو رہی ہے جاہلون کی سخت خواری ہی کوئی تقلید حضرات ائمہ علیہم التحیۃ والرحمۃ کو حرام کہتا ہی اور مقلدین کو کافرون سے گنتا ہی کوئی اسکو فرض وواجب لکہتا ہی کوئی مجلس مولد نبی کو بدعت سیئہ وخصلت ضالہ ٹہراتا ہی کوئی اسکو بدعت واجبہ بتاتا ہی کوئی مدعی اجتہاد بقول لا طائل اسکو یاد ہی حضرات ائمہ کی خدمت مین کلمات بے ادبانہ کہتا ہی گمراہ کنندہ خلق اللہ ہوا ہی

نقل عبارات مین ایسی قطع و برید فرمائی کہ حکایت قاضی محمد مبارک کو فاموی کی یاد آئی
جو عبارتین تضعیف کی تھین اونکو نقل کیا اور جو کلمات قوت کے تھے اونکو حذف کیا
بمقتضاے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست + اگر خاموش بنشینم گناہ ست ایک رسالہ
مسمی بالکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم بعجلت تمام باوجود عدم
فرصت تام تصنیف کیا اور اوسمین مولف کے قول قول کو نقل کر کے شرح و جرح کی
وجوب زیارت کو ثابت کیا احادیث کی قوت و جودت کتب معتبرہ سے نقل کی تا عوام کو گمراہی
نہ ہووے اور تمام عالم اس اعتقاد جدید سے محفوظ رہے **قال** سلمہ اللہ تعالی الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **اما بعد** مخفی نرہے کہ زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے مستحب ہے اور بعضون نے
جو واجب یا قریب بواجب لکھا ہے تو اسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہے
اقول مخفی نرہے کہ جمہور فقہاے حنفیہ قائل بوجوب ہین اور قول وجوب کو نقل کر کے
سکوت کرتے ہین اور ضعف کی طرف مطلقا اشارہ نہین کرتے ہین چنانچہ قدوۃ الانام
کمال الدین بن الہمام فتح القدیر مین تحریر فرماتے ہین قال مشائخنا ہی افضل المندوبات
وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ روی الدارقطنی والبزار
عنہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی واخرج الدارقطنی عنہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ
واخرج الدارقطنی ایضا من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی انتہی اور
قاضی القضاۃ عبد الرحمن بن محمد المعروف بشیخی زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین لکھتے ہین
ومن احسن المندوبات بل یقرب من درجۃ الواجبات زیارۃ قبر نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انتہی
اور شیخ محمد بن عبد اللہ التمرتاشی منح الغفار شرح تنویر الابصار مین لکھتے ہین زیارۃ قبر نبینا
من اعظم القرب وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات والمستحبات بل تقرب
من درجۃ الواجبات وفی مناسک السطر البلسی نقلا عن مناسک الفارسی انہا قریبۃ الی الوجوب
فی حق من کان لہ سعۃ وقد حرض سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم علی زیارتہ وبالغ فی الندب الیہا

مکہ معظمہ جاوے اور زیارت قبر نبوی سے مشرف نہووے کیسی قبر کہ محضر ملائکہ کرام ہی اور مقبول ہر خاص وعام ہی کیسی قبر کہ مجمع انوار الٰہی ہی منبع فیض نامتناہی ہی کیسی قبر کہ مدفن سید المخلوقات ہی محل نزول برکات ہی کیسی قبر کہ جو وہان جاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہی خود آنحضرت بنفس نفیس جواب دیتے ہین اور متوجہ اوسکی استغفار کیطرف ہوتے ہین زبانی ثقات کے مسموع ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کو اہالیان مکہ معظمہ نے مدینہ منورہ جانے کی تفہیم کی اور تحصیل سعادت عظمی ومقصد اقصی کی تعلیم کی بلکہ جناب ڈپٹی امداد العلی خانصاحب نے کہ وہ قصد مدینہ منورہ کا رکہتے تہے ارادہ اونکی کفالت کا کیا اور زادراہ کا وعدہ کیا مگر مولوی صاحب نے ہرگز نمانا اپنے خیال کو حق جانا اور عند التقریر زبان مبارک سے یہ ارشاد کیا کہ زیارت قبر نبوی کی مستحب ہی چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہین اور بہت سی حدیثین اوسپر دلالت کرتی ہین القصہ جب مولوی صاحب بعد تباہی مرکب بہزار دقت وتعب وطن کو پہنچے ہرطرف آوازہ طعن کا بلند ہوا اور غلغلہ اس حرکت نازیبا کا اوٹھا آہ کاش مولوی صاحب اس طعن وتشنیع کو سنکے خاموش ہوکے گہر مین بیٹھے رہتے اور زیادہ کد وکاوش نہ فرماتے تو خوب ہوتا کہ اپنے ہی تک یہ بات رہتی عوام کی خرابی نہوتی لیکن مولوی صاحب نے جیسا کہ باب تراویح مین شور وشغب مچایا اور آٹھہ رکعت کو سنت اور باقی کو مستحب بنایا اوسیطرح سے اس باب مین غلغلہ اوٹھایا افراط کی راہ پر چلے طریق وسط سے کنارہ فرمایا ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم لکھکے طبع کرایا اور اپنے نفس سے الزام اوٹھایا جب وہ رسالہ جناب استاذنا زبدۃ الاوائل مخر الاماجد والاماثل مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکہنوی کے معائنہ سے گذرا اور اونہون نے مجھے دکہایا مجکو عجب برعجب ہوا مولف نے بادۂ تقلید حنفیہ ہین کے اونپر افترا کی بنسبت استحباب زیارت قبر نبوی اور ضعیف ہونے قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کی حالانکہ محققین اصحاب مذاہب اربعہ اوسکے وجوب کے قائل ہین اور حنفیہ قول وجوب کو نقل کرکے نا اوسکو غلط لکہتے ہین اور نہ ضعیف لکہتے ہین بلکہ اوسکو احادیث سے موید کرتے ہین اور اوسیطرف مائل ہین طرفہ مولف نے یہ کیا کہ جو احادیث باب زیارت مین وارد ہین اور بعض اونکے صحیح اور بعض حسن ہین اونکو باطل وضعیف وموضوع ٹھہرایا

بعض العلماء المالکیۃ بان المشی الی المدینۃ افضل من المشی الی الکعبۃ وبیت المقدس انتہی وشیخ عبد الحق دہلوی
در مدارج النبوۃ می نویسند اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات ست
بعضے بر آنند کہ واجب ست چنانکہ امام عبد الحق کہ از اعاظم علمای حدیث ست ذکر کردہ و بثبوت پیوستہ
کہ آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و در روایت کہ من وجد سعۃ ولم یعد الی فقد جفانی صاحب
مواہب گفتہ کہ این ظاہر ست در حرمت ترک زیارت زیرا کہ درین جفا واذی اوست و جفا واذی
آنحضرت حرام ست باجماع پس واجب باشد ازالۂ جفا و آن بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد
انتہی ان عبارات پر لحاظ کرکے ارشاد ہو کہ کسنے قول وجوب کو ضعیف لکھا ہی اور کسنے جمہور کے
نزدیک مستحب کہا ہی اگر نظر وسیع سے ملاحظہ کتب حنفیہ کیجیے صاف معلوم ہوگا کہ حنفیہ قول وجوب
کو نقل کرکے سکوت کرتے ہین اور میلان اسی قول کی طرف رکھتے ہین کیونکہ یہ قول معتبر ہوا احادیث
متکاثرہ بعبارات مختلفہ سے وجوب ثابت ہوتا ہی اور جملہ احادیث کو غیر معتبر اور موضوع ٹھہرانا پایہ
اعتبار سے ساقط ہی چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی اب کلام بعض محققین شافعیہ
کا بھی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم ہوتی ہی سمہودی وفاء الوفا میں
لکھتے ہین الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من افضل المستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات
وکذلک نص علیہ المالکیۃ والحنابلۃ انتہی اور احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہین اعلم ان زیارۃ
قبرہ الشریف من اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد
انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیۃ وہو ابو عمران
الفاسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبد الحق انہا واجبۃ ولعلہ اراد وجوب السنن المؤکدۃ
وقال عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وروی الدارقطنی من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ
قال من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ورواہ عبد الحق فی احکامہ الوسطی وفی الصغری وسکت عنہ وسکوتہ
عن الحدیث فیہما دلیل علی صحتہ وفی المعجم الکبیر للطبرانی ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال من جاءنی
زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ وصححہ ابن السکن وروی عنہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی ذکرہ ابن فرحون فی مناسکہ والغزالی فی الاحیاء
ولم یخرجہ العراقی بل اشار الی ان الذی ... ابن النجار فی تاریخ المدینۃ عن انس قال قال رسول اللہ ما من احد

روی الدارقطنی وابوبکر البزار مرفوعا من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال علیه السلام من جاءنی زائرا
لم تنزعه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة اخرجه الدارقطنی وعن انس
عن النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال لا عذر لمن کان لہ سعۃ من امتہ ولم یزرہ اخرجہ الحافظ ابو محمد بن
عساکر بمعناہ ذکرہ قاضی القضاۃ عز الدین فی مناسکہ الکبری انتہی اور فاضل حسن شرنبلالی مراقی
الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من افضل القرب واحسن
المستحبات بل تقرب من درجۃ ما لزم من الواجبات فانہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حرض علیہا فقال
من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی
فی حیاتی ومما ہو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حی یرزق ممتع بجمیع العبادات غیر انہ حجب
عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات انتہی اور خزانۃ المفتین میں ہے زیارۃ النبی علیہ الصلوۃ
والسلام من المستحبات بل یقرب من درجۃ الواجبات انتہی اور علامۂ ہند عبد النبی بن احمد بن ملا
عبد القدوس گنگوہی تلمیذ رشید ابن حجر مکی سنن الہدی فی متابعۃ المصطفی میں تحریر کرتے ہیں
اعلم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا بین
علماء الدین وفضیلۃ مرغبۃ فیہا للمحبین وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیۃ انہا سنۃ وتقربیۃ الی الواجب
فی حق من کان لہ سعۃ علی ما یدل علیہ الاحادیث ونقل القاضی عن ابی عمر قال اجب شد الرحال
الی قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام قال المؤلف سمعت شیخنا ابن حجر اید اللہ الاسلام ببقائہ یقول انہا واجبۃ حقیقۃ
عند بعض اصحابنا الشافعیۃ مثل الحج ولا فرق بین الفرض والواجب عندہم انتہی اور بعد چند سطور
کے لکھتے ہیں من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی وفی روایۃ ما من احد من امتی لہ سعۃ ولم یزرنی فلیس
لہ عذر عند اللہ وقال من جاءنی زائرا لا یہمہ الا زیارتی کان حقا علی اللہ ان اکون لہ شفیعا وقال من
زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ
وقال اسحق بن ابراہیم الفقیہ ومما لم یزل شان من حج المرور بالمدینۃ والقصد الی الصلوۃ فی مسجد
رسول اللہ والتبرک برؤیۃ روضتہ ومنبرہ انتہی ملخصا اور مؤلف جمع المناسک لباب المناسک
میں لکھتے ہیں اعلم ان زیارۃ سید المرسلین باجماع المسلمین من افضل القربات وافضل الطاعات وانجح
المساعی لنیل الدرجات قریبۃ من درجۃ الواجبات لمن لہ سعۃ وترکہا غفلۃ عظیمۃ ومنقودۃ کبیرۃ وقد صرح

کرتے ہین اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہین اور یہی مختار محققین متاخرین شافعیہ
مثل ابن حجر و قسطلانی کا ہی اور جمہور حنفیہ اس قول کو نقل کرکے احادیث سے موید کرتے ہین اور جواب
وجوب انہین کرتے ہین اور مختار بعض مالکیہ یہ ہی کہ زیارت سنت موکدہ ہی اور قابل اخذ و اعتماد قول
اوسط ہی فان خیر الامور اوسطہا کیونکہ چند احادیث کہ بعض اونکے حسن ہین اور بعضے ضعیف ہین
کما ستطلع علیہ عنقریب وجوب پر دلالت کرتے ہین بلکہ اگر فرض کرو کہ کوئی حنفی یا شافعی تصریح
وجوب کی نہ کرتا تو ہمکو بعد معاینہ کرنے احادیث کے یہ حکم لازم تھا کہ واجب ہی جیسا کہ آنکہ
خود علماء حنفیہ و شافعیہ اسکے مصرح اور موید ہین پس اختیار کرنا قول مندوبیت کو اور نسبت
اوسکے اختیار کے اور ضعف قول وجوب کی طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مولف قول محکم نے
کیا ہی باطل اور افترا ہی **ثم قال** در مختار مین مرقوم ہی و زیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ
طحطاوی لکھتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ الذی فی المنح تقرب من درجۃ الواجبات وفی مناسک الطرابلسی
انہا قریبۃ الی الوجب فی حق من کان لہ سعۃ انتہی شامی کہتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ ذکرہ فی شرح اللباب
وقال کما بینتہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ و ذکرہ ایضا الخیر الرملی فی حاشیۃ المنح وقال
وانتصر لہ نعم عبارۃ اللباب والفتح وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ انتہی اور فتاوی
عالمگیری مین مسطور ہی قال مشائخنا انہا افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی وشرح المختار
انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ اور رد المحتار مین لکھا ہی وبل تستحب زیارۃ قبرہ علیہ السلام للنساء
الصحیح نعم بلا کراہۃ بشروطہا علی ما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ
من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال اما علی غیرہ فکذلک نقول
بالاستحباب لاطلاق الاصحاب انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہی کہ نزدیک جمہور مشائخ
حنفیہ کے زیارت قبر آنحضرت کی مستحب ہی اور واجب کہنا ضعیف ہی جیسا کہ لفظ قیل سے جو
در مختار مین ہی سمجھا جاتا ہی اور ایسا ہی قریب بواجب کہنا کیونکہ یہ دونون قول متقارب ہین
اقول یہ قول متضمن دو افترا ہی ایک نسبت کرنا مذہب کی طرف جمہور حنفیہ کے حال آنکہ
نہ عبارت در مختار مین یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری مین دوسری نسبت کرنا تضعیف
قول وجوب کی طرف صاحب در مختار کے حال آنکہ اوسکے کلام مین کہین نشان تضعیف کا نہین ہی

من اتی له سعة ثم لم یزرنی الا ولیس له عذر و لابن عدی فی الکامل و ابن حبان فی الضعفاء والدارقطنی فی العلل و غرائب مالک و آخرین کلهم عن ابن عمر قال قال رسول الله من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح وعلی تقدیر ثبوته فلیتامل قوله فقد جفانی فانه ظاهر فی حرمة ترک الزیارة لان الجفا اذی والاذی حرام بالاجماع فتجب الزیارة اذ ازالة الجفاء واجبة فالزیارة واجبة و بالجملة فمن تمکن من زیارته ولم یزره فقد جفاه ولیس من حقه علینا ذلک انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہیں زیارة القبور لتعظیم و تعظیمه صلی الله علیه وعلی آله وسلم واجب انتہی اور ابن حجر مکی ہیتمی در منظم فی زیارة النبی المکرم مین کہتے ہین انما الخلاف بینهم فی ان زیارة رسول الله واجبة او مندوبة فقیل واجبة وقد یستدل بظاهره بخبر ابن عدی و هو قوله علیه السلام من حج ولم یزرنی فقد جفانی یحمل من حج البیت قید البیان الاولی والاهم حتی لا یکون له مفهوم ویؤید ذلک سقوطه من روایات آخر و ان کانت ضعیفة و جفاءه صلی الله علیه وعلی آله وسلم حرام فعدم زیارته المتضمن لجفائه کذلک ویؤید ذلک ان جماعة من المذاهب الاربعة اخذوا وجوب الصلوة علیه صلی الله علیه وعلی آله وسلم کلما ذکر مما صح عن قتادة مرسلا قال قال رسول الله من الجفاء ان ذکر عند رجل فلا یصلی علی و فی روایة البخیل من ذکرت عنده فلم یصل علی و فی روایة البخیل کل البخیل و فی روایة رجالها رجال الصحیح الا ان فیه متهما ان من لم یصل علی عند ذکری ابخل الناس و هذه کلها تؤید القول بوجوب الزیارة قیاسا علی وجوب الصلاة علیه عند سماع ذکره بجامع انه عد کلا منهما جفاء انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین قال الحنفیة انها اقرب من درجة الواجبات وقال بعض ائمة المالکیة انها واجبة وقال غیر منهم یعنی من السنن الواجبة ویدل لذلک احادیث صحیحة صریحة لا یشک الا من طمس نور بصیرته انتہی مخفی نرہے کہ قول صاحب مواہب کا حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی کے حق مین لفظ لا یصح اوسکے موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اوسکی مرتبہ صحت مصطلح اہل حدیث تک نہین پہونچی ہی بلکہ ضعیف ہی نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہین آبن طاہر فتنی تذکرة الموضوعات مین لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح و قولنا موضوع بون کبیر فان الوضع اثبات الکذب و قولنا لم یصح لا یلزم منه اثبات العدم وانما هو اخبار عدم الثبوت و قال الصغانی لا یلزم منه ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح والضعیف انتہی خلاصہ مرام اس مقام مین یہ ہی کہ باب زیارت مین علما کے تین قول ہین بعض علمائے خلف و سلف تو مندوب و مستحب پر کفایت

اور مسائل شرعیہ مین رای نے دخل دیا فانا للہ وانا الیہ راجعون اور اگر کہیے کہ باب زیارت مین احادیث موضوع ہین تو ہم کہین سگے کہ یہ قول آپکا غلط ہی کیونکہ ذہبی وغیرہ سنے بعض کی تحسین کی ہی جلدی نہ کیجیے بزودی اوسپر اطلاع ہوگی **ثم قال** اور ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون کی دلیل بھی ایک ہی ہوگی یعنی وہ حدیث کہ جسمین بہ نسبت تارکین زیارت کی لفظ جفانی کا آیا ہی اور محدثین اوسکو موضوع لکھتے ہین جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب آتا ہی پس تضعیف ایک کی گویا کہ تضعیف دوسرے کی ہی **اقول** نسبت وضع کے اس حدیث کی طرف غیر مقبول ہی البتہ حدیث ضعیف وغریب ہی تفصیل اسکی عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگی **ثم قال** پوشیدہ نرہے کہ قیل واجبۃ کی تحت مین جو طحطاوی وشامی سنے اقوال اون لوگونکے جو کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہین نقل کیے ہین اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہی نہ ترجیح اس قول کی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین جو بعد بیان قول جمہور کے قریب وجوب ہونیکو مناسک فارسی اور شرح مختار سے نقل کیا ہی اوس سے بھی مقصود ترجیح اس قول کی نہین ہی کما ہو الظاہر ومن یدعی خلاف الظاہر فعلیہ البیان **اقول** یہ امر آپ ہی کے نزدیک ظاہر ہی ورنہ ہر متبحر وغیر متبحر اس امر کو سمجھتا ہی کہ غرض طحطاوی اور شامی اور مولفان عالمگیری کے مجرد نقل قائلین وجوب ہی نہ اوسکی تضعیف ارشاد کیجیے کہ کون لفظ ان تینون کی دلالت کرتی ہی تضعیف کے قصد پر اور مجرد دعوی ظاہر ہونے کا داب مناظرہ سے خارج ہی **ثم قال** یہ جو کچھ کہ لکھا گیا موافق اقوال حنفیہ کے ہی اب جاننا چاہیے کہ موافق حدیث رسول اللہ صلعم کے بھی زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستحب ہی عن بریدۃ قال قال رسول اللہ نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یوذن لی واستاذنتہ فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروا القبور رواہ مسلم ان دونون حدیثون سے مطلق زیارت کا استحباب ثابت ہوتا ہی پس آنحضرت کی قبر کی زیارت کا استحباب بدرجۂ اولی ثابت ہوا اور ایسا ہی باقی احادیث صحیحہ کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین وہ سب واسطے استحباب زیارت قبر آنحضرت کے دلیل ہو سکتے ہین **اقول** سبحان اللہ یہ عجب قیاس ہی زیارت قبر

اور لفظ قیل موضوع واسطے تضعیف کے نہین کہ خواہ مخواہ اوس سے تضعیف سمجھی جاوے بلکہ اکثر
جب قائل کو بیان کرنا منظور نہین ہوتا ہی یا قائل مشہور ہوتا ہی اوسوقت لفظ قیل سے اوسکا
قول نقل کر دیتے ہین کما لا یخفی علی من طالع المختصرات فضلا عن المطولات اور دلیل اسپر یہ
کہ محشین در مختار مثل طحطاوی وشامی و دمیاطی نے تحت لفظ قیل کے مجرد قائل کے تعیین کر دی
اور تضعیف کی طرف باگ نہین پھیری بلکہ شامی نے قوت اس قول کی نقل کی پس معلوم ہوا کہ
غرض صاحب در مختار کی قیل سے مجرد نقل قول بغیر تعیین قائل ہو نہ تضعیف اوسکی اور اگر تسلیم
کرین کہ غرض اوسکی تضعیف ہی تو ہم کہین گے کہ صاحب در مختار یا رد المحتار یا صاحب عالمگیری ارباب
ترجیح سے نہین ہین کہ اونکی تضعیف معتبر کی جاوے اگر کوئی حنفی کہ اصحاب ترجیح مین اوسکا شمار ہو
اس قول کو ضعیف کرے البتہ اوسپر اعتماد کر سکتے ہین ملاحظت کیجیے کہ ابن ہمام نے کہ اصحاب ترجیح اور
فقہاء النفس مین اونکا شمار ہی قول وجوب کو نقل کر کے سکوت کیا اور اوسکو ضعیف نہ کیا پس اونکا سکوت
اس قول کی صحت وجودت کیواسطے کافی ہی اب یہان ایک امر مولف سے استفسار ہی وہ یہ کہ جمہور فقہا
حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس رکعت سنت موکدہ لکھتے ہین اور آپنے اونکے قول کو لغو جانا
اور اقتصار آٹھ رکعت پر بعد افطار صیام کے غنیمت جانا سنیت بیس رکعت کو اوڑا دیا اور آٹھ پر
رکعات زائدہ کو مثل قول روافض کے سنت عمری ٹھہرا دیا پھر اپنے فعل پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ تمام اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی اس سے عوام کالانعام گمراہ ہو گئے اعتقادات
اونکے مثل اہل بدعات کے ہو گئے جب یہ امر جناب استاذنا مولانا **محمد عبد الحی** ادام
فیضہ العلی نے دیکھا ایک رسالہ بہ بسط بسیط اس مسئلہ مین لکھ کے طبع کرا دیا نام اوس کا
تحفة الاخیار فی احیاء سنة سید الابرار رکھا اور اوس مین خوب طرح سے
بیس کی سنیت کو موکد کیا اور آٹھ پر اختصار کرنے والے کو بسبب ترک سنت خلفاء
راشدین کے ملزم کیا یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہوا و مقبول خاطر عاطر ہوا ہو تیس ہم آپ سے
سوال کرتے ہین کہ تراویح کے باب مین قول جمہور کہان گیا اور زیارت کے باب مین
قول جمہور کہان سے پیدا ہوا اگر یہان نفس امارہ کی متابعت سے تراویح مین آٹھ پر
کفایت کی اور باب زیارت مین مندوبیت ثابت کی گویا دین تابع ہوائے نفسانی ہو گیا

اور حق تعالی نے کلمہ جاؤک کا مطلق فرمایا بزمانہ حیات نبوی مقید نہین کیا پس حلوم ہوا کہ مدار مغفور ہونے کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا ہی خواہ عالم حیات نبوی مین ہو یا بعد وفات کے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبر احمدی وحضور مجلس محمدی واجب ہی وذلک ہو المراد دوسری دلیل قیاسی یہ ہی کہ زیارت کسی کے قبر کی اور اوسپر سلام کرنا ادا کرنا ہی اوسکے حق اسلامی کا جیسا کہ نماز جنازہ پڑہنا ادائی حق مسلم ہی اور ادائی حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمام عالم پر واجب ہی پس زیارت قبر نبوی واجب ہی تیسری دلیل یہ ہی کہ اگر کوئی شخص کسی بلدے مین یا قریب اوس بلدے کے وارد ہو اور اوس بلدے مین اوسکا آقا یا مولی یا باپ موجود ہو اور اوسکی ملاقات کو وہ شخص نہ جاوے باوجود قدرت ووسعت کے وہ شخص نالائقون مین گنا جاویگا اور احسان فراموشون مین نام اوسکا لکھا جاویگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا احسان تمام عالم پر ہی اور بطفیل اونکے تمام اہل اسلام جہنم سے ناجی ہوئے اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپنے ارشاد کیا انما انا لکم بمنزلۃ الوالد رواہ ابو داؤد وغیرہ یعنی مین واسطے تم لوگون کے بمنزلہ باپ کے ہون جسطرح پدر اپنے پسر کو صورتین نجات کی سکہاتا ہی اوسی طرح مین تمکو تعلیم کرتا ہون پس جس بلدے مین کہ آنحضرت تشریف رکہتے ہین اوسمین باوجود قدرت کے نہ جانا بڑے احسان فراموشی ہی اور قریب اوس بلد کے پونہچکے وہان حاضر نہونا گویا عقوق پدری ہی **ثم قال** لیکن استدلال اس عاجز کا ساتہہ اون احادیث کے کہ جس مین خاص حضرت کے قبر کی زیارت کا ذکر ہی درست نہین ہی کیونکہ بعض اونمین ضعیف ہین اور بعض اس وجہ کے کہ لائق احتجاج نہین اور بعض موضوع ہین اونمین سے چند کا حال بطور نمونہ کے بیان کیا جاتا ہی **اقول** مولف نے خوب نمونہ دکہانے مین حق پوشی کی احادیث حسنہ کو ضعیف اور قابل احتجاج کو غیر قابل احتجاج لکہدیا اگ قلم کو اپنے ہاتہہ سے چہوڑدیا جو عبارتین تضعیف کی تہین اونکو نقل کر دیا اور عبارات تصحیح سے کنارہ کیا اسماء رجال مین جو عبارات جرح کی تہین اونکو تحریر کیا اور عبارات توثیق کو چہوڑ دیا واہ واہ خوب سرقہ وقطع برید ہی شاید یہ امر مولف کے زعم مین موجب اجر مزید ہی شاید مولف کے گمان مین یہ آیا کہ سوا اپنے کوئی عالم دنیا مین باقی نہین رہا اور عوام کالانعام جو مین لکہونگا اوسپر ایمان لائینگے قول حق جلشانہ کو بہول گئے کہ وفوق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدرجہ اولیٰ زیارت باقی قبور سے موجب رفع درجات و باعث وصول
حسنات ہے پس قیاس کرنا کہ جب مطلق زیارت قبور مستحب ہوئی تو زیارت قبر نبوی بھی مستحب
ہوگی کب درست ہے ہان اگر اولا کسی دلیل سے استحباب قبر زیارت نبوی ثابت ہو جاوے اور
زیارت باقی قبور اوسپر قیاس کرکے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی کی مستحب ہوئے تو زیارت
مطلق قبرون کی بدرجہ اولیٰ مستحب ہوگی تو البتہ درست ہوگا کیونکہ ادنی پر اعلی کا قیاس درست
نہین ہے مطلق قبور کی زیارت کے مستحب ہونے سے یہ ضرور نہین کہ زیارت قبر نبوی بھی مثل
اونکی مستحب ہو بلکہ زیارت قبر نبوی کے واجب ہے اور مطلق زیارت مستحب ہے اب چند ادلہ وجوب زیارت
نبوی کے گوش گذار کرنا چاہیے اور بنظر انصاف غور فرمانا چاہیے پہلی دلیل کتاب اللہ سے
کہ اعلیٰ ترین ادلہ ہے حق جلشانہ سورہ نساء مین فرماتا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کیا اپنے نفسون پر
اور کیا گناہ و معاصی کرین مین مبتلا ہوئے آوین تمہارے پاس اے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور طلب مغفرت کرین حق تعالیٰ سے اور طلب مغفرت کرے اونکے واسطے رسول اللہ البتہ
پاوین گے وہ لوگ حق تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اور حق تعالیٰ اونکے گناہونکو بخشدیگا
اس آیہ مین حق تعالیٰ نے گناہون کے بخشنے کو اور حق تعالیٰ کے مہربان ہونیکو مشروط کیا
ساتھ اس امر کے کہ وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر ہووین اور طلب مغفرت کرین پس معلوم ہوا
کہ اگر وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر نہون گے اور عذر خواہی نکرین گے حق تعالیٰ کو مہربان
نہ پاوینگے اور مستحق مغفرت ہونیکے نہون گے اگر کوئی مشکک کہے کہ یہ آیہ خاص ہے زمانہ حیات
نبوی کے ساتھ اور بعد ممات آنحضرت کے آنحضرت کہان ہین کہ ہم اونکے پاس جاوین تو اوسکو یون
دفع کرنا چاہیے کہ تمام کتب عقائد مین مصرح ہے کہ آنحضرت جس طرح سے اس عالم مین تشریف
رکھتے تھے اوسیطرح قبر مین تشریف رکھتے ہین اور عبادات الٰہی مین مصروف ہین اور یہی مذہب
تمام اہلسنت کا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس امر پر دال ہین جسکو منظور ہو بیہقی کے رسالے کو
کہ حیاۃ الانبیاء مین تصنیف ہوا دیکھ لے پس موت آنحضرت کی فی الحقیقت انتقال مکانی ہے
نہ موت حقیقی آپ کی خدمت مین قبل وفات کے اور بعد وفات کے حاضر ہونا دونون برابر ہین

انہ لیس بقوی عند اہل الحدیث وقال احمد کان یزید فی الاسانید ویخالف وکان یحیی بن سعید یضعفہ وقال علی بن عبد اللہ
بن المدینی عن ابیہ ضعیف وقال یعقوب بن شیبۃ فی حدیثہ اضطراب وقال النسائی ضعیف الحدیث **اقول**
کتب رجال میں ان دونوں راویوں کی توثیق بھی منقول ہے اور جرح کی رد موجود ہے جرح مبہم کو نقل کرنی
اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہے حافظ ابن حجر لسان المیزان میں بعد نقل کلام ابوحاتم اور عقیلی کے
لکھتے ہیں قلت ہو صالح الحدیث روی عنہ احمد والفضل بن سہل الاعرج احمد بن ابی عروبۃ وآخرون انتہی اور وفاء الوفا
باخبار دار المصطفی میں ہے قال الدارقطنی حدثنا المحاملی حدثنا عبید بن محمد الوراق حدثنا موسی بن
ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی قال السبکی کذا فی عدۃ نسخ معتمدۃ من سنن الدارقطنی عبید اللہ
مصغرا وکذا للدارقطنی فی غیر السنن وکذا رواہ عن الدارقطنی عن غیر المحاملی کما رواہ البیہقی من
طریق محمد بن زنجویہ القشیری قال حدثنا عبید بن محمد بن القاسم بن ابی مریم الوراق حدثنا موسی
بن ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر الحدیث ورواہ جماعۃ غیر موسی بن ہلال
منہم جعفر بن محمد حدثنا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا رواہ العقیلی ومنہم محمد بن اسمعیل
بن سمرۃ واختلف علیہ فروی عنہ مصغرا الکبیرہ وروی عنہ مکبرا ومرض ذلک الحافظ یحیی بن علی
وصور التصغیر فی کامل ابن عدی عبد اللہ صح قال السبکی فیہ نظر والذی یترجح عندی عبید اللہ
لتظافر روایات عبید بن محمد کلہا وبعض روایات ابن سمرۃ ویحتمل ان موسی سمع من عبید اللہ
تارۃ وعبد اللہ جمیعا وحدث بہ عن ہذا تارۃ واخری عن ہذا وممن رواہ عن موسی عن عبد اللہ
مکبرا الفضل بن سہل فان صح حمل علی انہ عنہما والمکبر قال احمد صالح وقال ابوحاتم رأیت احمد بن حنبل
یحسن الثناء علیہ وقال ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ قال السبکی وہذا الحدیث لیس فی مظنۃ
الالتباس علیہ لاسنادا ولا متنا والرواۃ الی موسی بن ہلال ثقات وموسی قال ابن عدی ارجو
انہ لا باس بہ وقد روی عنہ ستۃ منہم الامام احمد ولم یکن یروی الا عن ثقۃ فلا یضر قول ابی حاتم انہ
مجہول وقول البیہقی انہ سواء قال عبید اللہ ام عبد اللہ فہو منکر عن نافع لم یات بہ غیرہ فہذا تنبیہ
یدلک علی انہ لا علۃ لہذا الحدیث الا تفرد موسی بہ وانہم لم یحتملوہ لخفاء حالہ والا فکم من ثقۃ ینفرد بامر
وانا بعد قول ابن عدی فی موسی ووجود متابع فانہ یتعین قبولہ ولذلک ذکرہ عبد الحق فی الاحکام

اکل ذی علم علیم آپ بچشم غور مولف کی چشم پوشی و تقطیع عبارات کا حال سنیے **قال** پہلی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی شوکانی فوائد مجموعہ مین لکھتا ہی قال فی المقاصد ان ابن خزیمۃ اشار الی تضعیفہ اور مقاصد حسنہ مین مرقوم ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ انتہی **اقول** یہ تحریر آپکی مثل اسکے ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ کو لکھیے و انتم سکاری کو چھوڑ دیجیے مقاصد کی عبارت پوری کیون نہ نقل کی خوف یہ ہوا کہ اوسمین اس حدیث کی تقویت بھی لکھی ہی اگر وہ بھی لکھینگے اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا دیکھو عبارت مقاصد کی یہ ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ وعند ابن عدی والدارقطنی والبیہقی بلفظ کان کمن زارنی فی حیاتی وضعفہ البیہقی وکذا قال الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن تتقوی بعضہا ببعض لان ما فی رواتہا متہم بالکذب انتہت اس عبارت مین ذہبی سے تقویت منقول ہی اور اس قدر مستدلین کو کافی ہی اگر زیادہ تصریح اس حدیث کی قوت مین منظور ہو تو دیکھیے علامہ نور الدین علی سمہودی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی مین لکھتے ہین قال السبکی اقل درجات ہذا الحدیث الحسن وان نوزع فی صحتہ لما سیاتی من شواہدہ وقال الذہبی طرقہ لینۃ یقوی بعضہا بعضا انتہی اور ابن حجر مکی در منظم مین لکھتے ہین حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وفی روایۃ حلت لہ شفاعتی صححہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث والطعن فی رواتہ مردود کما بینہ السبکی واطال فیہ وقول البیہقی انہ منکر معناہ انہ تفرد بہ راویہ والفرد قد یطلق علیہ ذلک کما قالہ احمد فی حدیث دعاء الاستخارۃ مع انہ فی الصحیحین وقول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا لا ینافیہ الا ان غایتہ انہ بتسلیم ذلک حسن وہو یطلق علیہ الصحۃ کما بین فی محلہ انتہی اور اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو رسالہ سبکی مسمی بہ شفاء الاسقام فی زیارۃ سید الانام ملاحظہ کیجیے بغیر تامل و غور و کتب بینی کی حدیث حسن کو ضعیف و غیر قابل احتجاج کہدینا اہل علم کی شان سے نہین ہی **ثم قال** اس حدیث کی کوئی اسناد موسی بن ہلال عبدی اور عبد اللہ بن العمری سے خالی نہین ہی اور موسی بن ہلال عبدی کی نسبت کتب رجال مین مرقوم ہی قال ابو حاتم مجہول وقال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ وقال البیہقی انہ مسعود اور عبد اللہ بن عمر العمری کی نسبت تہذیب الکمال وغیرہ مین لکھا ہی

اقول اما مسلمة بن سالم الجهني فقال ابو داود ليس بثقة نص عليه الحافظ في اللسان
عبید اللہ بن عمر العمری کی توثیق سابقا لسان المیزان اور میزان اور کاشف ذہبی وغیرہ
سے منقول ہو چکی اور جرح اس کی مجروح ہو چکی اور اس حدیث کی تحسین بلکہ تصحیح
بلکہ بعض محققین محدثین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح بالاجماع ہے چنانچہ ابن حجر
درمنثورہ تلخیص میں کہتے ہیں وصححه ابن السكن ان يجمعه على حجة بلفظ من جاءني زائرا لا تعمله حاجة الا
زيارتي كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة . وفي رواية من جاءني زائرا كان لها
حقا الا ان اكون له شفيعا يوم القيامة قال السبكي وتبويب ابن السكن يدل على انه فهم منه ان المراد
بعد الموت وان الا بعد الموت داخل في العموم وهو صحيح انتهى اور فوائد الوفا میں ہے روى الطبراني
في الكبير والاوسط والدارقطني في اماليه وابو بكر بن المقري في معجمه من رواية مسلمة بن سالم الجهني قال حدثنا
عبيد الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله من جاءني زائرا لا تعمله حاجة الا زيارتي
كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة وفي معجم ابن المقري بلفظ كان حقا على الله وقد تابع مسلمة
الجهني موسى بن هلال في شيخه عبيد الله العمري والطرق كلها في رواية متفقة على عبيد الله بالتصغير الثقة
الا ان مسلم بن حاتم الانصاري رواه عن مسلمة عن عبد الله مكبرا اه اورد الحافظ ابن السكن هذا الحديث
في باب زيارة قبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم من كتابه المسمى بالسنن الصحاح المأثورة عن رسول الله
وهو حافظ ثقة مات بمصر سنة ثلاث وخمسين وثلث مائة وكتابه هذا محذوف الاسانيد ومقتضى
ما شرط في خطبته ان يكون هذا الحديث قد اجمع على صحته ولذلك نقل جماعة منهم الحافظ زين الدين
العراقي انه صححه فاما ان يكون ثبت عنده من غير طريق مسلمة او ارتقى الى ذلك بكثرة الطرق انتهى

قال تیسری حدیث من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی اس حدیث کی
اسناد میں حسن بن الطیب وحفص بن سلیمان ہیں فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انه ذاهب
الحديث وقال الدارقطني لا يساوي شيئا يحدث بما لا يسمع وقال مطين انه كذاب اما حفص بن سليمان
فكان اهيا في الحديث وقال عبد الله بن احمد عن ابيه متروك الحديث وقال ابن معين ليس بثقة
وقال البخاري تركوه وقال ابو حاتم متروك لا يحتج به وقال ابن خراش كذاب يضع الحديث كذا في
ميزان الاعتدال للذهبي **اقول** عبارت میزان میں یہ ہے قال عبد الله بن احمد عن ابيه انه

الوسطی والصغری وسکت علیہ انتہی اور یہی وفاء الوفاء میں ہے روی البزار من طریق عبد اللہ بن ابراہیم الغفاری حدثنا عبد الرحمن عن ابیہ عن ابن عمر عن النبی علیہ الصلاۃ والسلام قال من زار قبری حلت لہ شفاعتی قال البزار عبد اللہ بن ابراہیم حدث باحادیث لم یتابع علیہا وقال ابو داود منکر الحدیث قال السبکی ہذا الحدیث ہو الاول ولذلک عزاہ عبد الحق للدارقطنی والبزار الا ان فی الاول وجبت وفی الثانی حلت فلذلک افردتہ والقصد الی تقویۃ الاول بہ فلا یضرہ ما قیل فی الغفاری وکذا ما قیل فی عبد الرحمن بن زید اذ لیس اجماعا الی تہمۃ کذب ولا فسق ومثلہ یحتمل فی المتابعات والشواہد انتہی اور ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی اخو عبید اللہ صدوق فی حفظہ شیء روی عن نافع وجماعۃ روی احمد بن ابی مریم عن ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال الدارمی قلت لابن معین کیف حالہ فی نافع قال صالح ثقۃ وقال احمد بن حنبل صالح لا باس بہ قال ابن عدی ہو فی نفسہ صدوق انتہی ملخصا اور ذہبی کاشف مختصر تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم العمری عن اخیہ عبید اللہ وعن نافع والمقبری وعنہ ابنہ عبد الرحمن والقعنبی وابو مصعب قال ابن معین صویلح وقال ابن عدی لا باس بہ صدوق انتہی اور وفاء الوفاء میں ہے روی النسائی والبزار والحاکم واللفظ لہ یوشک الناس ان یضربوا اکباد الابل فلا یجدوا عالما اعلم من عالم بالمدینۃ قال الحاکم قد کان ابن عیینۃ یقول نری ہذا العالم مالک بن انس قال الزرکشی وفی ما حکاہ عن سفیان نظر لما فی صحیح ابن حبان ان اسحق بن موسی قال بلغنی عن ابن جریج انہ کان یقول انہ مالک بن انس فذکرت ذلک لسفیان بن عیینۃ فقال انما العالم من یخشی اللہ ولا نعلم احدا کان اخشی من العمری قال التوربشتی فی شرح المصابیح یعنی عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب کان من عباد اللہ الصالحین والمشائین فی بلاد اللہ وعبادہ بالنصیحۃ انتہی ان عبارات سے حدیث مذکور کی تقویت اور جودت اور رواۃ کے وثاقت معلوم ہوگئی اور جرح مولف نے نقل کی ہی مردود ہوگئی **قال** دوسری حدیث من جاءنی زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ اسکی اسناد میں مسلمہ بن سالم جہنی اور عبد اللہ بن عمر العمری ہی اور عبد اللہ بن عمر العمری کا حال تو معلوم ہوچکا اور مسلمہ بن سالم جہنی کے نسبت کتب اسماء رجال میں لکھا ہی

عبد اللہ قال قال رسول اللہ من حج حجۃ الاسلام الحدیث شفاء السقام میں لکھتے ہیں
عمار بن محمد ابن اخت سفیان روی لہ مسلم والحسن بن عثمان الزیادی موثق والراوی عنہ ما علمت
حالہ والو الفتح من اہل العلم والفضل کان حافظا ذکرہ الخطیب وابن السمعانی واثنی علیہ محمد بن جعفر
بن علان انتہی **قال** پانچویں حدیث من وجد سعۃ فلم یزرنی فقد جفانی شوکانی فوائد مجموعہ
میں لکھتا ہے رواہ ابن عدی والدارقطنی فی غرائب مالک وابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی
فی الموضوعات **اقول** توثیق اس حدیث کی کہ معنی متحد ہے ساتھ حدیث من حج ولم یزرنی فقد
جفانی کی عنقریب مذکور ہوتی ہے **قال** چھٹی حدیث من اتی وزار ابراہیم فی عام واحد دخل
الجنۃ فوائد مجموعہ میں مسطور ہے قال ابن تیمیۃ والنووی انہ موضوع لا اصل لہ قالہ السیوطی فی
الذیل **اقول** مقاصد میں بھی اس حدیث کو موضوع لکھا ہے عبارت اوسکی یہ ہے حدیث من اتی
وزار ابراہیم فی عام واحد دخل الجنۃ قال ابن تیمیۃ انہ موضوع ولم یروہ احد من اہل العلم بالحدیث
وکذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل لہ اور اسیطرح ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات
میں لکھا ہے والعلم عند اللہ **قال** ساتویں حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی فوائد مجموعہ میں مذکور ہے قال
الصغانی موضوع وکذا بلفظ من حج فلم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا موضوع وکذا قال الزرکشی
وابن الجوزی فی ہمیں نے میزان میں لکھا ہے قال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن محمد بن النعمان
بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع
خلاصہ میں لکھا ہے لابن عدی وجماعۃ بلفظ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح ابن طاہر فتنی نے
تذکرہ میں لکھا ہے قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف وبالغ ابن الجوزی
فذکرہ فی الموضوعات محمد بن عبد الہادی معروف بابن قدامہ نے صارم میں لکھا ہے ہذا حدیث
منکر جدا لا اصل لہ بل ہو من المکذوبات والموضوعات وہو کذب موضوع مختلق علیہ لم یحتج
بہ احد ولم یروہ الا من جمع الغرائب والمناکیر اسکی سند میں محمد بن محمد بن النعمان واقع ہے اوسکی
نسبت تقریب التہذیب میں مرقوم ہے محمد بن محمد بن النعمان بن شبل الباہلی البصری متروک
انتہی اور حافظ ابو الحسن دارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان میں کہا ہذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان
بن شبل الا من روایۃ ابنہ والطعن فیہ علیہ لا علی النعمان انتہی اور حافظ موسی بن ابراہیم نے

متروک الحدیث فہذہ روایۃ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ واما روایۃ ابی علی الصواف عن عبد اللہ
عن ابیہ انہ قال صالح مولف نے روایت توثیق کو بالکل حذف کرکے کلام کو منتظم کردیا اور
علامہ برہان الدین ابو الوفاء الحلبی تلمیذ حافظ زین الدین العراقی اپنے رسالہ الکشف الحثیث
عمن رمی بوضع الحدیث میں لکھتے ہیں حفص بن سلیمان ہو حفص بن ابی داؤد ابو عمرو الاسدی
صاحب القراءۃ قال ابو خراش کذاب قال وکیع ثقۃ انتہی اور سبکی نے رسالہ شفاء الاسقام
فی زیارۃ سید الانام میں حفص بن سلیمان کی توثیق کو جرح پر مرجح کیا اور حدیث مذکور کو مقبول
لکھا وفاء الوفا میں ہے روی الدارقطنی والطبرانی فی الکبیر والاوسط وغیرہما من طریق حفص
بن ابی داؤد سلیمان القاری عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فزار
قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ورواہ ابن الجوزی فی مثیر الغرام وابن السکن من طریق
الحسن بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وصحبنی قال ابن عساکر تفرد بقولہ
وصحبنی الحسن بن الطیب عن علی بن حجر وفیہ نظر وہی زیادۃ منکرۃ قال السبکی لم ینفرد بہا ابن الطیب
فقد رواہ کذلک ابن عدی فی کاملہ من طریق الحسن بن سفیان عن علی بن حجر بالسند المتقدم
ورواہ ابو یعلی من طریق حفص بن سلیمان عن کثیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عمر
بدون قولہ وصحبنی والتشبیہ من صحبہ لا یقتضی التشبیہ من کل وجہ وروی بعض الحفاظ المعاصر
لابن مندۃ ہذا الحدیث من طریق حفص بن سلیمان عن لیث بلفظ من حج فزارنی فی مسجدی
بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی قال السبکی وحفص بن ابی داؤد وثقہ احمد ثم روی فی ذلک
عنہ بطریق الیقین قال وذلک مقدم علی من روی عنہ تضعیفہ وضعفہ جماعۃ وہو لم ینفرد بہذا الحدیث
ودعوی البیہقی الغرابۃ بحسب اطلاعہ فقد جاء فی الکبیر والاوسط للطبرانی متابعۃ فانہ رواہ من
طریق عائشۃ بنت یونس امرأۃ اللیث عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر انتہی **قال** حدیث
من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسالہ اللہ عما افترض
علیہ فواید مجموعہ میں لکھا ہے قال فی الذیل باطل **اقول** اس حدیث کو ابو الفتح ازدی نے
روایت کیا ہے طریق عمار سے قال حدثنی خالی سفیان عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن

فی خفظ کشعبة وابن القطان وابن مہدی ونحوہم مثل احمد وابن المدینی وابن معین وابن راہویہ ثم اصحابہم مثل البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وہکذا الی زمن الدارقطنی والبیہقی کذا قال العلائی ثم من العجب ایراد ابن الجوزی فی کتابہ العلل المتناہیة کثیرا مما اوردہ فی الموضوعات کما اورد فی الموضوعات کثیرا من الاحادیث الواہیة بل قد اکثر فی اکثر تصانیفہ الوعظیة وما اشبہہا من ایراد الموضوع وشبہہ انتہی اور اسیطرح علامہ زکریا انصاری فتح الباقی شرح الفیة العراقی مین لکھتے ہین اور خاتمة الحفاظ جلال الدین السیوطی نے موضوعات ابن جوزی کو ملخص کیا ہے اور اوسمین جابجا ابن جوزی پر تعقب کیا ہے اور اسیطرح مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد مین بہی ابن جوزی پر جابجا تشنیع کی ہے اور حافظ ابن حجر بہی اپنی تصانیف مین جابجا ابن جوزی پر طعن کرتے ہین اور اوسکے حکم وضع کو غیر مقبول سمجھتے ہین اور منجملہ مقلدین ابن جوزی کے صاحب سفر السعادة ہین کہ احادیث صحیحہ کو ثابت نشدہ لکھتے ہین اور ہرگز خوف وخطر نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة مین تحریر کرتے ہین بدانکہ شیخ مصنف درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ ومبالغہ کار فرمودہ است وتقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملہ احادیث جرح وطعن کردہ است بر بعض حکم بعدم صحت کردہ وبر بعض بعدم ثبوت وبر بعض حکم بوضع وافترا نمودہ حال آنکہ دران میان احادیث ہست کہ در کتب معتبرہ مذکور ہست ونزد کبرای علمای دین از فقہا ومحدثین مقبول انتہی اور بعد ایک ورق کے لکھتے ہین باید دانست کہ از ارباب انتقاد احادیث جماعہ اند کہ درین باب غلو وافراط دارند وبراہ تعصب وتعجیل وتند باندک تہمی وشائبہ وہمی نسبت بوضع کنند وبدان مبادرت نمایند مثل ابن جوزی وامثال وی بمجرد آنکہ بعض مردم در بعض رواة حدیث تکلم کردہ مثل آنکہ گفتہ فلان ضعیف یا لیس بقوی یا متروک یا ساقط وامثال آن حکم بوضع کردہ انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین مصنف خود در رسالہ نقد الصحیح لما اعترض علیہ من احادیث المصابیح گفتہ است کہ حکم بر حدیث بوضع بغایت عسیر است زیرا کہ صورت نہ بندد مگر بعد از جمع طرق وکثرت تفتیش وتحقیق آن کہ این متن را جز این طریق واحد کہ بروی طعن کردہ شدہ است طریقی دیگر نبودہ ووجود قرائن کثیرہ کہ باعث شود حافظ متبحر را بر جزم بکذب واین در غایت تعسیر

کیا اور جرح و تعدیل سے ہی ایک متہم بالکذب والوضع ہوا۔ **اقول** ضرور ہے کہ محدثین پر جو
افراط و تفریط میں ایک فرقہ وہ محدثین کہ احادیث کے لکھنے میں نہایت تساہل برتتے ہیں
اور احادیث موضوعہ لغو و بیج تصانیف کرتے ہیں اور بغیر تنقیح صحیح و غلط کے لکھتے ہیں اور ایک
فرقہ وہ لوگ کہ مسالک تحقیق پر چلتے ہیں نہ موضوع کو صحیح لکھتے ہیں اور نہ ضعیف کو موضوع
مانتے ہیں اور حکم ضعیفیت و عدم موضوعیت سے بغیر تحقیق رجال کے نہیں کرتے اور تیسرا
فرقہ وہ لوگ ہیں کہ تشدد مزاج میں کہتے ہیں احادیث صحیحہ کو ادنیٰ قدح و ادنیٰ شبہ
موضوع کہہ دیتے ہیں اور احادیث ضعیفہ و منکرہ پر بغیر خوف و خطر حکم وضع کا دیتے ہیں
اور سب سے زیادہ اس فرقے کے محدثین ابن جوزی ہیں کہ انہوں نے بہت سی احادیث ضعیفہ کو
بادنیٰ قدح راوی موضوع لکھدیا بلکہ احادیث حسان و صحاح کو مثل حدیث صلاۃ التسبیح
جو ترمذی وغیرہ میں مروی ہے و حدیث ردّ شمس وغیرہ موضوع کہدیا اور اسقدر نہ سمجھے کہ جس طرح
حدیث کاذب روایت کرنا شنیع ہے اسی طرح بے باک ہو کر حدیث ضعیف کو یا صحیح کو موضوع
کہدینا گناہ ہے اور اسی وجہ سے محققین محدثین باب وضع میں ابن جوزی کے قول کا اعتبار
نہیں کرتے ہیں اور جابجا اونپر تشنیع بلیغ کرتے ہیں حافظ ابن الصلاح مقدمہ اصول
حدیث میں لکھتے ہیں ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات فی نحو مجلدین فاودع فیہا
کثیرا مما لا دلیل علی وضعہ وانما حقہ ان یذکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی حافظ عراقی
شرح الفیہ میں لکھتے ہیں اراد ابن الصلاح بالجامع المذکور ابا الفرج ابن الجوزی انتہی اور سخاوی
فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں کہتے ہیں ربما ادرج ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن
والصحیح مما ہو فی احد الصحیحین فضلا عن غیرہما وہو توسع منکر ینشأ عنہ غایۃ الضرر من ظن ما لیس بموضوع
موضوعا عملا بتقلیدہ وتحسینا للظن بہ ولذا انتقد العلماء صنیعہ اجمالا والموقع لہ استنادہ فی غالبہ
بضعف راویہ الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیئہ من وجہ آخر وربما یکون اعتمادہ فی التفرد
قول غیرہ ممن یکون کلامہ فیہ محمولا علی النسبی ہذا مع ان تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد
الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک ولذلک کان الحکم
من المتأخرین عسیرا جدا بخلاف الائمۃ المتقدمین الذین منحہم اللہ التبحر فی علم الحدیث والتوسع

کلام المصنف وتبع فی ذلک ابن الجوزی فانہ اوردہ فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر
ترجمۃ النعمان لم ار فی حدیثہ حدیثا قد جاوز الحد وقال فی اول ترجمتہ حدثنا صالح بن احمد بن ابی مقاتل
حدثنا عمران بن موسی حدثنا النعمان بن شبل وکان ثقۃ انتہی اور سبکی نے اس حدیث کو مقبول لکھا
اور طعن کو مطعون کیا چنانچہ شفاء الاسقام میں لکھتے ہیں عن موسی بن ہارون ان النعمان متہم
وہذہ التہمۃ غیر معتبرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا والحدیث ذکرہ الدارقطنی فی غرائب مالک وقال تفرد
بہ ہذا الشیخ وذکر ابن الجوزی لہ فی الموضوعات سوء کذا فی وفاء الوفا اور در منظم میں ہے حدیث
من حج ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند یحتج بہ وقول الدارقطنی انہ منکر انما ہو من حیث
تفرد احد رواتہ کما اشار الیہ ابن عدی وغیرہ لا من حیث المتن وقول ابن حبان انہ یاتی عن الثقات
بالطامات مبالغۃ فی الانکار وذکر ابن الجوزی فی الموضوعات اشارۃ منہ وغایۃ امرہ انہ غریب
قال السبکی ومما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطریق فلا
یلزم من ذلک رد متن الحدیث فلاجرم قبلنا کلام الدارقطنی ورددنا کلام ابن الجوزی انتہی اور بعض
نے جو جرح محمد بن محمد بن النعمان کی تقریب سے نقل کی ہے اوس سے موضوع ہونا حدیث کا لازم نہیں آتا ہے
غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ ضعیف ہو اور حاصل حکم کرنا اسکی وضع کا جیساکہ مولف نے نقل کیا ہے بڑی بیباکی
ہے **قال** اب جاننا چاہیے کہ واجب یا قریب بواجب کہنا غلط ہے کیونکہ وجوب یا قریب بوجوب
کے دلیل نہیں ہوسکتی ہے مگر وہی حدیث جسمیں جفانی کا لفظ آیا ہے اور اوسکے ضعف وموضوعیت
کا حال ابھی واضح ہوا پس یہ حدیث لائق احتجاج کے ہرگز نہیں ہوسکتی **اقول** حکم غلط کا غلط ہے
کیونکہ وجوب کا ثبوت بدلائل عقلیہ ونقلیہ بخوبی ہوسکتا ہے اور حدیث جفانی کی قوت وثاقت کا
حال ابھی معلوم ہوچکا حکم موضوع ہونیکا اوسکے مردود ہوچکا اور تعجب ہے مولف سے کہ سابقا
درمختار کی عبارت سے تضعیف قول وجوب کے قائل ہوئے اور یہاں حد سے تجاوز کرکے
غلط لکھنے لگے اور حصر ثبوت وجوب کا حدیث جفانی پر کرنے لگے تراویح کے باب میں ابن ہمام
کے قول پر کہ اونکے قلم کی لغزش سے حکم ندب رکعات زائدہ کا آٹھ پر نکل گیا اعتماد کیا اور یہاں
سکوت ابن ہمام سے قول وجوب پر اعراض کیا اسکی کیا وجہ ہے دو حال سے خالی نہیں یا مولف
مقلد مجتہد حنفیہ کے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو حکم غلط کا کسی حنفی نے نہیں دیا اور اگر نہیں ہے تو مفت

واشکال ست انتہی اور منجملہ مبالغین کے محدث وقت حسن بن محمد الصغانی ہین کہ وہ رسالہ موضوعات مین تصنیف کرکے بہت احادیث ضعیفہ کو موضوع لکھ دیا سخاوی شرح الفیہ مین لکھتے ہین

وممن افرد بعد ابن الجوزی کراسۃ الرضی الصغانی اللغوی ذکر فیہا احادیث من الشہاب للقضاعی والنجم للاقلیشی وغیرہما کالاربعین لابی ودعان وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخی والوصیۃ لعلی ابن ابیطالب وخطبۃ الوداع وآداب النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واحادیث ابی الدنیا الاشج ونسطور ونعیم بن سالم ونسخۃ سمعان عن انس وفیہا الکثیر ایضا من الصحیح والحسن والضعیف بما فیہ ضعف یسیر انتہی

اور منجملہ مبالغین کے جوزقانی ہین سخاوی لکھتے ہین وللجوزقانی ایضا کتاب الاباطیل اکثر فیہ من الحکم بالوضع لمجرد مخالفۃ السنۃ قال شیخنا وہو خطاء الا ان تعذر الجمع انتہی اور منجملہ مبالغین کے علامہ عصر خود احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ ہین منہاج السنۃ فی رد منہاج الکرامۃ للحلی مین کتنی احادیث غیر موضوعہ کو موضوع بنا دیا اور احادیث حسان کو باطل لکھ دیا ابن حجر لسان المیزان مین لکھتے ہین طالعت

رد ابن تیمیۃ علی الحلی فوجدتہ کثیر التحامل فی رد الاحادیث التی یوردہا ابن المطہر الحلی ورد فی ردہ کثیرا من الاحادیث الجیاد انتہی اور منجملہ مبالغین کے جلال الدین سمہودی ہین ایک رسالہ انکا موضوعات مین مسمی بہ غماز علی اللماز تصنیف ہی اوسمین ضعیف اور حسن پر بہی موضوع کا حکم بخفیف ہی چنانچہ اوسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور منجملہ مبالغین کے قاضی محمد شوکانی ہین کہ فوائد مجموعہ مین ابن جوزی اور جوزقانی وغیرہ کی متابعت سے جابجا حکم وضع کا دیتے ہین اور احادیث حسان کو موضوعات مین شمار کرتے ہین ہرگاہ ان مبالغین کا حال ظاہر ہوگیا پس حکم وضع حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی کا جو مولف نے انسے نقل کیا ہی پایۂ اعتماد سے ساقط ہوگیا اور ذہبی کی میزان سے جو حکم وضع نقل کیا ہی شاید لسان المیزان کو ملاحظہ نہین کیا کہ اوس مین اسکی وجہ موجود ہی عبارت اوسکی یہ ہی النعمان بن شبل الباہلی البصری عن ابی عوانۃ ومالک قال موسی بن ہارون

کان متہما وقال ابن حبان یاتی بالطامات وقال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع وحدثنا احمد بن الحسن حدثنا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل بسندہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلوۃ القاعد علی النصف قلت حدیث ابن عمر لم یقل ابن عدی انہ موضوع وانما ہو

مراجعت کرتے ہین اور ہر صغیر و کبیر ملامت کرنا شروع کرتا ہی تو متوجہ استحباب کے اثبات کیطرف ہوتے ہین
او رجمہور حنفیہ پر افترا کرتے ہین اور احادیث صحیحہ او رحسنہ کو موضوع و باطل ٹھہراتے ہین اگر نہین گئے
کاش ندامت ہوتی اور سکوت کرتے تو بہتر ہوتا عوام کو استحباب ثابت کر کے اور احادیث کو لغو ٹھہرا کے
خراب کرنے مین کیا فائدہ ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام
ومن اللہ التوفیق وبہ الاعتصام وکان فی ذلک لیلۃ الجمعۃ الثامنۃ عشر من شہر جمادی الثانیۃ سنۃ
تسع وثمانین بعد الالف والمائتین من ہجرۃ سید الثقلین علیہ وعلی آلہ صلوۃ رب المشرقین ؁

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ
اسن زمانہ مین عجب طرح کے عقائد فاسدہ شائع ہوتے ہین کہ دیکھنے والے اوسکے حیرت زدہ ہوتے ہین
اور وہ لوگ جو اہل علم سے معدود ہین ایسے امور شائع کرتے ہین کہ عوام اونسے گمراہ ہوتے ہین
منجملہ اونکے ایک یہ امر ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کہ مدرسۂ اکبر آباد مین مدرس ہین
حرم محترم کو واسطے تحصیل سعادت کے تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج کے رجعت قہقری کر کے چلے
آئے اور باوجود تفہیم عوام و خواص کے مدینہ منورہ کیطرف قصد نہ کیا خدا جانے اسمین اونھون نے کیا فائدہ
سوچا جب اکبر آباد مین تشریف لائے اور یہ امر شہرت پذیر ہوا ہر طرف سے اسکا شور ہوا مولوی صاحب
موصوف نے ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم لکھا اور اوسمین زیارت نبوی کو مستحب ٹھہرایا
اور احادیث نبویہ کو جو باب زیارت مین وارد ہین از راہ افراط باطل و عاطل بنایا جب وہ رسالہ
شائع ہوا دیکھنے والون کو سخت تعجب ہوا مولوی صاحب نے ایسی چشم پوشی اظہار حق مین فرمائی اور ایسی
نقل عبارات مین قطع و برید کی کہ کسیکو پسند نآئی بنظر اسکے کہ عوام گمراہ نہووین اور اونکی رسالہ کی معاینہ سے
پریشان نہووین فاضل لوذعی عالم المعی مولوی عبد الجبار صاحب ملکاپوری نے ایک رسالہ مسمی بالکلام المبرم
فی نقض القول المحقق المحکم تالیف کیا انظاہر اس رسالہ مین شرح ہی اور فی الحقیقت جرح ہی امید ارباب
انصاف سے یہی کہ بچشم غور ملاحظہ فرمائین اور تشہیر امور غیر معتمدہ سے باز آئین نظر بران حسب فرمائش مصنف ممدوح
بطرز خوب و تقطیع کاغذ مرغوب خوش وضع و خوش قطع اس عاصی پر معاصی محمد علی بخشخان مالک مطبع
علوی نے چھاپ کر پیشکش اہل اسلام کیا فالحمد للہ اولا و آخرا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الداودی فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن دلالۃ علی ان الارضین
بعضہا فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ وحکی ابن التین
عن بعضہم ان الارض واحدۃ قال وہو مردود بالقرآن والسنۃ قلت لعلہ القول بالتجاور والا فیصیر صریحا
فی المخالفۃ ویدل للقول الظاہر ما رواہ ابن جریر من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن
عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ
مختصرا واسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء عن ابی الضحی مطولا واولہ سبع ارضین فی کل
ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ وظاہر قولہ تعالی ومن الارض مثلہن یرد علی اہل الہیئۃ فی قولہم ان لا مسافۃ بین کل ارض وارض
وقد روی احمد والترمذی من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا ان بین کل سماء وسماء خمسمائۃ عام وان بین
کل ارض وارض خمسمائۃ عام اخرجہ اسحق بن راہویہ والبزار من حدیث ابی ذر نحوہ انتہی ملخصا اور علامہ
شہاب الدین خفاجی حنفی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقدہ ان الارض سبع کالسموات
ولہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور سلیمان جمل حاشیہ جلالین میں لکھتے ہیں ذکر اللہ تعالی ان
السموات سبع طبقات ولم یات للارض فی التنزیل عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قولہ تعالی ومن الارض
مثلہن وقد اختلف فیہ فقیل ای فی العدد لان الکیفیۃ والصفۃ مختلفۃ بالمشاہدۃ والاخبار فتعین العدد
وقیل مثلہن ای فی الغلظ وما بینہن وقیل ہی سبع الا انہ لم یفتق بعضہا عن بعض قال الماوردی والصحیح ہو
الاول وانہا سبع کالسموات انتہی اور ثعلبی عرائس میں تحریر کرتے ہیں روی عن عبد اللہ بن عمر
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال بین کل ارض الی التی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام وہی سبع
طبقات الارض الثانیۃ سجن الریح ومنہا تخرج الریاح المختلفۃ فی الارض الثالثۃ خلق وجوہہم کوجوہ بنی آدم
وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی الانس وارجلہم کارجل البقر وآذانہم کآذان البقر واشعارہم
کصوف الضان لا یعصون اللہ طرفۃ عین نہارہم لیلنا ونہارنا لیلہم والارض الرابعۃ فیہا حجارۃ
الکبریت التی اعدہا اللہ لاہل النار یسجر بہا جہنم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم والذی نفسی بیدہ
ان فیہا اودیۃ من کبریت لو ارسل اللہ فیہا الجبال الرواسی تضاعت والارض الخامسۃ فیہا عقارب
اہل النار والسادسۃ فیہا دواوین اہل النار واعمالہم واسمہا سجین والسابعۃ مسکن ابلیس وجنودہ انتہی ملخصا

کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین

ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ چھ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے موجود و متحقق ہین اور اوس سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آپکے جمیع صفات اور ذاتیات مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب در منثور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم آیا یہ قول اوسکا یعنی موجود و متحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی یا خلاف اہل سنت والجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اوسکا کیا حال ہی اوس سے یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا فقط

ہو المصوب

اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند اور معتبر ہے ارباب تحقیق نے اوسکی توثیق کی ہی حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف مین لکھتے ہین روی الحاکم فی مستدرکہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور علامہ بدر الدین شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھتے ہین قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط الشیخین [illegible] ثانیاً جاننا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور ان مین مخلوقات الہی کا موجود ہونا چند احادیث سے ثابت ہی اور یہ مذہب محققین کا بھی ہی حافظ ابن حجر [illegible]

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ
دی ہی ساتھہ نور مشکوٰۃ کے اور ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی و احسن ہی چہ نسبت
خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کنبیکم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا
مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط لتعلیم و لتفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ
جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہی نہ یہ کہ وہ
خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل
ہمارے خاتم الانبیاء کے نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا ذکر بہی وارد ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کے اولاد ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کے
اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم این عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بہی
افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی
اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن
پاک مین اونکا ذکر ہی اونسے مراد انبیاء اسی طبقہ کے ہین نہ انبیاء طبقات باقیہ کے اور حدیث
صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین
اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوئے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم سے
افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون
مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیاء
طبقات باقیہ کے ساتھہ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی علاوہ یہ ہی کہ مماثلت
مین اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن
یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی
معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ
سے ثابت ہی کہ نبی ہر قوم کا اوسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اوسکے ساتھہ ارتباط پیدا
کرے اور اوسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث
نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاء مخلوقات طبقات باقیہ کے اونہین کی صنف سے اور اونہین کی

آور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدہور فی وقائع الدہور مین لکھتے ہین قال وہب بن منبہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصیرہا سبعا کما فعل فی السموات وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وہو قولہ تعالیٰ ففتقنا ہما وجعلہا سبعا فکان اسم الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطا والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا والخامسۃ حبنا والسادسۃ ماسکۃ والسابعۃ الثری وسکان الارض الثانیۃ امم یقال لہم الطمس وطعامہم من لحومہم وشرابہم من دمہم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوہہم کوجوہ بنی آدم وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کاید بنی آدم وارجلہم کارجل البقر وعلی ابدانہم شعر کصوف الغنم وہو لہم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا امم یقال لہم الحلہام لیس لہم اعین ولا اقدام بل لہم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ بہا امم یقال لہم الخشن وہم کامثال البغال ولہم اذناب کل ذنب نحو ثلث مائۃ ذراع والسادسۃ بہا امم یقال لہم الخشوم وہم سود الابدان ولہم مخالیب کمخالیب السباع ویقال ان اللہ تعالیٰ یسلطہم علی یاجوج وماجوج حین یخرجون فیہلکہم والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس وجنودہ من المردۃ والشیاطین انتہی ملخصا **وثالثا** معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ مین انبیا کا ہونا بہی ثابت ہی چنانچہ حدیث مذکور کہ صحیح ہی دلالت کرتی ہی اور قرآن پاک مین ہی ولکل قوم ہاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہی پس ہر گاہ طبقات باقیہ مین وجود مخلوقات الٰہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق حق تعالیٰ کی مہمل نہین چہوڑی گئی لابدی کہ وہان بہی راہ نما ہوے ہونگے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بہی یہ بات ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ مین بہی وحی لے جاتی تہی چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبرئیل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی ہر گاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجہنا چاہیے کہ لفظ نبی لبنیکم سے اگرچہ یک یک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اوسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ثابت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ کلام عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ مثل یا اقوی ہو مشبہ بہ سے بلکہ کبہی تشبیہ ناقص کے ساتہ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالیٰ فرماتا ہے

حدیث مذکورہ صحیح و معتبر ہے اوس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط کیا ہی وہ باعث کم عقلی و نافہمی کا ہے اور محض خلاف عقائد اہلسنت و جماعت کے ہی اسکا جواب جو اخی معظم برادر مکرم مولوی محمد عبدالحی صاحب نے تحریر فرمایا ہی کافی و وافی ہے اوسیکے موافق عقیدہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفرلہ اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم و مغفور فقط
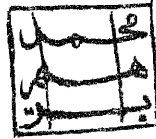
محمد ابراہیم

هو الموفق للحق

سدد المجیب حیث اتی بجواب انق عجیب فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس وجہی باشد نہ در امور دیگر مثلا در زید کالاسد مشارکت در شجاعت ست بس و ازان مماثلت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فهکذا فیما نحن فیه واللہ اعلم کتبہ العبد الاثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والرای صائب و نجیح

خادم شریعت رسول اللہ قاضی مفتی محمد سعد اللہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری

اسعد اللہ ابن مفتی لطف اللہ ۱۲۸۷
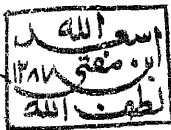
هو الموفق

یہ جواب مشتمل ہوا و پر غایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے فضلہ اللہ تعالی وابقاہ اور فی الواقع غرض کاتب ہے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی کلبیکم فقط توضیحا و تبیین ہی نہ مماثلت بیچ جمیع صفات کہ الیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہوا ور حال آنکہ یہ مخالفت ہی اکثر

جنس سے ہون گے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے ہین پس دونو خاتم ہین مماثلت کہ عبارت ہی اتحاد صنف وصفات سے کیونکر ہوگی ، آرے اسقدر مین دونو شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہین ہی آلحاصل حدیث مذکور صحیح ہی او عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہی مقام افسوس و التعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کے گذرے اور اس مدت مین صدہا فقہا اور محدثین اور ہزارہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسیکے خیال مبارک مین موجود ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب عقیدہ کی خاطر عاطر مین آیا انا للہ وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدء الدین غریبا وسیعود غریبا نازم برین عقل و دانش اگر تشیوع جہل کی یہی کیفیت رہی دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اس عالم مین برپا کرینگے والی اللہ المشتکی ومنہ البدء والیہ الرجعی ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی المتعوذ من شرور اصحاب الطغیان والغی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ؎

محمد عبد الحی ۱۳
ابو الحسنات

واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے باطل ہے اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت کے ہے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہے بحسب قول حاکم کے صحیح ہے لیکن اوس سے یہ عقیدہ ثابت نہین واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ

ما شاء الله لا قوة الا بالله
التایید
فی
اثبات حجب التقلید
مطبع دار السلطنه کلکته طبع کرد
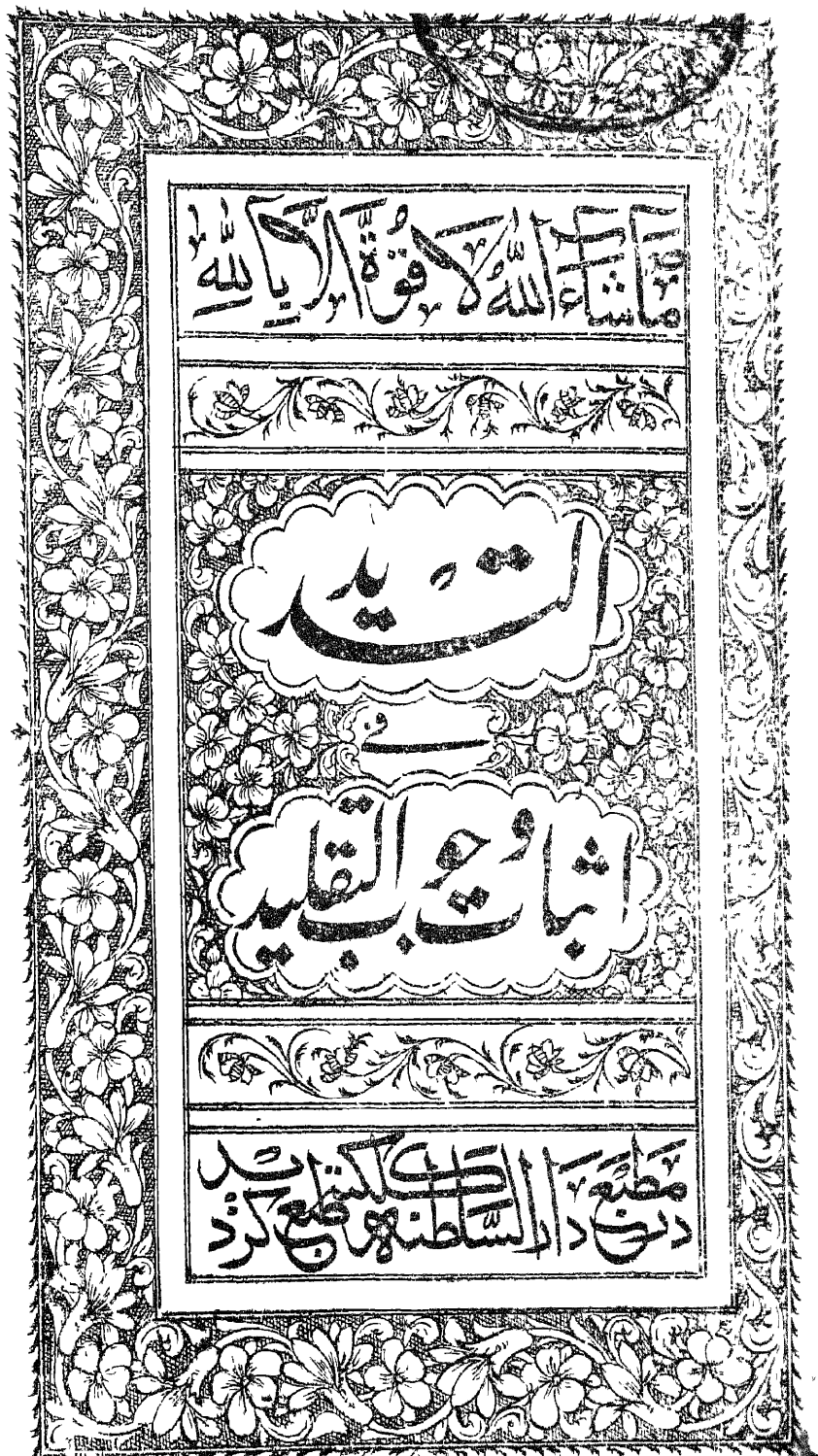
احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ان صفات کے اور بہی اگر خاتم الانبیا ہر طبقہ کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے اونکے ایک صفت یہ ہی کہ آپ طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بہی اوس طبقہ فوقانی کا خاتم الانبیاء ہو وہذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے ماوّل ہوگی وہذہ عبارتہ ظاہر الآیۃ تدل علی ان الارض متعددۃ وانہا سبع کالسموات وذہب بعضہم الی ان قولہ سبحانہ مثلہن فی الخلق لا فی العدد وقیل ہن الاقالیم السبعۃ والدعوۃ شاملۃ جمیعہا وقیل انہا سبع ارضین بین کل واحد مسیرۃ خمس مائۃ عام کما جاء فی کل ارض منہا خلق وفی کل منہا آدم وحوا ونوح وابراہیم وہم یشاہدون السماء من جانب ارضہم ویستمدون الضیاء منہا وجعل اللہ لہم نورا یستضیئون بہ ذکر الثعلبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث صحیح سے اظہر ہی اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اوسکے شافی اور کافی ہی واللہ اعلم

كتبہ العبد العاصی الآسی انور علی عفی عنہ

[مہر: پیرزم نبی علی سہو انور]

تتمہ

خاتمۃ الطبع للہ الحمد والمنۃ کہ مقدمہ حدیث جیچہ مثل آنحضرت کے ایک استفتاء مع دستخطی علماء متبحرین وفقہاء محدثین ونجباء متقین حاکمان شرع مبین مفتیان احکام دین کا واسطے ہدایت مومنین کے مطبع علوی مقام لکھنؤ مین محمد علی بخش خان مہتمم مطبع موصوف کے اہتمام سے چھپ کر طبیعت طبائع خاص و عام ہوا

هم العقلاء + الا انهم هم السفهاء + لکنهم لا یشعرون + ولا هم یعلمون + وهم
نتن ذمة من المستحدثین لا ایمان لهم ولا دین + یقرؤون کلام خیر البریة + ویمرقون
عن الدین کما یمرق السهم عن الرمیة + یسبون المجتهدین + الذین قاموا لتشئید
ارکان الدین فهم قوم لا یبصرون لا یسمعون صم بکم عمی فهم لا یرجعون ها انی اقص
علیک قصة عجیبة + وحکایة غریبة + هی انه قد انعقدت فی بلدة مرشدآباد
صانه الله عن البدع والفساد + جلسة اسلامیة + باستدعاء فرقة ضالة
وهابیة + لیقع فیها المناظره + الخالیة عن المکابره + وانا حضرت فیها بدعوة
الرؤساء و لطلب العظماء + وارسلت کتابا الی علمائهم + وصرت منتظرا الی
حسن خطابهم + فعجزوا عن جوابه وسکتوا + وتحیروا وبهتوا + هو هذا
نحمدک یا من لا ینا ظره مناظر + ولا یکابره مکابر + ولا یقابله مقابل + ولا یجادله
مجادل + ولا یماثله مماثل + ولا یشاکله مشاکل + والصلوة علی رسوله البشیر +
والسلام علی نبیه النذیر + الذی قطع ارومات المخالفین + وحسم شعوبات
المخاصمین + الذین رغبوا عن الحق النضیح + ورغبوا الی الباطل الفضیح + بالحجج
والدلائل + وباراءة المعجزات والفضائل + وعلی اله العظام + واصحابه الکرام
اما بعد ای باد سحر خیز + وای صبای عنبر بیز + وای هوای شمیم مشک در
جیب سمن ریز + برخیز برخیز + وبوی معطر + وعطر معنبر + بمشام ارباب مناظره
برسان + وبر اصحاب مباحثه ازما سلامی وپیامی برخوان + که درین زمان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي الحكمة البالغة + والنعمة السابغة + والحجة الكاملة + والرحمة الشاملة +
الذي سدة عزته مبراة عن شرور النقص + وعتبة عظمته منزهة عن شوائب
النقص وحكمه محكم بالفوائد والحكم + وامره مستحكم بالمصالح والنعم + ورفع للعلماء
مدارج ودرجات ونصب لهم طبقات بعد طبقات فجعل بعضهم فوق بعض كما قال فضلنا
بعضكم على بعض + واعطى لبعضهم قوة الاستنباط والتسديد + وقلد اعناق
بعضهم قلائد الاتباع والتقليد وامر للقوم الذين هم لا يعلمون + فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون + والصلوة على افضل سيدنا محمد الدافع لغياهب
الطغيان + بالحجة والبرهان + الذي هدم بنيان [illegible] وقلع اساس الكارهين
الذين رفضوا السواد الاعظم وتركوا الجمع الافخم + فصاروا شيعة رافضية + بل
فئة خارجية - وعلى اله البررة - واصحابه الخيرة + اما بعد فيقول المفتقر
الى لطف الرحمن + محمد المدعو بلطف الرحمن + ان هذا الزمن قد شاع فيه الفتن
حتى الجاهلين يقرؤون الوريقات [illegible] ويظنون انهم

العلم الذين يعلمون الاخبار الماضية + قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر فی المراد
باہل الذکر وجوہ الاول قال ابن عباس رض یرید باہل الذکر اہل التوراة + الثانی قال الزجاج
فاسئلوا اہل الکتب الذین یعرفون معانی کتب اللہ تعالیٰ + فانہم یعرفون ان الانبیاء
کلہم بشر + الثالث اہل الذکر اہل العلم باخبار الماضیین اذ العالم بالشیٔ یکون ذاکرا لہ اذا
وعیت ہذا فتحدس ان المراد باہل الذکر ارباب العلم الذین یعلمون معانی الکتب
السماویة ویعرفون الاخبار الماضیة للقطع بان العالمین باحوال الانبیاء باسرہا
والحوادث بتمامہا یکونون کذلک فلابد لک ان تعلم ان اہل الذکر کلی او جزئی الثانی
باطل لان مناط الجزئیة السندیة وہی معدومة ہہنا + وعلی التسلیم فالمدعیٰ ثابت
کما لا یخفی + فتعین الاول فعلی ہذا اما ان یکون المراد منہ الافراد والمصادیق + او
المفہوم والمعنی والثانی باطل لان المفہوم امر ذہنی والامر الذہنی لا یکون مسئولا
فتعین الاول فعلی ہذا التقدیر تلک الافراد اما ان تکون ممتنعة او ممکنة الاول صریح
البطلان فتعین الثانی فتلک الافراد الممکنة اما ان تکون متناہیة او غیر متناہیة
والثانی باطل بالبرہان التطبیق والسلمی وغیرہما من البراہین وعلی ان ذلک لیس
الا امر بالمحال + ومخالف لقولہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا
فتعین الاول + فاذا اما کانت تلک الافراد المتناہیة مسئولة لہا علی سبیل التعیین
والتخصیص اولا علی الاول ثبت المطلوب وعلی الثانی اما ان تکون تلک الافراد
فی مکان واحد او امکنة متعددة وعلی الثانی تبطل الجمعیة وہو خلاف المفروض

فتح توامان کہ مناظرین مدرسہ ملا اعلیٰ و مباحثین دبستان عالم بالا + کہ معارضین حکم باطل اند + و مانعین قضای عاطل + بخط شعاعی آفتاب نقل صحیح (الحق یعلو ولا یعلی) میکنند + و سند صریح - (کلمۃ اللہ ہی العلیاء) بیان می سازند بر مناظرین با انصاف + و مباحثین دور از اعتساف کہ براہ صدق و سداد پویند + و از طریق جدل و عناد اجتناب جویند + لازم کہ اولاً مورد نزاع را قرار دہند + انگاہ قدم در معرکہ فرا نہند + تا سوال از آسمان و جواب از ریسمان واقع نشود و مناظرہ مبدل بمکابرہ نگردد - زیادہ السلام علی من اتبع الہدیٰ و رشد او اہتدیٰ و جملۃ المقال + انہ لما وقع القیل والقال فی اثبات وجوب التقلید الشخصی + اردت ان ابنیہ بالدلیل القاطع والبرہان الساطع + ہا انا اشرع فی المقصود بعون الملک المعبود +

اُسّ قانونی

التقلید الشخصی واجب لقولہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تقریرہ ہکذا + ان قولہ تعالیٰ فاسئلوا صیغۃ امر و موجبہ الوجوب کما تقرر فی الاصول + و کان مفہوم قولہ تعالیٰ فلولا تعلمون شیئاً فاسئلوا اہل الذکر اعلم انہ قد تشعبت الاقوال فی تفسیر اہل الذکر ففسرہ بعض المفسرین باہل التوارۃ و بعضہم باہل الکتب الذین یعرفون معانی کتب اللہ و بعضہم باہل

قلنا اللبس من المتحقق لدیک ان المقصود من انزال ہذہ الایۃ الکریمۃ الامر للجاہل
بطلب العلم عن العالم وہل انت فی مریۃ ان الامر الحکیم والواحد الکریم منزہ عن الاغماض
فی غواشی التلہی والسخریۃ وان فعلہ غیر مشوب بشر والظلمۃ اعنی عدم المصلحۃ والفائدۃ
قال شارح ہدایۃ الحکمۃ وافعالہ تعالی مشتملۃ علی حکم ومصالح راجعۃ الی مخلوقاتہ وقال
شارح المواقف وافعالہ تعالی محکمۃ متقنۃ مشتملۃ علی حکم ومصالح لا تحصی راجعۃ الی
مخلوقاتہ تعالی فنقول لما وجب السوال للعالم بعینہ فی مسئلۃ بعینہا بالحجۃ البالغۃ
فہذا الجاہل للمسائل لا اخرا ما مصداق لعدم العلم اولا الثانی خداع ناقص وعلی الاول
فہو داخل تحت قولہ تعالی فَاسْئَلُوا اولا الثانی صریح البطلان وعلی الاول۔
فالعالم المسئول لا السابق اما قادر لافادۃ باقی المسائل ولا الثانی باطل اذ الکلام
فیمن ہو عارف لجمیع المسائل الضروریۃ وعالم لکل الحوادث بقدر الطاقۃ البشریۃ وعلی
الاول فاللہ تعالی عالم بہ اولا الثانی صریح الاستحالۃ اذ علی ہذا یلزم الجہل المستحیل علی اللہ
تعالی وعلی الاول فالامر الحکیم اما ان یامر للرجوع الی الآخر اولا علی الثانی ثبت المطلوب
وعلی الاول فہو اما ان یکون لابتغاء العلم اولامر آخر الثانی صریح البطلان اذ علی ہذا
التقدیر یفوت غرض الانزال وعلی الاول یا وجیت اتفاق ان الاول کاف
للتعلیم وافادۃ العلم فحینئذ لعدم دعیہا لعدم الفائدۃ ویقال [illegible] لامرہ باللغو والحشو[illegible]
فی ریب ان ربک القدوس الحق مقدس عن ذلک قال شارح تجرید العقائد بالفارسیۃ
ہر فعلیکہ خدا تعالی می کند از برای غرض وفائدہ کند واگر از برای غرض نکند عبث

وعلی الاول اما کانت الآراء مختلفة او متفقة فان کانت مختلفة یلزم المحال لان العمل علی
مذاهب مختلفة وطرائق متنوعة فی حادثة واحدة وفی حالة واحدة صحیح الاستحالة
وان کانت متفقة فتقلید الواحد لازم علی ان هذا الاتفاق اما ان یکون فی بعض المسائل
او فی الکل والثانی باطل بالبداهة فعلی تقدیر الاختلاف یلزم الاستحالة لما عرفت
آنفا وهذا المحال انما نشاء لکون المجموع مسئولا له فکون المجموع مسئولا له مستلزم
للمحال وکل ما هو مستلزم للمحال محال فکون المجموع مسئولا له محال وفی الصورة الثانیة یجری
هذا الدلیل بعینه کما هو الظاهر وعلی الصورة الثالثة کان مفهوم قوله تعالی فاسئلوا
اما هذا او ذاک اما واو ادوات الانفصال فثبتت المنفصلة باقسامها منفصلة حقیقیة
ومنفصلة مانعة الجمع ومنفصلة مانعة الخلو فان کان الاول فالمدعی ثابت لان المقصود ان
یکون فیها احدهما ولا یجوز الارتفاع والاجتماع والثانی باطل اذ یکون فیها الارتفاع
وهذا محال فی هذا المقام لان الغرض الامتثال والائتمار وقد فات وان کان الثالث
فلا یجوز الارتفاع والاجتماع ممکن فان کان الاجتماع
فی صورة الاجتماع فاذا کان المراد احدهما فالمدعی ثابت لما لزم ما لزم

اضائة ضیاء لازاحة ظلام

فان قیل هذا انما یصح بالنسبة الی مسئلة واحدة اما اذا کان احد جاهلا لمسائل شتی
فیجاز له ان یسئل کل واحدة منها عن کل واحد من العلماء منفردا فلا استحالة فیه

فاعتبروا یا اولی الابصار

الحمد للہ کہ رسالہ ہذا من تصنیف جامع الفضائل محمود الخصائل اعلم

العلما افضل الحکما آل امین مولوی حکیم ابو الحسنین سید شاہ محمد مسیح الدین احمد خلف تاج العالمین سند الفقہا و المحدثین سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المجاہدات و الکرامات مصدر برکات نامتناہی مظہر تجلیات الٰہی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ مولانا مولوی سید شاہ ابو محمد فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ صاحب فیضی القادری النقشبندی الالہ آبادی

دام فیوضہ المسمے بہ

ہدایت الطالبین عن المسائلین

حسب بالتماس شجاعت من لطف و مذاق سخن ابو ضیا سید شاہ حیدر حسن خلف حضرت شاہ محمد حسن الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع نور پریس الہ آباد باہتمام حافظ عبد اللہ طبع شد

الا زہر آید وعبث بر خدا تعالیٰ روا نیست قال صاحب المواقف و شارح الرابعۃ

منزہ عن النقائص کلہا والعمدۃ فی اثباتہ الاجماع علی ان ساحتہ عزتہ متبراۃ

عن شوائب النقص الذی لیشاکل شا کلتہ کشا کلۃ المتناہیین المتسخرین و اللہ تعالیٰ

عن ذلک علوا کبیرا فمن ثم وجب ان جمیع المسائل للعالم المتشخص المتعین ہو المقصود

ما قال الامام الرازی وحاصلہ ان الاستدلال بہذہ الآیۃ علی وجوب التقلید

باطل فان ہذہ الایۃ قد وقعت فی حادثۃ معینۃ سقط اذ العبرۃ لعموم الحکم لا لخصوص

المورد کما ہو مقرر علی انہ ہو ایضاً اقربہ فی مواضع عدیدۃ فافہم و تدبر۔ و آخر

دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔ حمد الصالحین الشاکرین۔ ۔÷

صحتنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۹	زافضیۃ	رافضیۃ
۲	۱۰	ہذ الزمن	ہذا الزمن
۴	۳	ہذ الاتفاق	ہذا الاتفاق
״	۵	ہذ المحال	ہذا المحال
״	״	ا لجموع	المجموع
۵	۳	مشتملہ	مشتملۃ
״	״	نہذ الجاہل	فہذا الجاہل
״	״	فاسئلو	فاسئلوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی امرنا باطاعتہ واطاعۃ رسولہ واولی الامر منکم وھو خیر الآمرین ونہانا عن اتباع خطوات الشیطان انہ لکم عدو مضل مبین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر الخلائق وشفیع الامم وافضل البشر اجمعین وعلی آلہ وصحبہ الذین بذلوا انفسہم واموالہم فی اعلاء کلمۃ الدین المتین امابعد جاننا چاہیے کہ چند روز سے ایک شخص باشندہ میرٹھہ مسمّٰی بہ محمد ابراہیم نے شہر الہ آباد مین اپنے کو عالم مشہور کرکے وعظ کہنا شروع کیا اور مسائل خلاف مذہب اہل سنت وجماعت مثل فرضیت مسح پالون کے وضو مین بیان کیا تب یہان کے علما اور طلبہ نے مسجد چوک مین جمع ہوکر واسطے دریافت اوسکے علم کے معنی کلمہ توحید کے پوچھے بیان ترجمہ لفظی سے بھی عاجز آیا بعد اوسکے چند سوال اور جواب اوسنے موسومہ بفتاوے ابراہیمی چھپوا کر جابجا تقسیم کیے اور ایک نسخہ خدمت مین اپنا ومرشدنا واستادنا جناب حضرت حافظ مولانا مولوی ابوسعید محمد شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ صاحب فیضی القادری النقشبندی الہ آبادی اید اللہ المسلمین بطول حیوتہ کے بھی بھیجا مولانا ے ممدوح نے جو اوسکو ملاحظہ فرمایا تو اوسکے جواب کو خلاف عقائد اہل سنت کے پایا قابل اسکے نہ دیکھا کہ خود بدولت اوسکے جواب کی طرف التفات فرمائین اور بنظر

اور فرمایا مخبر صادق نے وعلیکم بسنتی تو لزوم طریقہ کا جمیع مسلمین پر ہوگا **اقول**
جواب مجیب کا مشتمل ہی دو دعوی پر اول یہہ کہ تقلید شخصی حرام ہے اور دویم یہہ کہ تقلید
شخصی بدعت ہے اور واسطے اثبات دعوی اول کے ایۃ کریمہ فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون کو دلیل لایا جواب اوسکا بچند وجوہ ہے **اول** یہہ کہ آیۃ موصوفہ سی
جواز تقلید شخصی بلکہ وجوب اوسکا ثابت ہے اسلئے کہ جب حسب اقرار مجیب مراد اہل ذکر سی
جمیع علماے امت ہین ابو حنیفہ اور شافعی مخصوص نہین ہین اور جمیع علماے مذاہب
اربعہ اور علماے عرب اور عجم زمان سابق سے ابتک وجوب تقلید شخصی کے قائل
ہین چنانچہ عبارت چند کتب واسطے سند کے لکھی جاتی ہے قال امام الغزالی فی الاحیاء
بل علی مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل بل المخالفۃ للمقلد متفق علی کونہ منکرا
بین المحصلین وھو عاص بالمخالفۃ **ترجمہ** فرمایا امام غزالی نے احیاء العلوم مین بلکہ واجب
ہے مقلد پر اتباع کرنا اپنے مجتہد کی ہر مسئلہ مین پس تحقیق مخالفت کرنا مجتہد کی اتفاق
کیا گیا ہی اوسکے بد ہونے پر نزدیک علما کے اور وہ شخص گنہگار ہی بسبب مخالفت
اپنے مجتہد کے وفی جامع الرموز اعلم ان من جعل الحق متعددا کالمعتزلۃ
اثبت للعامی الخیار من کل مذہب ماھواہ ومن جعل واحدا کالعلماء الزم
للعامی اماما واحدا کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذہب مباحۃ صار فاسقا
تاما کما فی شرح الطحاوی للفقیہ سعید بن مسعود **ترجمہ** جامع الرموز مین ہی
جان تو تحقیق جس شخص نے گردانا حق کو متعدد مثل معتزلہ کے ثابت کیا واسطے عامی
کے اختیار کو ہر مذہب سے اوس مسئلہ کو کہ چاہے اوسکو اور جس شخص نے گردانا حق
ایک کو مثل علماے اہل سنت وجماعت کے لازم گردانا واسطے عامی کے ایک امام کو
جیسا کہ کشف مین ہی پس اگر اختیار کیا ہر مذہب سے مباح اوسی مذہب کو ہوگیا فاسق

خرابی عوام کے جواب سے اغماض بھی مناسب نہین سمجھا اسلیئے اس فقیر سراپا تقصیر المفتقر الی اللہ الصمد ابو الحسنین سید مسیح الدین احمد غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ کو واسطے تحریر جواب کے ارشاد فرمایا اگرچہ کثرت مشاغل وضیق فرصت مانع تھی مگر بنظر امتثال حکم واجب الاتباع کے جواب ہوسکا بدلائل آیات واحادیث معتبرہ فقہ کے تحریر کیا اور نام اوسکا ہدایۃ الطالبین وعبر المسلمین رکھا تا جملہ مسلمان دیکھکر عبرت لین اور ایسے لوگونکی صحبت سے بچین وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل **قولہ** تقلید شخصی حرام ہے اور بدعت کیونکہ فرمایا اللہ صاحب نے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون تو اہل الذکر جمیع علما امت ہین ابو حنیفہ اور شافعی مخصوص نہین ہین بلکہ بے علم اپنے وقت کے عالمون سے سوال کرے اور حاضر غائب سے سوال نہین کرسکتا۔ دوسرے یہہ امر محال ہے اس لیئے کہ نبیذ ومثلث وغیرہ نزدیک ابو حنیفہ رح کے حلال ہی اور نزدیک شافعی کے منی پاک ہی پس جو شخص ان سبکو نجس جانے وہ نہ شافعی نہ حنفی ہے بلکہ مسلمان امت محمدیہ سے ہی اور نہ ظن انکی پاکی مین رکھہ سکتا ہی جیسا کہ واقع ہے درمختار مین کہ مذہب اپنے کو یقیناً اور مذہب ثانی کو ظن حق جانے تو یہ امر محال ہی کیونکہ اگر حنفی ہے تو ان کو یقیناً حلال جانیگا اور یقیناً محرمات کو حلال جاننا کفر ہے اور اگر شافعی المذہب ہی تو ان کو ظناً حلال جانیگا تو ظن غالب یقین ہوا کرتا ہے اور یہہ بھی کفر ہے پس تقلید کہ وہ بلا دلیل مان لینا ہی حرام ہے اور نسبت کرنا طرف اماموں کی خلاف آثار اور احادیث صحیحہ کے ہی کہ نہین حکم کیا اوسکا اللہ ورسول نے بلکہ حکم کیا اللہ صاحب نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا تو اطاعت کب مقتضی ہے کہ نسبت کرے طرف غیر معصوم کے اور اجتہاد کہ قیاس اور گمان ہے کیونکر صحیح جان سکتا ہے اس لیئے کہ قیاس اور گمان کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی صحیح پس اتباع کرنا قیاس اور گمان کا بلا دلیل شرعی کیونکر روا ہوگا اور نہین صحیح ہے قیاس اور گمان پر یقین کرنا سوائے احکام یقینی کے پس اس صورت مین لازم آتا ہے اجتماع نقیضین اور وہ محال ہے

احد مذهبا کابي حنيفة والشافعي يلزم عليه الاستمرار فلا يقلد غيره في مسئلة من المسائل **ترجمہ** جسنے لازم پکڑا ایک مذہب کو مثل امام ابو حنیفہ یا شافعی کے تو واجب ہی کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اسکے کسی مسئلہ مین غیر کی تقلید نہ کرے پس بموجب اقوال جمیع اہل ذکر یعنی علماے امت کے تقلید شخصی واجب ہوئی اور حسب تحریر مجیب اول اعتقاد وجوب تقلید شخصی ضروریات سے ہوا اور بمقابلہ جم غفیر اور جماعت کثیر علماے امت کے قول غیر مقلدین جو نسبت علماے قائلین کے بہت تھوڑے ہین لائق اعتبار و قابل التفات نہین اس لیے کہ جس امر پر اجماع جمہور ثابت ہوا وسمین خلاف بعض کا معتبر نہین کما في الهداية اذا اجتمع عليه الجمهور لا يعتبر مخالفة البعض و ذالك خلاف وليس باختلاف المعتبر الاختلاف في الصدر الاول **ترجمہ** ہدایہ مین ہی جسوقت مجتمع ہون اوپر اوسکے جمہور نہین اعتبار کی گئی مخالفت بعض کی اور یہہ خلاف ہی اور نہین ہی اختلاف اور معتبر اختلاف صدر اول مین ہی اور عنایہ مین مذکور ہی کہ مراد اجل و اکثر ہین اور قول مجیب اول بلکہ بے علم اپنے وقت کے عالمون سے سوال کرے منافی قول اول ہی اس لیے کہ جیسا امام ابو حنیفہ اور امام شافعی مخصوص نہین اسیطرح اپنے وقت کے علما بھی آیہ شریف سے مفہوم نہین ہوتے اور قول مجیب کہ حاضر غائب سے سوال نہین کرسکتا محض غلط ہی اس لیے کہ حاضر غائب سے بواسطہ تحریر و وکیل کے سوال کرسکتا ہی دوم یہہ کہ تقلید بخوبی قرآن و حدیث سے ثابت ہی اسواسطے کہ آیہ موصوفہ ہر چند شان نزول اوسکا تفسیر کبیر و بغوی مین لکھا ہی کہ یہہ آیت جواب ہی اوس سوال کا کہ کفار اور یہود کہتے تھے کہ نہین ہین محمد مگر بشر مثل ہمارے مطلب یہہ کہ نہین کیا رسول ملائکہ کو اگلون پر بلکہ بھیجا آدمیون کو اور وحی بھیجی ہمنے اونپر پس اگر اسمین شک ہی تو پوچھو اہل ذکر سے

کامل جیسا کہ شرح طحاوی مین فقیہ سعید بن مسعود کی ہی اور تاج الدین سبکی سے نے جمع الجوامع مین
تحریر فرمایا وانہ یجب التزام مذہب معین ترجمہ بتحقیق واجب ہی اختیار کرنا
ایک مذہب معین کا اور شاہ ولی اللہ صاحب سے نے عقد الجید مین بالتصریح تحریر فرمایا
انہ یجب علی العامی ان یلتزم مذہبا معینا ترجمہ بتحقیق واجب ہی عامی پر یہہ
کہ لازم پکڑے مذہب معین کو اور ملا علی قاری سے نے اپنے رسالہ مین لکھا ہی یجب علیہ
حتما ان یعین مذہبا من ہذہ المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع
واما مذہب المالک او غیرہ ولیس لہ ان ینتحل من مذہب الشافعی بعض ما ہواہ
ومن مذہب غیرہ ما یرضاہ ترجمہ واجب ہی اوپر اوسی شخص کے یقینا یہہ کہ معین
کرے ایک مذہب کو مذاہب سے یا مذہب شافعی کو تمام مسائل فروع مین اور یا مذہب
مالک کو یا غیر اوسکے کو اور نہین جائز ہی واسطے اوسی شخص کے یہہ کہ اختیار کرے
بعض اوس چیز کو جو خواہش کرتا ہی اوسی کی اور دوسرے مذہب سے بعض اوس
چیز کو جو چاہتا ہی اوسکو اور علامہ عبد الکریم سے نے ملل ونحل مین فرمایا الا ان علماء الفریقین
لم یجوزوا ان یاخذ العامی الحنفی الا بمذہب ابی حنیفۃ والعامی الشفعوی الا
بمذہب الشافعی ترجمہ خبردار ہو تحقیق علماے فریقین سے نے نہین جائز رکھا اونہین
علماء نے یہہ کہ اختیار کرے عامی حنفی مگر مذہب ابو حنیفہ رح اور عامی شافعی مگر مذہب
شافعی رح کو اور ترصیع مین ہی لا خیر فی ان یکون حنفیا فی بعض المسائل وشافعیا
فی بعض الاخر ترجمہ نہین خیر ہی یہہ کہ حنفی ہو بعض مسائل مین اور شافعی ہو بعض مین تفسیر
احمدی مین ہی اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہب لزمہ ولا ینتقل
عنہ الی مذہب اخر ترجمہ جس مذہب کو اختیار کیا جاہے کہ مداومت کرے اوسپر
اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے شرح عین العلم مین ہی فلما التزم

ان تناوله علی سبیل الشمول وعلی سبیل البدل **ترجمه** اور یهی ای عام معنوی فقط یا شامل
هوگا مجموع افراد کو یا شامل هوگا هر هر فرد کو اور جو شامل هوگا هر هر فرد کو یا یهه که شامل هوگا
علی سبیل الشمول یا علی سبیل البدل فالاول ان یتعلق الحکم بمجموع الاحاد لا لکل واحد علی
الانفراد کالرهط والقوم **ترجمه** پس اول یهه که متعلق هوگا حکم ساتهه مجموع احاد کے ساتهه
هر واحد کے علی الانفراد مثل لفظ رهط اور قوم کے والثانی ان یتعلق الحکم لکل واحد سواء
کان مجتمعا مع غیره او منفردا عنه مثل من دخل هذا الحصن فله درهم فلو دخل واحد استحق
درهما ولو دخله جماعة معا متعاقبین استحق کل واحد الدرهم **ترجمه** قسم ثانی یهه که متعلق هو
حکم ساتهه هر واحد کے برابر هی که هو مجتمع ساتهه غیر کے یا منفرد غیر سے مثال اوسکی
یهه هی که کها کسی شخص نے جو شخص داخل هو اس قلعه مین پس اوسکے لیئے ایک درهم هی
پس اگر داخل هوگا ایک شخص مستحق هوگا ایک درهم کا اور اگر داخل هو ایک جماعت
ساتهی یکدیگر مستحق هوگا هر شخص ایک ایک درهم کا الثالث ان یتعلق الحکم لکل واحد
بشرط الانفراد وعدم التعلق لواحد آخر مثل من دخل هذا الحصن اولا فله درهم لکل واحد
دخله اولا منفردا استحق الدرهم ولو دخله جماعة معا لم یستحقوا شیئا ولو دخله متعاقبین لم
یستحق الا الواحد السابق وسیاتی تحقیق ذلک فالحکم فی الاول مشروط بالاجتماع وبالثالث
بالانفراد وفی الثانی غیر مشروط لشیء منهما یعنی تیسری یهه که متعلق هو حکم ساتهه هر واحد کے
بشرط انفراد اور عدم تعلق ساتهه دوسرے کے مثال اوسکی یهه هی که کها کسی نے جو
شخص داخل هو قلعه مین پهلے پس واسطے اوسکے درهم هی پس ایک شخص جو داخل هوا
قلعه مین پهلے مستحق هوگا درهم کا اور اگر داخل هوئی قلعه مین ایک جماعت ساتهی
نه مستحق هوگی وه جماعت کسی چیز کی اور اگر داخل هوے یکدیگر نه مستحق هوگا مگر ایک شخص
پهلا اور قریب هی که آویگی تحقیق اوسکی پس حکم قسم اول مین مشروط هی ساتهه اجتماع کے

اور مراد اوس سے اہل کتاب ہین اگر نہ جانتے ہو تم اسواسطے کہ علماء یہود و نصاریٰ
منکر نہین اس امر کے کہ رسول بشر سے ہو لیکن نزدیک علماء اصول کے اعتبار
عموم لفظ کا ہی نہ خصوص مورد کا پس اگرچہ یہہ آیت واسطے دفع شبہہ مشرکین کے محل
خاص مین نازل ہوئی مگر بمقتضاے عموم لفظ کے کہ وہ سوال کرتا ہی وقت نجاننے
امر دین کے واقفین سے یہہ حکم مستنبط ہوا کہ جس وقت مسلمان کو کوئی امر دین کا
معلوم نہو تو مجتہدین اور ماہرین کی طرف رجوع کرے اور سیکھے اور سیکھنا عامی کا
مسائل مستنبطہ کو مجتہدین سے بطور تقلید کے ہوگا یعنی مان لینا اوسکے قول کو
بدون معرفت دلیل کے اسلیئے کہ عامی کو قدرت معرفت دلیل پر نہین اسی وجہہ سے
سید سمہودی نے عقد الفرید مین لکھا ہی و دلیل وجوب تقلید غیر المجتہد المجتہد
قولہ تعالی فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون اور امام ابو منصور ماتریدی
نے بیان فرمایا فاسئلوا وقلدوهم اى انكم لا بد من التقليد فقلدوا
اهل الذكر واسئلوا عنهم لانهم تعلمون ذلك ترجمہ پس سوال کرو اور تقلید
کرو ای اگر ضرور ہو تقلید پس تقلید کرو تم اہل ذکر کی اور پوچھو تم اون سے اسواسطے
کہ وہ جانتے ہین پس اس ایت سے وجوب تقلید ثابت و متحقق ہوا اور قول مجیب کا
پس تقلید کہ وہ بلا دلیل مان لینا ہی حرام ہی محض غلط و بے اصل ٹھہرا العجب ہی کہ مجیب
نے اولا تحریر کیا کہ بے علم اپنے وقت کے عالمون سے سوال کرے اور اب
اوسکو بھی حرام لکھتا ہی سچ ہی دروغگو را حافظہ نباشد اب بیان تقلید شخصی کا سنیئے
کہ لفظ اہل فاسئلوا اہل الذکر مین اگرچہ الفاظ عام سے نہین ہی لیکن باعتبار معنی کے
عام ہی اور عام معنوی حسب تصریح صاحب تلویح کے کئی قسم ہی کما قال فیہ وہذا ای العام
بمعناہ فقط اما ان یتناول المجموع الافراد و اما ان یتناول کل واحد او المتناول لکل واحد اما

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم بھی دلالت کرتی ہے اس لیئے کہ ایّ نکرہ
مضاف الی المعرفہ ہے اور مفاد اوسکا شخص واحد ہے کما فی التوضیح فی بحث ایّ واما عند
الاضافۃ الی معرفۃ فمفادہ انہا لواحد مبہم یصلح لکل واحد علی سبیل البدلیۃ ولکانت معرفۃ بحسب اللفظ
پس معنی حدیث شریف کے یہہ ہوئے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس
جس ایک کی اقتدا کی تمنے ہدایت پائی تمنے اس سے بھی ثابت ہے کہ تقلید ایک کی مستلزم
وصول الی المطلوب ہے اور یہہ امر ظاہر ہے کہ بصورت اختلاف اقوال مجتہدین کے سوائے
تقلید ایک شخص کے دوسرے کی تقلید ایک وقت مین غیر ممکن ہے پس کیونکر مراد اکثر
سے جمیع علما مجتہدین ہونگے اسلیئے کہ اوسمین تکلیف ما لایطاق ہے ولا یکلف اللہ نفسا
الا وسعہا البتہ دوسرے وقت اوس حادثہ مین تقلید دوسرے مجتہد کی ممکن ہے اور وہ
غیر جائز ہے اسوجہ سے کہ حکم تقلید مشروط بشرط عدم علم ہے اور وہ بجہت تقلید ایک امام
کے رفع ہو گئی پس تقلید کرنا دوسرے مجتہد کی ناجائز ہوگی ہان اگر اوسکو رتبہ اجتہاد حاصل
ہو جاوے اور اوسکو خلاف فعل سابق کے ثابت ہو تو اوسکو البتہ خلاف فعل اول کے
عمل کرنا چاہیے مگر اوس مین ہماری گفتگو نہین علاوہ اسکے اگر دوسرے وقت دوسرے
مجتہد کے قول پر عمل کریگا تو لازم ہوگا کہ فعل اول کو بجہت تقلید مجتہد اول کے جائز یا حلال
سمجھتا تھا اب اوسکو بجہت تقلید ثانی کے حرام یا ناجائز سمجھیگا اور یہہ منجملہ علامات کفر کے ہے
اللہ تعالی نے اسپر مذمت کفار کی کی اور فرمایا انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا
یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما **ترجمہ** سوا اسکے نہین کہ تقدیم اور تاخیر مہینون حرام مین زیادتی
ہے کفر مین گمراہ ہوتے ہین بسبب اوسکے وہ لوگ کہ کفر کیا حلال کرتے ہین ماہ حرام کو ایک سال
اور حرام کرتے ہین اوسکو دوسرے سال اس سے معلوم ہوا کہ ایک چیز کو کبھی حلال اور کبھی حرام جاننا
طریقہ کفر ہے پس عامی کو نہین جائز ہے کہ بغیر سمجھے بوجھے جس چیز کو چاہے پاک اور جس چیز کو

اور تیسری قسم مین ساتھہ انفراد کے اور قسم ثانی مین نہین شرط کی گئی کسی چیز کی
اوسی انفراد اور اجتماع سے اور ظاہر ہی کہ لفظ اہل نہ قسم اول مین داخل ہی اور نہ قسم
ثالث مین اسلیئے کہ اطلاق لفظ اہل کا واحد وجماعت دونون پر مثل لفظ من کے
درست ہی جیسا کہ قاموس مین تحت بیان لفظ اہل کے مذکور ہے وہو اہل لکذا
مستوجب للواحد والجمع اور کلام اللہ مین بھی اطلاق اوسکا واحد اور جمع دونون پر آیا ہی
تیسرے پارے مین ہی قل یا اھل الکتب لم تکفرون بایت اللہ وانتم
تشھدون ترجمہ اے اہل کتاب کیون کفر کرتے ہو ساتھہ اللہ کے حالانکہ تم
گواہ ہو اور دوسری آیت مین اوسی پارہ کے ہی یا اھل الکتب لم تلبسون
الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ترجمہ اے اہل کتاب کیون
ملاتے ہو سچ کو ساتھہ جھوٹھہ کے اور چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو دونون
آیتون مین اللہ تعالی نے ضمیر جمع کی طرف اہل کتاب کے راجع فرمائی اور سورہ مدثر
مین فرمایا وما یذکرون الا ان یشاء اللہ ہو اہل التقوی واہل المغفرۃ ترجمہ نہین یاد کرتے
اوسکو مگر یہہ کہ چاہے اللہ وہی لائق ڈرانے اور لائق بخشنے کے ہی اس آیت مین
اطلاق لفظ اہل کا ذات باری پر کیا گیا پس اہل ذکر قسم ثانی مین داخل ہی اور وہ مخل
مطلوب نہین بلکہ مفید مقصود ہی اس لیئے کہ جب اہل ذکر سے حسب تصریح بالا مراد ایک
شخص ہوگا عام اس سے کہ ساتھہ اوسکے دوسرا ہو یا نہو پس معنی آیہ موصوفہ کے یہہ ہوے
کہ تقلید کرو ایک اہل ذکر کی منفرد ہو یا موافق ہو دوسرا اہل ذکر ساتھہ اوسکے اور یہی
معنی تقلید شخصی کے ہین اس صورت مین جو لوگ تقلید ایک مجتہد مثلاً امام ابوحنیفہ رح
کی کرتے ہین وہ لوگ عاملین فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے ہین اور تمام
مجتہدین کے تقلید واجب کہنا خلاف مقتضاے آیت ہی اور اسی تقلید شخصی پر

اور سوائے مجتہدین مسلم الاجتہاد یعنی امام ابوحنیفہ رح وامام شافعی رح وامام احمد حنبل رح و
امام مالک رح کے کسی کی تقلید نہ کریں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رسالہ تذکیر الاخوان کی چھٹی
فصل میں تحریر فرماتے ہیں جو مسئلہ کہ قرآن میں مفصل مذکور نہیں اوسکا حال حدیث سے
دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صریح بیان نہو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ
کی اجماع سے دریافت کرکے اوس اجماع کے موافق عمل کرے اسواسطے کہ حدیث کی
روسے صحابہ کے اجماع کی پیروی کرنے کا حکم ثابت ہی پھر جو مسئلہ کہ اجماع سے ثابت نہو
یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ویسا واقع نہو جو اوسپر وہ حکم ٹھہرا کر اجماع کرتے تو ایسی بات
پر مجتہدوں کے قیاس صحیح کے موافق عمل کرے پھر وہ مجتہد بھی ایسا ہو کہ جسکا اجتہاد
امت کے اکثر عالم مسلمانوں نے قبول کیا ہو جیسے امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک
اور امام احمد اور حلال ہونا نبیذ کا حدیث شریف سے ثابت ہی قال رسول اللہ صلعم
نہیتکم عن زیارة القبور فزوروها ونہیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلث فامسکوا
ما بدا لکم ونہیتکم عن النبیذ الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیة کلها ولا تشربوا
مسکرا رواہ مسلم فرمایا رسول اللہ صلعم نے منع کیا تھا میں نے تمکو زیارت
قبور سے پس زیارت کرو تم اور منع کیا تھا میں نے گوشت قربانی کو زیادہ تین روز کے
رکھنے سے پس رکھو تم جبتک تمکو مصلحت معلوم ہو اور منع کیا تھا میں نے نبیذ سے
مگر بیچ سقاء کے پس پیو تم سب برتنوں میں اور پرہیز کرو تم نشہ والی چیز سے روایت
کی مسلم نے پس نبیذ کو حرام جاننا خلاف حدیث ہی اور ہنوز مجیب صاحب کو یہہ
بھی نہیں معلوم کہ کس قسم کے حلال کو حرام جاننا اور کس قسم کے حرام کو حلال جاننا
کفر ہی نجاست منی یا طہارت نبیذ منجملہ مسائل مجتہد فیہا کے ہی اسکے پاک یا ناپاک
سمجھنے سے کفر نہیں لازم آتا ہاں مومن کیطرف نسبت کفر کی کرنے سے البتہ کفر لازم

جانے ناپاک سمجھے بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ جو چیز حسب تصریح اوسکے امام کے نجس ہی اوسکو نجس
اور جو پاک ہی اوسکو پاک سمجھے اور یہی مسلک اور طریقہ سلف صالحین ہی جیسا کہ عبارت
کتب مذکورہ سابق سے بخوبی ثابت ہی اور عامی کو کسی مسئلہ مین خلاف اپنے امام
مقلد کی تقلید کسی عالم کی جائز نہین اس لیئے کہ فی زمانا کسی شخص کو رتبہ اجتہاد حاصل نہین
اور علماے زمانہ مجتہدین سے بدرجہا علم و تقوے مین کم ہین اور مجتہدین مسلم الاجتہاد
حسب اتفاق علماے عالم علماے زمانہ سے علم و فضل مین زیادہ تھے پس باوصف قول
مجتہد فاضل محقق کے اس زمانہ کے علما کے قول پر عمل کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہی اور باوصف
علم و عمل اور پر قول مجتہد کے علماے زمانہ کے قول و فعل پر عمل کرنا اپنا دین و ایمان خراب
کرنا ہی حدیث شریف مین وارد ہی اخرج الطبرانی عن ابن عباس قال قال رسول الله
صلعم من تولی من امر المسلمین شیئا فاستعمل علیهم رجلا وهو یعلم ان فیهم
من هو اولی بذلک واعلم منه بکتاب الله وسنة رسول الله صلعم فقد خان
الله ورسوله وجماعة المسلمین یعنی روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص متولی ہوا کام مسلمانون سے کسی کام کا پھر عامل مقرر
کیا اونپر ایک شخص کو اور وہ جانتا ہی کہ تحقیق اونمین وہ شخص ہی کہ اولی ہی ساتھہ
اوسکے اور زیادہ جاننے والا ہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کا پس مقرر خیانت
کی اوسنے خدا اور رسول کی اور جماعت مسلمین کی اور ہدایہ مین مذکور ہی وینبغی
للمقلد ان یختار من هو الاقدر والاولی یعنی لائق ہی مقلد کو یہہ کہ اختیار کرے اوس
شخص کو کہ جو زیادہ قادر اور اولی ہو پس مسلمانون کو چاہیئے کہ بڑی احتیاط کرین اور جو
عالم جس شہر مین متقی و پرہیزگار اور مقلد ایک مذہب کا ہو اوسی کے فتوے پر عمل کرین
اور ہر کس و ناکس کے قول پر جسکے تقوے اور علم کا حال معلوم نہو اوسکی بات ہرگز نسنین

وندرنمیر قلند بدون استطلاع رای خلیفہ کاری را مصمم نمی ساختند لہذا درین
زمان اختلاف مذاہب وتشتت آرا واقع نشد ہمہ بر یک مذہب متفق وبر یک راہ
مجتمع وآن مذہب خلیفہ ورای او بود در روایت احادیث وفتوی وقضا ومواعظ
مقصور بود بخلیفہ یا کسیکہ نائب خلیفہ باشد بامر او انتہی پس تقلید شخصی کتاب اللہ اور کتاب
الرسول اور اجماع اور اقوال علماء سے ثابت ہی جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کیا اوسکو حرام
یا بدعت کہنا محض گمراہی اور نادانی ہی اور قول مجیب کہ نسبت کرنا طرف ناموسکے
خلاف آتا ہی محض باطل ہی ورنہ لازم ہوگا کہ کسی شخص کو اپنے باپ کی طرف بھی نسبت
کرنا جائز نہو حالانکہ اللہ تعالی نے سورہ احزاب مین ارشاد فرمایا ادعوہم لآبائہم
ہو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا آباءہم فاخوانکم فی الدین وموالیکم ترجمہ پکارو اونکو نسبت کرکر
طرف باپون اونکے کے وہ بہت انصاف ہی نزدیک اللہ کے پس اگر نجانو تم باپون
اونکے کو پس بھائی تمہارے ہین دین مین اور غلام تمہارے ہین **قولہ** الحمد پیچھے
امام کے پڑھنا فرض ہی کیونکہ روایت ہی عبادہ بن صامت سے وعن عبادہ بن الصامت
قال کنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فثقلت علیہ القراۃ فلما فرغ لعلکم تقرؤن
خلف امامکم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا مشکوۃ اور روایت کی
ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابی نظیرہ سے کہ نہین نماز مگر ساتھ ام القرآن کے اور روایت
ہی معجم اوسط اور طبرانی مین ابو ہریرہ سے کہ حکم کیا مجھکو نبی صلعم نے کہ ندا کرون مین
مدینہ مین کہ نہین نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ایسی ہی مروی ہی امام مالک سے کہ نزدیک
اونکے بھی فرض ہی پڑھنا الحمد کا اور حق شافعی کے نزدیک فرض ہی اور وہ جو دلیل
لاتے ہین بعض نادان واذا قرئ القرآن الخ کہا محی السنت نے کہ شان نزول اوسکے
مین خلاف ہی بعض تو کہتے ہین کہ واسطے استماع خطبہ کے نازل ہوئی کہ آواز بلند باتین

آتا ہی اور قیاس منجملہ حجت شرعیہ کے ہی کما فی التوضیح ولنا قولہ تعالی فاعتبروا
یا اولی الابصار فان الاعتبار رد الشی الی نظیرہ ترجمہ اور واسطے حجت
ہونے قیاس کے ہمارے واسطے قول اللہ تعالی کا فاعتبروا یا اولی الابصار
ہی پس بتحقیق اعتبار رد کرنا شی کا ہی طرف اوسکی نظیر کے اور نہ حجت ہونا قیاس
کا مذہب خارجیون کا ہی کما فیہ فی موضع آخر واصحاب الظواہر نفوا حجیۃ القیاس
بمعنی انہ لیس للعقل حمل النظیر علی النظیر لا فی الاحکام الشرعیۃ ولا فی غیرہا
من العقلیات واصول الدینیۃ والیہ ذہب الخوارج ترجمہ جیسا کہ اوسی کتاب
مین دوسرے مقام مین ہی اور اصحاب ظواہر نے نفی کیا اوسی کو اہی قیاس
کو بمعنی اس امر کے کہ نہین ہی واسطے عقل کے حمل کرنا نظیر کا اوپر نظیر کے
احکام شرعیہ مین اور نہ بیچ غیر شرعیہ کے عقلیات اور اصول دینیہ سے اور اسی
طرف گئے خارجی انتہی اور حدیث صحیح معاذ بن جبل سے کہ جب اونکو حضرت
نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا پوچھا کیونکر حکم کروگے عرض کیا کتاب اللہ سے
پھر فرمایا اگر کتاب اللہ مین نہ پاؤ کہا سنت رسول اللہ سے پوچھا اگر نہ پاؤ
عرض کیا اپنی راے سے اجتہاد کرونگا حضرت نے فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ
اور دعوی ثانی یعنی بدعت ہونے تقلید شخصی کے بسبب سے کوئی دلیل ذکر نہین
کیا کہ اوسمین تامل کیا جاتا اور کیونکر بدعت ہو سکتی ہی اور حال یہ ہے کہ زمانہ خلافت
مین سب صحابہ بالاجماع بلا نکیر بالالتزام تقلید اور اتباع خلیفہ وقت کی کرتے تھے
جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب بالتصریح کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین تحریر
فرماتے ہین و فی الجملہ طریق مشاورت در مسائل اجتہادیہ و تتبع احادیث از مظان
آن کشادہ شد معہذا بعد عزم خلیفہ بر چیزے مجال مخالفت نبود در تتبع شدہ

ثابت ہوا کہ وقت پڑھے جانے قرآن کے سننا اور چپ رہنا چاہیے اور در صورت
تعمیم فرضیت قرأت الحمد کے پیچھے امام کے نماز جہری ہو یا سری تخلف عن الآیہ ہے
اور قاعدہ مذکورہ کو آیت فاسئلوا اہل الذکر مین واسطے تعمیم لفظ اہل الذکر کے اور مجتہد
اور پیشوا ہی کے تسلیم کرنا اور اس آیہ کو اپنے مورد پر خاص کہنا گردن انصاف کی
مارنا ہے وفی الموطا قال محمد اخبرنا اسمٰعیل حدثنی موسیٰ بن ابی عائشۃ عن
عبد اللہ ابن شداد بن الهاد قال امّ رسول اللہ صلعم للناس فی العصر قال
فقراء رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول
اللہ صلعم قدامک فکرہت ان تقرء خلفہ فسمعہ النبی صلعم قال من کان
لہ امام فان قرأتہ لہ قرأۃ **ترجمہ** کہا محمد نے کہ خبر دی مجھ کو اسمٰعیل نے کہ حدیث
کی مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبد اللہ بن شداد بن الهاد سے کہا امامت
کی رسول اللہ صلعم نے واسطے آدمیون کے نماز عصر مین پس قرأت کی ایک آدمی نے
پیچھے اونکے پس انگلی گڑائی اوسکے ایک شخص نے جو اوسکے نزدیک تھا پس جبکہ
فارغ ہوا نماز سے کہا کیون انگلی گڑائی تو نے کہا تھے رسول اللہ صلعم آگے تیرے
پس برا جانا مین نے یہہ کہ پڑھے تو پیچھے اونکے پس سنا اوسکو رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس تحقیق پڑھنا امام کا اوسکا پڑھنا ہے اس
حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز سری مین بھی پیچھے امام کے پڑھنا ناجائز ہے اور کوئی
تخصیص الحمد کی نہین ہے قال محمد اخبرنا داؤد بن قیس حدثنا عمر بن محمد بن زید
عن موسیٰ بن سعد بن زید بن ثابت یحدث عن جدہ انہ قال من قرء خلف
الامام فلا صلوٰۃ لہ یعنی جس شخص نے پڑھا پیچھے امام کے پس نہوئی نماز اوسکی اور ذکر
کیا ابن ہمام نے کہ گئے بہت سے صحابہ اوپر فاسد ہونے نماز اوس شخص کے

کرتے تھے چنانچہ بلند کرنا آواز کا ابوہریرہ سے ثابت ہی اور کہا محی السنہ بغوی نے
مذہب جماعۃ الی ایجابہا یعنی الحمد کا واجب ہونا نزدیک عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور ما سواے
انکے صحابہ سے ثابت ہی چنانچہ روایت کی بخاری اور مسلم نے لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب
تو کفایت ہی متابعت علی کی اسوقت مین اور وہ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ
کہ نہ پڑھی جاوے الحمد پیچھے امام کے یہہ امر باطل نہین کرسکتا اس لیے کہ شاید
یہہ حدیثین انکو نہ پہنچی ہون اور قول عمر اور عثمان اور علی اور ابوہریرہ کا افضل ہی قول
عبد اللہ بن مسعود کے سے کیونکہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
اور کہا محمد شاگرد ابو حنیفہ نے کہ ضروری ہی احتیاط اسکے کرنے مین کیونکہ گئے ہین بہت
سے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واجب ہونے اسکے کے پس جو نہ پڑھیگا
فاتحہ نماز اوسکی بالکل باطل ہوگی واللہ اعلم **اقول** قرأت فاتحہ خلف امام فرض نہین بلکہ
ناجائز ہی کما قال اللہ تعالی فی احسن کتابہ واذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون ترجمہ جب پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اور چپ رہو امید ہی کہ رحم کیے
جاؤ اگرچہ شان نزول اس آیۃ مین اختلاف ہی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حسن
اور زہری اور نخعی قائل ہین کہ یہہ آیت نازل ہوئی قرأت صلوۃ مین اور عطا و مجاہد
فرماتے ہین کہ یہہ آیت خطبہ جمعہ مین نازل ہوئی مگر خود صاحب معالم نے قول اول
کو ترجیح دی اور فرمایا والاول اولیٰہما وہو انہا فی القرأۃ فی الصلوۃ پس باوصف ترجیح
دینے محی السنہ کے قول اول کو نسبت کرنا نادانی کی طرف مستدلین آیہ موصوفہ کی
محض عداوت اہل حق و محض جہل ہی و لو سلمنا کہ شان نزول اس آیۃ کا خطبہ جمعہ مین یا در
باب تکلم کرنے کے نماز ہی مین ہو مگر حسب قاعدہ مسلمہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
المورد جو خود مجیب نے آیت فاسئلوا اہل الذکر مین تسلیم کیا اس آیت سے یہہ امر

کسرہ ہی کے اور مولوی رفیع الدین و مولوی عبد القادر نے بھی ترجمہ کلام مین عطف و الا ہی

وامسحوا پر اور روایت کیا گیا ہی مسح کرنا سعید بن المسیب وغیرہ سے پس جو شخص اسکو فرض

نجانیگا وضو اوسکا باطل ہی اور نہ دہونے پاؤن کیسے ہی وضو ناقص ہوگا کیونکہ یہہ سنت

موکدہ ہی بحکم واجب واللہ اعلم **اقول** مسح کرنا پاؤن کا فرض نہین بلکہ دہونا پاؤن کا

فرض ہی اور فرضیت مسح مذہب روافض ہی اور کوئی مجتہد مسلم الاجتہاد قائل فرضیت

مسح نہین اور مسح کرنا پاؤن کا خلاف فعل رسول اللہ صلعم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ہی

تفسیر احمدی مین مذکور ہی وقولہ تعالی وارجلکم الی الکعبین اختلفوا فی اعراب ارجلکم فالاصح

الحق التحقیق ہو النصب بانہ عطف علی وجوہکم وایدیکم فیکون داخلا تحت الغسل ومن قرء بالجر

فانما ہو بجوار رؤسکم لا لانہ عطف علیہ داخل تحت المسح کما زعمت الروافض معاذ اللہ من ذلک

لانہ خلاف فعل الرسول **ترجمہ** اختلاف کیا علما نے اعراب لفظ ارجلکم مین پس اصح اور

حق محقق نصب لام ارجلکم ہی اس جہہ سے کہ عطف ہی اوپر وجوہکم وایدیکم کے پس ہوگا داخل تحت

غسل کے اور جسنے ارجلکم بالجر پڑہا پس سوا اسکے نہین کہ بجہت قریب ہونے رؤسکم کے

ہی نہ اس سبب سے کہ عطف ہی رؤسکم پر جیسا کہ زعم کیا رافضیون نے معاذ اللہ من ذلک

اسلیے کہ یہہ خلاف فعل رسول اللہ اور اصحاب کے ہی وقد صح انہ علیہ السلام رای قوما یمسحون

علی ارجلہم فقال ویل للاعقاب من النار وعن عمر رضی اللہ عنہ رای رجلا یتوضا فترک باطن قدمیہ

فامرہ ان یعید الوضوء وعن عطاء واللہ ما علمت احدا من اصحاب النبی علیہ السلام مسح علی القدمین

ترجمہ اور بہ تحقیق صحیح ہی کہ تحقیق نبی علیہ السلام نے دیکھا ایک قوم کو کہ مسح کرتے

ہین پاؤن پر تو فرمایا عذاب ہی واسطے ایڑیون کے آگ سے اور عمر رضی اللہ سے مروی

ہی کہ تحقیق دیکھا ایک آدمی کو وضو کرتا ہی پس چھوڑ دیا اوسنے تلوون کو پس حکم کیا عمر

رضی اللہ عنہ نے پہیر سے وضو کرنے کا اور روایت کی گئی عطا سے قسم ہی اللہ کی نہین

کہ پڑھا تھی پیچھے امام کے۔ صاحب ہدایہ نے تحریر فرمایا وعلیہ اجماع الصحابۃ
ولو قرء کان لہ قرء تان فی صلوۃ واحدۃ وھو غیر مشروع ترجمہ اور پڑھنے
پیچھے امام کے اجماع صحابہ ہے اور اگر پڑھیگا مقتدی تو ہونگی اوسکی سے دو قرأت ایک
نماز میں اور یہ غیر مشروع ہے علاوہ اسکے پڑھنا فاتحہ کا مقتدی کو کیا بلکہ امام کو بھی فرض
نہیں ہے بدلیل قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن ترجمہ پڑھو تم جو آسان ہو قرآن
سے آیہ موصوفہ میں لفظ ما عام ہے شامل سورۃ فاتحہ اور تمام سورتوں کو تخصیص اسکی
بدون آیت یا حدیث مشہورہ کے جائز نہیں اور جو احادیث درباب قرأۃ فاتحہ کے
وارد ہوئی ہیں بسبب احاد ہونیکے صلاحیت نسخ آیت کی نہیں رکھتیں البتہ قرأۃ فاتحہ
امام اور منفرد پر واجب ہے لقولہ علیہ السلام لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی نماز
نہیں بغیر فاتحہ کتاب کے پس باوصف ثبوت عدم جواز قرأت فاتحہ خلف الامام
آیت و حدیث صحیح و آثار و اجماع صحابہ سے قرأت فاتحہ خلف الامام فرض کہنا اور
حنفیوں کو طریق مستقیم سے پھیرنا کام نادانی و گمراہی کا ہے مسلمانوں کو چاہیے
کہ قول مجیب کو بمقابلہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے جو مستنبط کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ سے ہے نہ مانیں اپنے طریق حق پر قائم رہیں اور پیچھے امام کے الحمد نہ پڑھیں
اور بسبب ثبوت عدم جواز قرأت فاتحہ خلف الامام اور بھی بہت سی احادیث و آثار ہیں
خوف طوالت اطناب ترک کی گئیں جسکو تحقیق منظور ہو کتب متداولہ حنفیہ ملاحظہ کرے

قولہ مسح کرنا پاؤں کا فرض ہے کیونکہ اللہ صاحب نے وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی
الکعبین فرمایا اور نہیں صحیح ہے عطف کرنا فاغسلوا پر جیسا کہ ابن ہشام نے مغنی میں لکھا ہے
کہ نہیں روا ہے نزدیک فصحا و بلغا کے عطف ماقبل پر موجودگی متصل کی اور بھی
ایسا ہی کہا زمخشری اور نسفی نے اور بھی اہل قرأت نے پڑھا ہے لام کو ساتھ

واضح ہی کہ عطف و اسمحوا پر کرنیسے معنی مختل ہو جاتے ہین حاجت توضیح و بیان نہین
مجیب محض بے علم ہی اوسکو کتاب اللہ و کتاب الرسول سے کچھہ خبر نہین اور نہ فعل رسول اللہ
صلعم اور اصحاب رضوان اللہ علیہم سے واقفیت ہی اور باوصف بے علمی کے دعوی اجتہاد
ہی مسلمانون کو چاہیئے کہ ایسے شخص سے بچین اور اوسکے قول اور فعل پر ہرگز عمل نکرین
ورنہ بمقتضاے من افتی بغیر علم فقد ضل و اضل کے گمراہ ہو جائینگے **قولہ** سود لینا اور دینا
حرام ہی کھانے والا سود کا کافر ہی الخ **اقول** بیشک سود لینا اور دینا دونون حرام ہی مگر
سود کھانیوالا کافر نہین ہی بلکہ مرتکب گناہ کبیرہ ہی شرح عقائد مین ہی والکبیرۃ قد
اختلف الروایات فیہا فروی ابن عمرؓ انہا تسعۃ الشرک باللہ وقتل النفس
بغیر حق وقذف المحصنۃ والزنا والفرار عن الزحف والسحر واکل مال الیتیم و
عقوق الوالدین المسلمین والالحاد فی الحرم وزاد ابوہریرہ اکل الربو وزاد
علیؓ السرقۃ وشرب الخمر **ترجمہ** اور کبیرہ مین اختلاف روایات ہی پس روایت
کی ابن عمر نے کہ تحقیق کبیرہ نو ہین شرک کرنا ساتھہ اللہ کے اور قتل نفس بغیر حق
اور تہمت زنا کی کرنا کسی پاکدامن عورت کو اور بھاگنا لڑائی سے جہاد مین اور سحر کرنا
اور کھانا مال یتیم کا اور نافرمانی باپ ماں مسلمانکی اور گناہ کرنا حرم مین اور زیادہ کیا ابوہریرہ
نے سود کھانے کو اور حضرت علیؓ نے چوری اور شراب خواری کو بالجملہ المراد ہہنا ان الکبیرۃ
ہی غیر الکفر لایخرج العبد المومن من الایمان لبقاء التصدیق الذی
ہو حقیقۃ الایمان خلافا للمعتزلۃ ولا تدخلہ فی الکفر خلافا للخوارج
ترجمہ حاصل کلام یہہ کہ مراد اس جگہہ یہہ ہی کہ تحقیق وہ کبیرہ کہ سواے کفر کے
ہی نہین نکالتا بندہ مومن کو ایمان سے بخلاف معتزلہ کے اور نہین داخل کرتا
کفر مین واسطے باقی رہنے تصدیق قلبی کے کہ وہ صفت ایمان ہی بخلاف خوارج

جاتا مین سے نے کسی کو اصحاب سے صلعم کے کہ مسح کیا ہو پاؤن اس آیت و حدیث سے
بخوبی ثابت ہوا کہ دہونا پاؤنکا فرض ہی اور یہی ہی فعل رسول اللہ صلعم اور تمام اصحاب کا
اور قول زمخشری و اندلسی بمقابلہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمامی صحابہ لائق اعتبار
نہین اور اوسپر عمل ناجائز اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ گئی جماعت اہل علم صحابہ اور
تابعین اور غیر اونکے طرف وجوب دھونے دونون پیرون کے اور کہا اون لوگون
نے کہ کسرہ ارجلکم کا بسبب مجاورت یعنی قریب ہونے رؤسکم کے ہی نہ بسبب
موافقت حکم کے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے عذاب یوم الیم مین کہ الیم صفت عذاب کی ہی
اور لفظ الیم کو بجہت نزدیک ہونے لفظ یوم کے کسرہ ہی اور نہ عذاب کے انتہی
مخفی نرہے کہ ذکر غایت یعنی الی الکعبین کا ارجلکم مین مثل ایدیکم الی المرافق کے دلیل
قوی ہی کہ مراد اللہ تعالی کی غسل رجلین ہی نہ مسح اوسکا اسلیئے کہ اگر مسح منظور ہوتا تو
غایت نہ بیان فرماتا جیسا وامسحوا برؤسکم مین ذکر غایت نہین فرمایا اور عطف بعید پر
باوصف ہونے قریب کے اگر محض بیفائدہ ہو تو البتہ مخل فصاحت ہی اور یہان ایسا
نہین ہی بلکہ ذکر ارجلکم مین بعد رؤسکم کے فائدہ عظیمہ ہی وہ یہہ ہی کہ طریقہ دہونے
پیرون کا ساتھہ گرانی پانی کے ہی اور اوسمین احتمال اسراف ہی اور اسراف عند الشرع
ممنوع واللّٰہ لا یحب المسرفین پس ذکر ارجلکم سے نزدیک رؤسکم کے یہہ فائدہ
حاصل ہوا کہ پیر دھونے مین اسراف نکیا جائے بلکہ دہونا اوسکا قریب قریب
مسح کے چاہیئے ہکذا الفہم من تفسیر الاحمدی پس جس شخص نے مسح کیا اوسکی نماز نہوگی
اور مسح کرنا سعید ابن مسیب کا اگر ثابت ہو تو غالبًا ابتداے نزول آیت مین رہا ہوگا
جیسا ضمنًا روایت عطا سے سمجھا گیا اور نسبت کرنا عطف کے اوپر وامسحوا کی طرف
مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب کی محض غلط ہی یہہ تو ہر نحو میر خوان پر

اہل قبلہ سے بغیر توبہ کے اور دعا اور استغفار کرنا باوصف جاننے اسبات کے
کہ وہ شخص مرتکب کبیرہ تھا بعد اتفاق کے اس امر پر کہ نماز جنازہ وغیرہ نہین درست
ہی غیر مومن کی پس عبارت شرح عقائد سے جو نزدیک اہل سنت وجماعت کے معتبر
ہی یہہ بات متحقق ہوئی کہ سود کھانا گناہ کبیرہ ہی اور سوائے کفر کے کوئی گناہ سود خواری
یا شراب خواری چوری ہو یا زناکاری بدون حلال جاننے کے کفر نہین اور کوئی
گناہ جو علامت تکذیب نہو مثل سجدہ بت وغیرہ کے ایمان سے خارج نہین کرتا
اور فرمایا اللہ تعالی نے سورہ نسا مین ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء ترجمہ مقرر اللہ نہین بخشتا یہ کہ کفر کرے ساتھ اوسکے
اور اللہ بخشتا ہی سوائے اوسکے جسکو چاہتا ہی اور ظاہر ہی کہ سود خواری حسب
روایت ابوہریرہ داخل کفر نہین پس امید عفو ہی تفسیر معالم التنزیل مین مذکور ہی عن ابی سفیان
عن جابر قال اتی النبی صلعم فقال یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات
لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ ومن مات یشرک باللہ شیئا دخل النار
روایت کی ابی سفیان نے جابر سے کہ گئے جابر پاس نبی صلعم کے پس کہا یا رسول اللہ
کیا ہین دو چیز واجب کرنیوالین پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص مرا شریک نہین کرتا
ساتھ اللہ کے کسی چیز کو داخل ہوگا جنت مین اور جو شخص مرا شریک کرتا تھا ساتھ
اللہ کے کسی چیز کو داخل ہوگا آگ مین وفیہ ان ابا الاسود الدیلی حدثان
ابا ذر حدثہ قال اتیت النبی صلعم وعلیہ ثوب ابیض وهو نائم ثم اتیتہ
قد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک
الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق
علی رغم انف ابی ذر ترجمہ اوسی تفسیر مین ہی مقرر ابا الاسود دیلی نے روایت کی

کے ولنا وجوہ الاول ما سیجی من ان حقیقة الایمان هو التصدیق القلبي فلا یخرج المومن عن الاتصاف الا بما ینافیه ومجرد الاقدام علی الکبیرة لغلبة شهوة او حمیة او انفة او کسل خصوصًا اذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والجزم علی التوبة لاینافیه نعم اذا کان بطریق الاستحلال والاستخفاف کان کفرا لکونه علامة للتکذیب الخ ترجمہ اہل سنت وجماعت کے لیے بہت سی دلیل ہین اول وہ کہ قریب آویگا یہہ امر کہ حقیقت ایمان دل سے اعتقاد کرنا ہی پس نہ خارج ہوگا مومن حقیقت ایمانی سے مگر بسبب اوس چیز کے کہ منافی تصدیق ہو اور صرف اقدام کبیرہ کا بسبب غلبہ شہوت یا حمیت یا خوف یا کاہلی خصوصًا جبکہ ملا ہوا وسکے ساتھہ خوف عذاب اور قصد توبہ کا ہو نہ منافی ہوگا ایمان کے البتہ جب ہو بطریق حلال جاننے کے اور خفیف جاننے کے کفر ہوگا بسبب ہونے اوسکے کے علامت تکذیب کی الخ الثاني الایات والاحادیث الناطقة باطلاق المومن علی العاصي کقوله تعالی یا ایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص في القتلی الخ ترجمہ دوسری دلیل یہہ ہی کہ آیات کلام اللہ اور احادیث دال ہین اطلاق لفظ مومن سے اوپر عاصی کے مثل قول اللہ تعالی کے اے ایمان والو فرض کیا گیا اوپر تمہارے قصاص مقتولین ہین الثالث اجماع الامة من عصر النبي الی یومنا هذا بالصلوة علی من مات من اهل القبلة من غیر توبة والدعاء والاستغفار لهم مع العلم بارتکابهم الکبائر بعد الاتفاق علی ان ذلک لایجوز لغیر المومن ترجمہ تیسری دلیل اجماع امت ہی وقت نبی علیہ السلام سے ابتک ساتھہ نماز پڑھنے کے اوپر جنازہ اوس شخص کے جو مرا

مجیب نے صرف اپنی راے سے معنی کلام اللہ کے بیان کیئے اور اوسکے وعید پر
خیال نہ کیا فرمایا رسول اللہ صلعم نے من فصل فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار
ترجمہ جس شخص نے تفصیل و تفسیر کی قرآن مین اپنی راے سے پس چاہیئے
کہ جگہہ ڈھونڈھے اپنی آگ سے **قولہ** خضاب برنگ سرخ سواے جہاد کے
حرام ہی اسلیئے کہ اسمین تکبر ہی اور تکبر اور ریا سواے جہاد کے حرام ہی فقط
اقول مجیب نے اس جگہہ صرف اپنی راے سے حرمت خضاب بیان کی
اور اجتہاد کو دخل فرمایا اور کوئی دلیل کتاب اللہ و کتاب الرسول وغیرہ کتب معتبرہ سے
نہین لایا پس دعوی حرمت خضاب قابل اعتبار نہین اور اوسکے جواز کے لیئے
بہت سی دلیلین ہین ہدایۃ المنور مین مذکور ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یا معشر الانصار حمروا وصفروا وخالفوا اھل الکتب **ترجمہ** اے گروہ انصار
خضاب سرخ اور زرد کرو اور مخالفت کرو اہل کتاب کی اس حدیث مین تخصیص جہاد
نہین اور امام محمد نے موطا مین بذیل ایک حدیث کے تحریر فرمایا لانری بالخضاب
بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسا وان ترکہ ابیض فلا باس وکل ذلک حسن
یعنی نہین دیکھتا مین خضاب وسمہ و مہندی یا رنگ زرد مین کچھہ مضائقہ اور اگر
چھوڑا اسفید پس نہین ہی قباحت اور کل اسکا نیک ہی اور قاضی خان مین ہی الخضاب
بالحناء والوسمۃ حسن والخضاب فی حال غیر الحرب لاباس بہ فی الاصح **ترجمہ** خضاب
ساتھہ مہندی اور وسمہ کے نیک ہی اور خضاب غیر جہاد مین نہین مضایقہ مذہب
اصح مین **قولہ** بیع سلم کرنا سواے تمر اور کھجور کے ناجائز ہی کیونکہ حدیث مین تمر
اور کھجور وارد ہوا ہی اور بیع سلف اور اشیاے ضروری مین ناجائز ہی اور مدت اوسکی
قول صحیح مین تین دن اور نصف دن ہی اور اس وقت مین جو یہہ رواج ہی کہ قبل فصل کے

مجھہ سے اباذر نے کہا آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ اوڑھے سفید کپڑا اوس حالت مین تھا اور
آپ سوتے تھے پھر آیا مین اوس حال مین کہ آپ جاگتے تھے فرمایا رسول اللہ
صلعم نے نہین ہی کوئی بندہ کہ کہا لا الہ الا اللہ اور مرا اوسی قول پر مگر داخل ہوا جنت مین
کہا ابوذر نے اگرچہ چوری اور زنا کیا ہو فرمایا آپ نے اگرچہ زنا اور چوری کی ہو
عرض کیا مین نے اگرچہ زنا اور چوری کی ہو فرمایا آپنے اگرچہ زنا اور چوری کی ہو اور برخاک آلودہ ہوئے
ناک ابوذر کے پس آیت و حدیث سے ہی ثابت ہوا کہ سوائے شرک کے کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی
کہ قابل بخشایش نہو اور اللہ تعالی سب گناہ کو اگرچہ سودخواری ہو اپنے فضل سے
بخشیگا اور اسی سے لیئے صاحب معالم التنزیل و دیگر مفسرین نے آیت ومن عاد کی تفسیر مین
بیان فرمایا بعد التحریم ای اکل الربوا مستحلا یعنی جس شخص نے عود کیا بعد حرام
ہونے کے طرف سودخواری کے در ان حالیکہ حلال جاننے والا ہی سود کو
فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون یعنی وہ لوگ اصحاب دوزخ ہین وہی لوگ
اوسمین ہمیشہ رہنے والے ہین اور یہی معنی اور آیتون کے بھی ہین جو مجیب واسطے
اثبات کفر سودخوار کے لایا جس شخص کو زیادہ تحقیق منظور ہو تفاسیر متداولہ
ملاحظہ کرے اور قول مجیب کہ سوائے کافر کے کسی پر لعنت نہین آئی محض دروغ
بیفروغ ہی اس سے لیئے کہ قرآن شریف مین کاذبین پر بھی لعنت آئی ہی جیسا فرمایا اللہ تعالی
نے فنجعل لعنة الله علی الکاذبین پس اس سے یہہ بات متحقق ہوئی کہ سودخوار
کافر نہین اگرچہ وہ سخت گناہ کبیرہ ہی جیسا فرمایا رسول اللہ صلعم نے الربا سبعون
بابا اھونہا عند الله عز وجل کالذی ینکح امہ یعنی فرمایا رسول صلعم نے سود
کے لیئے ستر دروازے ہین کمتر نزدیک اللہ تعالی کے برابر ہی اوس شخص کے
کہ نکاح کرے اپنی مان سے اللہ تعالی سب مسلمانون کو سود سے بچاوے سمجھہ

علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وعمر فی الحنطة والشعیر والتمر والزبیب
روایت کی گئی عبد الله ابن ابی اوفی سے کہا تحقیق ہم بیع سلم کرتے تھے
عہد رسول الله صلعم اور ابی بکر و عمر رضی عنہم مین گیہون اور جو اور چھوارے اور منقے
مین اور صحیح مسلم مین ہی قدم النبی صلعم المدینة وہم یسلفون فی الثمار السنة والسنتین
فقال من اسلف فی تمر فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم **ترجمہ**
تشریف لائے نبی صلعم مدینہ کو اوس حالت مین کہ بیع سلم کرتے تھے اہل مدینہ
پھل سال دو سال مین اور کتاب الله اور احادیث رسول الله مین تخصیص مدت کی
نہین زیادہ سے زیادہ جسقدر ہو درست ہی لیکن ادنیٰ مدت مین اختلاف علما ہی
بعضون کے نزدیک ایک مہینا اور بعضون کے نزدیک تین روز اور بعضون
کے نزدیک اکثر نصف روز ہی مگر فتوی اول پر ہی جیسا ہدایہ مین ہی والاجل
ادناہ شہر وقیل ثلثة ایام وقیل اکثر من نصف الیوم والاول صح پس سلم کو بلا دلیل
شرعی حرام کہنا اور کتاب الله اور کتاب الرسول پر عمل نکرنا کام نادان کا ہی مجیب کو
چاہیئے کہ احکام شرعیہ مین مجتہد مسلم الاجتہاد کی تقلید کرے اور اپنی رائے کو
دخل ندے ورنہ سوا گمراہی کے کچھہ حاصل نہوگا **قوله** محفل میلاد ساتھہ
تعین وتخصیص وتداعی کے کرنا بدعت سیئہ ہی اور بدون تداعی اور تخصیص کے
مجتمع ہونا لوگون کا غیر ممکن ہی پس اشتہار اور ذکر کرنا اور بلانا مولود خوانون کو
تداعی اور تاریخ مقرر مین کرنا تعین ہی اور اس محفل مولود کا ہونا قرون ثلثہ مین ثابت نہین
اور نہ صحاح ستہ کی حدیثون سے ثابت ہی اور نہ ائمہ مجتہدین کے قول سے اور
کرنیوالا ایسی محفل کا صاحب ضلالت اور بدعت کا ہی **اقول** مجیب نے
محفل میلاد کو بوجہہ تعین یوم اور تداعی کے بدعت سیئہ قرار دیا اور

کہ سلم کرے کیل معلوم اور وزن معلوم مین مدت معین تک

کاشتکارون سے یہ نرخ مقررہ بیع کر لیتے ہین تو یہہ قطعی حرام ہی اس لیئے کہ بیع
غائب کی نادرست ہی دوسرے کاشتکار کی ملکیت مین نہین ہی تو اوسکی بیع ناجائز
ہوگی اس وجہہ سے کہ ایسی بیع کی ممانعت شرع مین آئی ہی اور بیع سلم مین شرط ہی کہ صفت
جنس کی آگے مشتری کے بیان کیجاوے تو جب وہ جنس کا مالک نہوے تو
صفت کیونکر کرسکتا ہی **اقول** سلم شرع مین اوس بیع کو کہتے ہین جسمین ملک ثمن
مین فوراً ثابت ہو اور مثمن یعنی شی مبیعہ مین بعد مدت کے عالمگیری مین ہی السلم عقد
تثبت بہ الملک فی الثمن عاجلاً و فی المثمن آجلاً اور اوسکی صحت کیواسطے امام ابو حنیفہ رح
کے نزدیک سات شرطین ہین تفصیل اوسکی کتب فقہ مین مذکور ہی حاجت ذکر نہین اور سلم
مروج کتاب اللہ و کتاب الرسول سے بخوبی ثابت ہی تفسیر معالم التنزیل مین ذیل آیت
اذا تداینتم بدین کے مذکور ہی قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لما حرم اللہ الربوا اباح السلم
و قال اشہد ان السلم المضمون الی اجل مسمی قد احلہ اللہ تعالی فی کتابہ و اذن فیہ ثم
قال یا ایہا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل فاکتبوہ **ترجمہ** فرمایا ابن عباس رض
نے جب حرام کیا اللہ نے سود کو مباح کیا سلم اور کہا ابن عباس رض نے گواہی
دیتا ہون مین بہ تحقیق سلم واجب سے فی الذمہ مدت معین تک بتحقیق حلال کیا اوسکو
اللہ تعالی نے اپنے کتاب مین اور اجازت دی اوسکی بعد اوسکے پڑھی آیت
اذا تداینتم کو یعنی ای ایمان والو جب معاملہ کرو تم دین مین مدت معین تک پس لکھو تم
اوسکو اور بیع غیر مملوک بیشک ناجائز ہی مگر سلم اوس سے مستثنی ہی ہدایہ مین ہی انہ علیہ السلام
نہی عن بیع ما لیس عند الانسان و رخص فی السلم **ترجمہ** بہ تحقیق منع فرمایا رسول اللہ صلعم
نے بیچنے شی غیر مملوک سے اور رخصت دی سلم مین اور حدیث مین تمر اور کھجور کی
تخصیص نہین بخاری شریف مین ہی عن عبد اللہ ابن ابی اوفی قال انا کنا نسلف

دوسری سورہ کو پس پاڑھو تم اوسی قل ہو اللہ کو یا چھوڑ دو اور پڑھو دوسری سورہ کو پس
جواب دیا کہ مین نہ چھوڑونگا قرأت سورہ قل ہو اللہ کو اگر چاہتے ہو میری امامت کو امامت
کرونگا مین اور اگر برا جانتے ہو تم چھوڑ دونگا مین تمکو اور تھے اصحاب کہ جانتے تھے
کہ بتحقیق وہی امام افضل اونکے ہین اور برا جانتے تھے دوسرے کی امامت کو پس
جسوقت آئے پاس اونکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع کی اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے پس فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کون چیز مانع ہی تمکو یہ کرو تم اوس چیز کو
جسکو حکم کیا تمکو تمھارے اصحاب نے اور کون چیز باعث ہی تمکو لازم پکڑنے ایک
سورہ کے ہر رکعت مین پس کہا مقرر مین دوست رکھتا ہون اوس سورہ کو پس فرمایا
رسول اللہ صلعم نے محبت تمھاری سورہ قل ہو اللہ کو داخل کریگی تمکو جنت مین اور
فتاوائے عالمگیری مین درباب اعتقاد تعئین سورہ کے نماز مین مذکور ہی قال الطحاوی
والاسبیجابی هذا اذا راه حتما واجبا بحیث لا یجوز غیره او رای قراءة
غیرها مکروهة واما اذا قرأ لاجل الیسر او تبرکا یقرء به فلا کراهة
فی ذلک انتہی **ترجمہ** کہا طحاوی اور اسبیجابی نے یہی ہی کراہت تعئین سورہ
کے جبکہ جانے اوسکو ضروری واجب اسطرح پر کہ نہ جائز رکھے دوسری سورہ کو
یا جانے پڑھنا دوسری سورہ کا مکروہ لیکن جبکہ پڑھے اوسی سورہ کو بوجہ آسانی
کے یا پڑھتا ہی تبرکا پس نہین ہی کراہۃ تعئین مین انتہی اور ظاہر ہی کہ مسلمان تعئین روز
میلاد کو ضروری اور واجب نہین جانتے صرف بنظر آسانی کے تعئین کرتے ہین
اور ہمیشہ مولود شریف پڑھنا جائز جانتے ہین اور اگر مطلقا تعئین عند الشرع حرام ہوتی
تو حضرت صلعم تعئین سورہ قل ہو اللہ بھی ہرگز جائز نہ رکھتے اور امام انصاری کو حکم
ترک کرنے قراۃ قل ہو اللہ احد کا فرماتے اور تداعی یعنی مولود خوانون کو بلانا اور

وجہ قبیح ہونے تعین اور تداعی کی ذکر نہ کیا تاکہ اوسپر تامل کیا جاتا اور تعین مطلقاً
شرع مین ممنوع نہین ہی بلکہ جو تعین کہ اعتقاد اوسکے ضروری ہونیکا بدون حکم شرع
کے کیا جاوے وہ بدعت و ممنوع ہی بخاری شریف مین تحت ایک حدیث طویل کے
باب جمع بین السورتین مین مذکور ہی وقال عبید اللہ عن ثابت عن انس کان
رجل من الانصار یؤمھم فی مسجد قباوکان کلما افتتح سورۃ یقرأبھا
فی الصلوۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ
بسورۃ اخری معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ فکلمۃ صحابہ
وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لا تری انھا تجزئک حتی تقرء باخری
فاما تقرء بھا واما ان تدعھا وتقرء باخری فقال ما انا بتارکھا ان احببتم
ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتکم وکانوا یرون انہ من
افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اخبروہ الخبر فقال یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یأمرک بہ اصحابک
وما یحملک علی لزوم ھذہ السورۃ فی کل رکعۃ فقال انی احبھا قال حبک
ایاھا ادخلک الجنۃ **ترجمہ** روایت کیا عبید اللہ نے ثابت سے اونھون نے
انس سے کہ تھے ایک شخص انصار سے کہ امامت کرتے تھے انصار کی مسجد قبا مین اور
وقتیکہ ارادہ کرتے تھے شروع کرنے سورہ کا ایسی سورہ کا کہ پڑھتے تھے اوسی سورہ کو
واسطے اونھین انصار کے نماز مین اون نمازون مین کہ قراۃ کیجاتی ہی اوسمین شروع کرتے
تھے قل ہو اللہ احد کو حتی کہ فارغ ہون قل ہو اللہ سے بعدہ پڑھتے تھے دوسری سورہ کو
ساتھہ قل ہو اللہ کے اور ایسی ہی کرتے تھے ہر رکعت مین پس گفتگو کی اون سے صحابہ نے
اور کہا بہ تحقیق شروع کرتے تہو تم قل ہو اللہ کو بعدہ نہین کفایت کرتی تمکو حتی کہ پڑھتے ہو

سیکھنا البتہ وہ امور جسکی اصل شرع مین نہین ہی مثل بدعات روافض وخوارج کے بدعت سئیہ وحرام ہی اور محفل میلاد کہ عبارت ذکر مفاخر اور فضائل اور وقائع ولادت آنحضرت صلعم سے ہی شرع مین ثابت ہی مشکوۃ شریف مین ہی عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وینافح ویقول رسول اللہ صلعم ان اللہ یوید حسان بروح القدس ما نافح اوفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری ترجمہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہا حضرت عائشہ نے کہ رسول اللہ صلعم رکھتے تھے واسطے حسان کے منبر مسجد مین اور کھڑے ہوتے حسان منبر پر فخر بیان کرتے تھے رسول صلعم سے یا دفع کرتے تھے مشرکون کے طعنون کو اور فرماتے تھے رسول اللہ صلعم بیشک اللہ مدد کرتا ہی حسان کی ساتھ روح القدس کے جب دفع مطاعن کرتا ہی وہ یا فخر بیان کرتا ہی رسول اللہ سے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور شیخ ابو الخطاب رسالہ تنویر مین تحریر فرماتے ہین عن ابن عباس انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیستبشرون ویحمدون اللہ ویصلون علیہ صلعم فاذا جاء النبی صلعم قال حلت لکم شفاعتی ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ تحقیق تھے ابن عباس باتین کرتے ایکدن اپنے گھر مین وقائع ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کسی گروہ کے پس وہ گروہ خوش ہوتے تھے اور حمد کرتے تھے اللہ تعالی کی اور درود بھیجتے تھے آنحضرت پر ناگاہ تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا حلال ہوئی تمھارے واسطے شفاعت میری پس ذکر ولادت اور بیان مفاخر وفضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

دوست احباب کو بغرض شرکت محفل میلاد کہ سراسر خیر و برکت ہی اطلاع دینا ہدایت امر
خیر ہی اور وہ عند الشرع ممنوع نہین بلکہ بمقتضاے حدیث شریف الدال علی الخیر
کفاعلہ کے طلب کرنیوالا مثل فاعل اوس امر خیر کے ماجور ہی اور خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لوگون کو بغرض ہدایت طلب فرماتے تھے مدارج النبوۃ مین مذکور ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر مرض مین حضرت بلال کو حکم دیا کہ بلاؤ سب لوگون
کو تاکہ مین وصیت کرون اور اطلاع دو لوگون کو کہ یہہ آخر وصیت ہی پس حضرت
بلال نے بموجب حکم کے بازار مدینہ مین ندا کی چنانچہ تمام آدمی دوکانون اور گھرونکو
چھوڑکر مسجد نبوی مین جمع ہوے حتی کہ مسجد مین گنجایش نرہی پھر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خطبہ پڑھا اور جو کچھہ وصیت کرنا تھا آپ نے کیا اور فتاواے عالمگیری
مین درباب احکام میت کے مذکور ہی ویستحب ان یعلم جیرانہ واصدقائہ
حتی یؤدوا حقہ بالصلوۃ علیہ والدعاء لہ ترجمہ اور مستحب ہی اطلاع
دینا ہمسایہ میت اور اوسکے دوستون کو تاکہ اداکرین وہ لوگ حق میت کو ساتھہ
اداے نماز جنازہ و دعا کے واسطے میت کے پس اس سے صاف ظاہر ہی
کہ تداعی واسطے امر خیر کے حسن ہی بلکہ مسنون اور تداعی اگر بدعت و حرام ہوتی تو بغرض
اداے صلوۃ جنازہ مین ہی بلانا جائز نہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال
کو حکم منادی نفرماتے اور نہ پایا جانا محفل میلاد کا ساتھہ تداعی و تعین کے قرون
ثلثہ مین موجب حرمت نہین ہی بہت سے امور قرون ثلثہ مین نہین پائے جاتے
تھے اور بعد زمانہ مشہود علیہا بالخیریت کے مروج ہوے اور وہ باتفاق علما حرام
نہین ہین اور نہ بدعت جیسا چھاپنا قرآن شریف کا اور ترجمہ اوسکا زبان اردو
و فارسی مین بین السطور لکھنا اور بندوق بازی اور گولہ اندازی بغرض جہاد کے

اور مکروہات و مفسدات سے نہ محافظت کریگا تو قیامت کے دن و اسطے اوسکے
وہ نماز نہ نور نہ نجات نہ دلیل ہوگی اور حشر اوسکا ساتھہ فرعون اور ابی ابن خلف کے
ہوگا تو کفر پر تارک صلوۃ کے یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین اور وہ کافر ہی اقول تارک
صلوۃ کا مرتکب کبیرہ ہی اور مرتکب کبیرہ کا باتفاق مجتہدین کافر نہین ہی درمختار مین مذکور ہی
وتارکھا عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس
لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم ترجمہ
اور تارک نماز کا قصدا فاسق ہی قید کیا جائیگا یہانتک کہ نماز پڑھے اسواسطے کہ قید
کیا جاتا ہی واسطے حق عبد کے پس حق خدا کا احق ہی قید کے لیئے اور بعضون نے
کہا کہ مارا جائیگا یہانتک کہ روان ہو اوس سے خون وعند الشافعی یقتل
لصلوۃ واحدۃ حدا وقیل کفرا ترجمہ اور نزدیک شافعی کے قتل کیا جائیگا
بسبب ایک نماز کے واسطے حد کے اور بعضون نے کہا بجہت کفر کے اور
درمختار مین ہی کذا عند مالك واحمد ترجمہ اور ایسا ہی نزدیک مالک اور احمد کے
یعنی قتل کیا جائیگا حدا پس باتفاق مجتہدین اربعہ تارک صلوۃ کا کافر نہین ہی اور قول
بعض کا قابل اعتبار نہین اور جو حدیثین مجیب نے ذکر کین وہ متروک الظاہر ہین
شرح عقائد نسفی مین ہی واحتجت الخوارج بالنصوص الظاهرة فی ان الفاسق
کافر کقوله تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکافرون
وقوله تعالیٰ ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون وکقوله
علیه السلام من ترك الصلوة عمدا متعمدا فقد کفر وفی ان العذاب مختص
بالکافر کقوله تعالیٰ ان العذاب علی من کذب وتولی لا یصلها
الا الاشقی الذی کذب وتولی وقوله تعالیٰ ان الخزی الیوم والسوء

چونکہ ثابت الاصل ہی بوجہہ تخصیص و تداعی سے کہ وہ دونون شرع مین جائز ہی کیونکر بدعت وحرام ہوگا اور مانع ایسی محفل خیر وبرکت کا بدعتی اور صاحب ضلالت ہی اور جو امور محفل میلاد مین مثل ذکر ولادت وبیان فضائل ومفاخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتقسیم طعام وشیرینی وغیرہ کے عمل مین آتے ہین وہ سب بانفرادہ مستحسن ہین پس وہ حالت اجتماع مین کیونکر قبیح ومستہجن ہونگے احیاء العلوم مین مذکور ہی **فاذا لم یحرم الاحاد فمن این یحرم المجموع** وقتیکہ حرام ہوے ایک ایک پس کیونکر حرام ہوگا مجموع **قولہ** کنگنہ وسہرا اور شرک وبدعت کی رسمین نکاح مین کرنیسے نکاح نہین ہوتا اور اولاد حرامی پیدا ہوتی ہی **اقول** مجیب نے تفصیل رسوم شرک وبدعت بیان نہین کی تا اوسمین تامل کیا جاتا اور یہہ امر ظاہر ہی کہ شرک وبدعت مین بڑا فرق ہی شرک کرنیوالا مشرک وکافر ہی اور مرتکب بدعت بدعتی وفاسق پس مرتکب بدعت کا نہ کافر ہی اور نہ نکاح مین اوسکے فتور ہی اور کنگنہ اور سہرا فعل شرک نہین ہی بلکہ رسم کفار ومشرکین ہی پس اگر بقصد تشبہ کفار ہی تو باندھنے والا اوسکا البتہ گنہگار اور داخل تحت حدیث شریف **من تشبہ بقوم فہو منہم** ہی **ترجمہ** جس شخص نے مشابہت کی کسی قوم سے پس وہ اونھین قوم سے ہی اور ظاہر ہی کہ عوام مومنین جو فاعل اس فعل کے ہین وہ بقصد مشابہت کفار نہین کرتے پس وہ کافر نہین اور نہ اولاد اونکی حرامی ہین البتہ بوجہ ارتکاب اس فعل کے عاصی اور گنہگار ہین **قولہ** نماز قصداً ترک مہینون وسالون سے کفر ہی کیونکہ روایت ہی بریدہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **العہد الذی بیننا وبینہم الصلوٰۃ فمن ترکہا فقد کفر** اور اس حدیث سے فقط ترک کرنیسے کفر ثابت ہوتا ہی اگر تو بقیہ نماز اوسکی معتبر ہوگی اس سے کہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ حفاظت کریگا نماز اپنی کو یعنی کبھی پڑھیگا

مراد ذبیحہ ہی نہ کل طعام تفسیر جلالین مین مذکور ہی الیوم یوم الحج احل لکم الطیبات
المذبوحات من الحلال وطعام الذین ذبائح الذین اوتوا الکتب
اعطوا الکتب حل لکم ما کان حلالاً وطعامکم ذبائحکم حلال لھم
ترجمہ آجکے دن یعنی دن حج کو حلال کیا گیا واسطے تمھارے طیبات یعنی
مذبوحات حلال سے اور کھانا یعنی ذبیحہ اون لوگون کا کہ دی گئی کتاب حلال ہی
تمھارے لیئے کہ نہ تھا حلال اور کھانا یعنی ذبیحہ تمھارا حلال ہی اونکے واسطے
اور اگر فرض کیا جائے کہ حسب تفسیر مجیب مراد طعام سے کل کھانا ہی ذبیحہ نہین
تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا باعث حرمت طعام ہنود نہین ہو سکتا یہہ محض
قیاس فاسد مجیب ہی اور جبتک کہ کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے حرمت طعام ہنود پر
ثابت نہو وہ اپنے حل اصلی پر ہی اور شرعاً حلال طیب البتہ بعض پیشہ ور ہنود ہون
یا مسلمان مجوس ہون یا اہل کتاب مثل دباغ وقصاد وغیرہ کے جنکے یہان نجاست
بکثرت مستعمل ہی اور ہاتھہ اونکے اکثر نجاست مین آلودہ رہتے ہین اونکے یہان کا
کھانا فقہا نے مکروہ لکھا ہی اور کل قوم ہنود برابر نہین چمار وحلال خور و پاسی
وغیرہ بجہت کثرت استعمال اشیاء نجسہ کے جیسا باطناً نجس ہین بظاہر بھی نجس
ہین اور چھتری و برہمن وراجپوت وغیرہ چونکہ اکثر استعمال اشیاء نجسہ نہین کرتے
وہ بظاہر نجس نہین **قولہ** سوم اور چہلم وغیرہ بدعت سیئہ ہی ایسا ہی لکھا ہی فتح القدیر
اور نوادر ہشام مین از مطالب المومنین فاتحہ دلانا اور ہاتھہ اوٹھاکر او سپر کچھہ پڑھنا
خلاف آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین ہی اور شیخ عبد الحق نے جامع البرکات مین بدعت
سیئہ لکھا ہی اور مولانا شاہ عبد العزیز و شاہ اسحٰق نے بھی بدعت سیئہ لکھا ہی از
مسائل اربعین **اقول** مجیب نے سوم وچہلم وغیرہ کو بدعت سیئہ قرار دیا اور عبارت

علی الکافرین الی غیر ذلک والجواب انہا متروک الظاہر للنصوص القاطعۃ علی ان مرتکب الکبیرۃ لیس بکافر والاجماع منعقد علی ذلک علی ما مر

ترجمہ اور دلیل لائے خارجی ساتھہ نصوص ظاہرہ کے اس امر پر کہ بہ تحقیق فاسق کافر ہی مثل قول اللہ تعالی کے اور جس شخص نے نہ حکم کیا ساتھہ اوس چیز کے کہ اوتارا اوسکو اللہ تعالی نے پس وہی لوگ کافر ہین اور مثل قول اللہ تعالی کے اور جس شخص نے کفر کیا بعد اسکے پس وہی لوگ کافر ہین اور مثل قول و نبی علیہ السلام کے جو شخص ترک کریگا نماز کو قصدا پس مقرر کافر ہوجائیگا اس امر پر کہ عذاب مختص ہی ساتھہ کافر کے مثل قول اللہ بر تر کے مقرر عذاب اوپر اوس شخص کے ہی کہ تکذیب ورو گردانی کی اور نہ داخل ہوگا آگ مین مگر بڑا بدبخت کہ تکذیب و اعراض کیا اور مثل قول اللہ تعالی کے مقرر رسوائی آج کی اور بدی اوپر کافرین کے ہی اور جواب یہہ ہی کہ مقرر وہی آیات و احادیث متروک الظاہر ہین بجہت نصوص قاطعہ کے اس امر پر کہ مرتکب کبیرہ کا کافر نہین ہی اور اجماع منعقد ہی اوپر نہ کافر ہونے مرتکب کبیرہ کے جیسا اوپر بیان کیا گیا پس اس تحقیق سے یہہ امر ثابت ہوا کہ ترک صلوۃ اگرچہ مہینون اور برسون ہو کفر نہین البتہ جو شخص اوسکی فرضیت کا انکار کرکے ترک کرے اور اوسکو حلال جانے تو وہ بیشک کافر ہی **قولہ** کھانا ہنود کا مانند مٹھائی وغیرہ کے ممنوعات سے ہی اسلیئے کہ حکم واسطے اہل کتاب کے کھانیکا صادر ہوا ہی اور ہنود اور چمار اور حلال خور وغیرہ ایک حکم رکھتے ہین تو کھانا انکا اور مٹھائی بازار کی مکروہ تحریمہ ہی فقط **اقول** مجیب نے اس جگہہ پر بھی اجتہاد کو دخل فرمایا اور اپنی رائے صرف سے فتوی دیا اور حرمت طعام ہنود پر کوئی دلیل قوی یا ضعیف ذکر نہین کی پس قول بلا دلیل لائق اعتبار نہین اور اللہ تعالی نے جو اپنے کلام پاک مین حکم حلال ہونے طعام اہل کتاب کا صادر فرمایا اوس سے حسب تفسیر مفسرین کے

بعد مرنے اون دونون کے پس فرمایا نبی صلعم نے نیکی بعد موت کے
یہہ ہی کہ نماز پڑھے تو اون دونون کے واسطے ساتھ نماز اپنی کے اور یہہ
کہ روزہ رکھے تو واسطے اون دونون کے ساتھہ روزہ اپنی کے اور
ہدایہ مین ہی ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة او
صوما او صدقة او غیرها عند اهل السنة والجماعة ترجمہ تحقیق
انسان کو جائز ہی یہہ کہ گردانے ثواب عمل اپنے کا واسطے غیر اپنے کے نماز
ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا غیر اوسکا نزدیک اہل سنت وجماعت کے پس اگر
سوم وچہلم وبستم وغیرہ مین صرف ایصال ثواب کیا جاوے اور کوئی امر
نامشروع اسکے عمل مین نہ آوین تو بلا شبہہ جائز ہی اور تعین روز بستم وچہلم وغیرہ
کو کوئی شخص واجب ومستحب نہین جانتا اور نہ اوسکو جزو ایصال سمجھتا ہی
پس یہہ تعین باعث حرمت ایصال ثواب جو مشروع وثابت الاصل ہی نہین ہو سکتی
جیسا جواب محفل میلاد مین سابقا بیان کیا گیا اور فاتحہ مروجہ مین ہاتھہ اوٹھانا
صرف بنظر دعا ہے وصول ثواب ہی اور دعا مین ہاتھہ اوٹھانا او منہہ پر ملنا
حدیث سے ثابت ہی عن سلمان قال قال رسول الله صلعم ان ربکم حی
کریم یستحی من عبده اذا رفع الیدالیه ان یردهما صفرا ترجمہ سلمان سے
روایت ہی کہا فرمایا رسول الله صلعم نے مقرر رب تمہارا زندہ ہی اور کریم حیا کرتا
ہی بندہ اپنے سے وقتکہ اوٹھاتا ہی ہاتھہ طرف اوسکے یہہ کہ پھیر دے
ہاتھون کو خالی وعن عمر رض قال کان رسول الله صلعم اذا مد یدیه الی
الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه ترجمہ عمر رض سے مروی ہی
کہ تھے رسول الله صلعم جس وقت پھیلاتے تھے ہاتھون کو طرف دعا

فتح القدیر وغیرہ ذکر نہین کی تا حال اوسکا معلوم ہوتا پس قول مجیب بغیر سند کے قابل اعتبار نہین اور سوم وچہلم وغیرہ کہ عبارت ایصال ثواب بروح میت سے ہی شرعاً جائز ہی اور ثواب عبادت بدنیہ ومالیہ کا علماے حنفیہ کے نزدیک میت کو پہونچتا ہی امام سیوطی نے شرح الصدور مین طبرانی سے روایت کی ہی

ما من اہل بیت یموت فیہ میت فیصدقون عنہ بعد موتہ الا اہداہا الیہ جبرئیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق ہذہ ہدیۃ اہداہا الیک اہلک فاقبلہا فتدخل علیہ فیفرح بہا ویستبشر ویحزن جیرانہ الذی لا یہدی الیہم بشیٔ ترجمہ نہین کوئی اہل بیت کہ مرتا ہی اون مین سے میت پس صدقہ کرتے ہین اوسکی طرف سے بعد مرنے اوسکے کے مگر ہدیہ کرا وسکے پاس لاتے ہین جبرئیل اوپر طبق کے نور سے پھر کھڑے ہوتے ہین کنارہ پر قبر کے پس کہتے ہین ای صاحب قبر عمیق کے یہہ ہدیہ ہی کہ تحفہ بھیجا ہی تیری طرف سے تیرے اہل نے پس قبول کر تو اوسکو پس وہ تحفہ اوسکو ملتا ہی پس خوش ہوتا ہی وہ اوس سے اور غمگین ہوتے ہین اوسکے ہمسایہ وہ کہ نہین تحفہ بھیجا جاتا ہی اونکی طرف کوئی شئی وروی الطبرانی والدارقطنی ان رجلا سال النبی صلعم فقال کان لی ابوان ابرہما حال حیوتہما فکیف ابرہما بعد موتہما فقال ان البر بعد موت ان یصلی لہما مع صلوتک وان یصوم لہما مع صومک ترجمہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے کہ مقرر ایک شخص نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا تھے واسطے میرے ماں و باپ نیکی کرتا تھا اون دونون سے حالت زندگی مین پس کیونکر نیکی کرون اون دونو نکے

اور کتاب انتباہ مصنفہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مین بعد ذکر ختم خواجگان کے مذکور ہی ختم تمام کنند و بر قدری شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نماید اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز مین درباب فاتحہ کے ارقام فرماتے ہین چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین ست برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح انتہی پس عبارات مذکورہ سے صاف ظاہر ہی کہ فاتحہ مروجہ ان حضرات کی نزدیک بھی درست و جائز ہی نسبت عدم جواز فاتحہ کے جو مجیب نے طرف مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے کیا ہی محض افترا ہی **قولہ** عورتون کو نماز جماعت سے پڑھنا بلا کراہت درست ہی کیونکہ حکم کیا ہی نبی صلعم نے ایک عورت کو امامت کرے اپنے گھر والیون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے اور بھی ایسا ہی مروی ہی حضرت عائشہ سے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم بن محمد سے اونھون نے داؤد بن الحصین سے اونھون نے عکرمہ سے اونھون نے ابن عباس سے کہ کہا اونھون نے امامت کرے عورت عورتون کی اور کھڑی ہوا اونکے بیچ مین اور بہت آثار صحیحہ وارد ہین اس بارہ مین **اقول** مجیب نے جو حدیث درباب امامت عورت کے ذکر کی صحیح ہی لیکن یہہ حکم ابتدا کے اسلام مین تھا بعد اوسکے منسوخ ہو گیا تمام فقہا سے حنفیہ اس امر پر متفق ہین کہ امامت عورت کی بکراہت جائز ہی ہدایہ مین ہی ویکرہ للنساء ان یصلین وحدہن الجماعۃ لانہا لا تخلو عن ارتکاب محرم وہو قیام الامام وسط الصف فیکرہ کالعراۃ وان فعلن قامت الامام وسطہن لان عائشۃ رضی اللہ عنہا فعلت کذالک وحمل فعلہا الجماعۃ علی ابتداء الاسلام ترجمہ اور مکروہ ہی واسطے عورتون کے یہہ کہ جماعت سے تنہا عورتین نماز پڑھین اسواسطے کہ وہ خالی نہین ہی ارتکاب محرم سے یعنی قیام امام کا بیچ درمیان صف مین پس مکروہ ہی مثل جماعت ننگون کے اور اگر ایسا کرین تو کھڑی ہو امام درمیان مین

سے کے نہ پھیرتے ہاتھون کو یہانتک کہ مسح کرین ہاتھون سے منھ کو مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب تفسیر سورۂ و انشقت مین تحریر فرماتے ہین اول حالیکہ
بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد کہ فی الجملہ اثر حیات سابقہ و الفت
تعلق بدن و دیگر معروفان از ابناے جنس خود باقیست دران وقت
گویا برزخ است درمیان زندگانی دنیا و استغراق عالم آخرت کہ چیزے
ازین طرف و چیزے ازان طرف دارد بعینہ بقایاے وقت شفق است ہنوز
تصرفات مخلوقات و آمد و شد آنہا منقطع نگردیدہ و جان داران ہمہ بیدار و حساس
و متحرک و در بقایاے اعمال روز مشغول داین حالت انکشاف و جزاے برخی از
نیکیہا و بدیہاست و مدد زندگان بمردگان درین حالت زود تر میرسد و
مردگان منتظر لحوق ازین طرف میباشند و چنان گمان میبرند کہ ہنوز زندہ
ایم و لہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد ست کہ مرد مسلمان در انجا میگوید
دعونی اصلی یعنی بگذارید مارا تا نماز بخوانم و نیز وارد است کہ مردہ دران حالت
مانند غریقیست کہ انتظار فریادرسی میبرد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ درین وقت
بسیار بکار او می آید و ازینجاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص
تا یک چلہ بعد موت درین نوع امداد کوشش تمام مینمایند و روح مردہ در
قرب موت در خواب و عالم تمثیل ملاقات بزندگان میکنند و ما فی الضمیر خود را
اظہار مینماید مولوی اسمعیل صاحب کتاب صراط المستقیم مین درباب بیان طریقہ چشتیہ
کے افادہ اول مین تحریر فرماتے ہین طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند
و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید

وباہی وغیرہ بجہت کثرت استعمال اشیاے نجسہ کے جیسا باطناً نجس ہیں بظاہر بھی
نجس ہیں اور چھتری وپرہمن وراجپوت وغیرہ چونکہ اکثر استعمال اشیا نجسہ نہین کرتے
گویا باطناً نجس ہیں لیکن بظاہر نجس نہین **قولہ** قرآن خوان قبر پر مقرر کرنا بدعت
سئیہ ہی اور دوسرے موجب نقصان کا اسلیئے کہ اوسمین آیات عذاب کا بھی حکم ہی
جسپر عمل نکیا ہوگا اوسپر تشدید ہوگی اور مجالس الابرار مین لکھا ہی کہ ترک کرنا اوسکا بہتر ہی
اقول قرآن خوان قبر پر بیٹھلانا جائز ہی درمختار مین مذکور ہی ولا یکرہ الدفن لیلا
ولا اجلاس القارئین عند القبر وھو المختار ترجمہ نہین مکروہ ہی دفن کرنا رات
کو اور نہ بیٹھلانا قاریون کا نزدیک قبر کے اور یہی مختار ہی یعنی اسی پر فتوی ہی اور قول
مجیب اور دوسرے موجب نقصان کا ہی اس لیئے کہ اوسمین آیات عذاب کا بھی
حکم ہی جسپر عمل نہ کیا ہوگا یہہ محض اسے مجیب ہی ہرگز قابل اعتبار نہین ممکن ہی کہ آیت
عذاب جسپر اوسنے عمل نکیا ہو اوس سے اوسکو ندامت ہو اور اللہ تعالی اپنے فضل
سے بوجہہ ندامت کے بخشے اور مغفرت فرماے اھ قول صاحب مجالس بمقابلہ
قول صاحب درمختار قابل اعتبار نہین علاوہ اسکے صاحب مجالس الابرار سے صرف
اسقدر ثابت ہی کہ ترک کرنا بہتر ہی اور کرنا بھی جائز ہی معلوم نہین کہ مجیب نے بدعت
سیئہ ہونا کس عبارت سے استنباط فرمایا وھذا اخر ما اوردتہ فی ھذہ الرسالۃ والحمد
للہ فی البدایت والنھایۃ وصلی اللہ علی رسولہ محمد صاحب الشفاعۃ وعلی الہ واصحابہ
خیر البریۃ قد حصل الفراغ من تسوید ھذہ الاوراق فی سنہ ہجری علی صاحبہا الصلوۃ
والسلام فقط

اسواسطے کہ عائشہ رضہ نے ایسا ہی کیا ہی اور محمول ہی فعل انکا در باب جماعت کے ابتداء اسلام پر اور شرح وقایہ کے حاشیہ مین ہی انھن لو صلین جماعتہ جازت مع الکراھتہ بالاجماع **ترجمہ** اگر پڑھین عورتین نماز جماعت کی تنہا جائز ہی ساتھہ کراہت کے بالاجماع **قولہ** کھانا ہنود کا مانند مٹھائی وغیرہ کے ممنوعات سے ہی اسلیئے کہ حکم واسطے اہل کتاب کے کھانے انکا صادر ہوا ہی اور ہنود اور چمار اور حلال خور وغیرہ ایک حکم رکھتے ہین تو کھانا انکا اور مٹھائی بازار کی مکروہ تحریمہ ہی فقط **اقول** مجیب نے اس جگہہ پر بھی اجتہاد کو دخل فرمایا اور اپنی رائے صرف سے فتویٰ دیا اور حرمت طعام ہنود پر بھی کوئی دلیل قوی یا ضعیف ذکر نہ کیا پس قول بلا دلیل لائق اعتبار نہین اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے کلام پاک مین حکم حلال ہونے طعام اہل کتاب کا صادر فرمایا اوس سے موافق تفسیر مفسرین کے مراد ذبیحہ ہی نہ کل طعام تفسیر جلالین مین مذکور ہی الیوم یوم الحج احل لکم الطیبات المذبوحات المستلذات وطعام الذین ذبائح الذین اوتوا الکتب اعطو الکتب حل لکم ما کان حلالا وطعامکم ذبائحکم حلال لھم **ترجمہ** آج کے دن یعنی دن حج کو حلال کیا گیا واسطے تمھارے طیبات یعنی مذبوحات حلال سے اور کھانا یعنی ذبیحہ اون لوگون کا کہ دیگئی کتاب حلال ہی تمھارے لیئے کہ نہ تھا حلال اور کھانا یعنی ذبیحہ تمھارا حلال ہی اونکے واسطے اور اگر فرض کیا جائے کہ حسب تفسیر مجیب مراد طعام سے کل کھانا ہی ذبیحہ نہین تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا باعث حرمت طعام ہنود نہین ہوسکتا یہہ محض قیاس فاسد مجیب ہی اور جبتک کہ کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے حرمت طعام ہنود پر ثابت نہو وہ اپنی حل اصلی پر ہی اور شرعاً حلال طیب البتہ بعض پیشہ ور ہنود ہون یا مسلمان مجوس ہون یا اہل کتاب مثل دباغ وقصاد وغیرہ کی جنکے یہان نجاست بکثرت مستعمل ہی اور ہاتھہ اونکے اکثر نجاست مین آلودہ رہتے ہین اونکے یہان کا کھانا فقہا نے مکروہ لکھا ہی اور کل قوم ہنود برابر نہین چمار و حلال خور

قلبی تطبیق میدہم کہ ہر دو بر ذمت ہمت ما واجبست علی ترتیب المدارج اوّلا موثر را مدح میکنیم
کہ این علت و سبب ست ثانیا اثر را کہ آن معلول و مسبب و بدیہیست کہ علت بر معلول و سبب
بر مسبب مقدم باشد پس میگوییم کہ مصنف ممدوح از جامعیت معقول و منقول یکتای دہر ست
و از تکمیل فروع و اصول وحید العصر خلعت دیانت و امانت بر بالایش زیب گیرد کلاه تقوی و
و اخلاص بر تارکش رونق پذیرد سیادت از خاندانش فخر میکند و نجابت از دودمانش بر خود
می نازد بدم مسیحائی غازهٔ یحیی العظام بر رو میمالد و بجالینوس نفسی گلگونهٔ شفاء الامراض
بر عارض دارد خاک بر سر آنانکہ از چنین عالم باعمل طریق انحراف ورزیده و ای بر حال ایشان
کہ از خوان این چنین فاضل عدیم المثل زلہ نربایند - اما کتاب مسطور کتابیست مخزن فروع
و اصول و نسخہ ایست معدن الوان فصول الفاظش پر معانی غریبہ اند و عباراتش سراسر
نکات عجیبہ روندگان طریق تقلید را رہبری نجیبہ است و سالکان مذہب حنفیہ را پیری راه
اسید انفست کہ ہر کس این کتاب مستطاب را بتامل خواند بدعای الصدر رقم قبلی از خدا گردد بخیر مرکز صو صافی ازین شغل دعا
الحمد کہ نسخہ ہذا در مطبع ناموری پریس الہ آباد طبع یافت این مطبع در خوبی و خوش اسلوبی بی نظیر ست و مرغوب خاطر
صغیر و کبیر کتب بصحت و صفائی تمام مطبوع میشود تا بحدیکہ اگر قدردانان باشتیاق ما لاکلام ازان مستفید میگردند فقط
قطعه تاریخ از نتائج وافی جناب حافظ محمد سمیع صاحب صافی شاگرد رشید مصنف مدظلہ العالی

چو مطبوع شد نسخہ دلپسند پر ✢ صغیر و کبیرش خریدار شد
ز تشویش تاریخ صافی برست ✢ چو نور سے ہدایت نمودار شد

قصیده در تعزیت فاضل کامل عارف اصل مرحوم مغفور مولانا سید شاه فخر الدین احمد المعروف
بحکیم بادشاه طاب ثراه و ستایش خلف ارجمندا مولوی حکیم سید مسیح الدین احمد سلمہ اللہ الاحد من کلام
افصح الفصحا و ابلغ البلغا عاشق حضرت حسنین سید محمد حسین بغدادی بلبل کوچک سلمہ اللہ الہادی

فغان ز گردش این آسمان کج رفتار ✲ امان ز کشمکش این زمانہ غدار

تقریظ ریختهٔ کلک گوهر سلک حافظ مولوی محمد سمیع صاحب کوریاپاری شاگرد رشید مصنف

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز کلام بحمد حکیمیست که همه زیب و زینت چمستان شهود بآبیاری قلم قدرت است و ابتدای سخن بنعت خسرویست که تمامی طراوت و نضارت گلستان عالم از عین عنایت او بعده بر مرآت ضمائر خورشید نظائر طالبان طریق هدایت و یقین و جویندگان مسلک ملت و دین واضح و لایح باد که درین اوان ظلمت جهالت و خودرائی و سفاهت و خودستائی بر نظر تنگ ظرفان کوتاه بین بدرجهٔ اتم طاری گشته است حتی که فرقی میان حق و باطل سنت و بدعت بالکلی نمانده برخی تقلید ائمهٔ مجتهدین را فروگذاشته قلادهٔ اجتهاد بگردن خود انداخته اند و بعضی بر راه شکوک و اوهام اقدام نموده باین وآن پرداخته الحاصل چون مشیت ایزدی مقتضی شده که طریقهٔ محمدیه و ملت نبویه از خس و خاشاک افراط و تفریط صاف و مصفا گردد و جمیع مسلمین بحبل المتین تقلید ائمهٔ مجتهدین اعتصام نمایند بناءً علی هذا قبلهٔ کونین و کعبهٔ دارین استاذی و ملاذی جناب فضیلت اکتساب مولوی حکیم سید مسیح الدین احمد صاحب خلف الصدق حضرت مرشدنا و مولانا و استاذنا جناب سید شاه فخر الدین احمد صاحب ملقب بحکیم بلو شاه سجاده نشین دائرهٔ حضرت شاه رفیع الزمان صاحب دام الله فیوضهما را مامور ساخته تا بتالیف رسالهٔ هدایت الطالبین و عبرت المسلمین پرداخته و صفحش از حیز تحریر بیرون نشست که فی الواقع هدایت طالبین همون تواند بود و مدحش از امکان تقریر افزونست در نفس الامر مرآة مومنین همان تواند شد حیرتی دارم که گر اسم اتم مصنف مؤثر را یا مصنف اثر الیس باشد

بسوی روضهٔ رضوان نمود اهل اسد — قرار یافت روانش بعزد جاه و قرار

چو بود از دل و جان پیرو محمد و آل — خدای هر دو جهان بخشدش [illegible]

هزار رحمت حق بر روان پاکش باد — ز روز رحلت او تا نشان روز شمار

اگر که رفت زکف آن نهال گلشن قدر — بیادگار گلی مانده اندرین گلزار

که اسم و رسم ازو باقیست میخواهند — ز لطف ایزد یکتا درین خجسته دیار

حکیم حاذق نیکوسیر مسیح الدین — که هست از نفس عیسوی [illegible]

همیشه در پی نام و نسب بود مشغول — مدام پیروی خاندان کند [illegible]

حقیقت آنکه ازان باب اینچنین فرزند — ندیده دیدهٔ بیننده بلبل [illegible]

خصائلش همه محمود و طالعش مسعود — محامدش همه مشهور [illegible]

بفضل و دانش و بینش یگانه هیچمدار — بحسن و خلق و نکوخیش [illegible]

صفای باطن او مثبت کمال و جمال — ضمیر انور او [illegible]

ز کلک او ست معین شفای هر امراض — کسی نگفت و ندارد [illegible]

همیشه تا که فلک راست زینت از انجم — مدام تا که زمین هست [illegible]

بطول عمر و با قبال جاودان ماند — بحق ذات خدا و [illegible]

کنون تو بلبل کوچک تمامی ختم سخن
که خوش بود سخن مختصر ز خوش گفتار

قطعه تاریخ وفات لامع الانوار مخزن الاسرار سید الاقطاب مرشد [illegible] دودمان شریف نقاوهٔ خاندان حضرت شاه عبد اللطیف [illegible] انوار فیوضات لاهوتی سوخته تاب تجلی شیفتهٔ حضرت مولی [illegible] قائم مقام طریق علی مرتضی مطلع انوار جاه و جلال مرکز دایرهٔ قال و حال [illegible]

یکی زکینه بهارم کند اسیر خزان
یکی زکین نرساند خزان من بهار

بهرکه دوست شدم چرخ سازدش دشمن
بهرکه یار شدم دهر داردش اغیار

زآتش دل خود خلق را کباب کنم
اگر که راز دل خویش را کنم اظهار

دگر طبیب بگیرد بدست خود نبضم
طبیب از اثر نبض من شود بیمار

دلم چو غنچه فرو بسته شد زکار جهان
که هرگزش نگشاید نسیم فصل بهار

همیشه شعله برآید ز آشیان دلم
چنان که می بدرآید زسال خورده چنار

زمانه تا که بدین گونه بوده گردش او
زنیکوان نگذارد اثر بهیچ دیار

همیشه بوده بهر زال دهر دون مانوس
هماره بوده باو باشش کار او بدار

من ازچنین فلک کجرو ستیزه سرشت
چه سان امید تعیش کنم بدین هنجار

دلیل من چه به از بیت عرفی شیراز
که فکر بکر نموده زبهترین افکار

زمنجنیق فلک سنگ فتنه می بارد
من ابلهانه گریزم در آبگینه حصار

کنون زگردش افلاک در اله آباد
رسیده داغ دگر بر دل صغار و کبار

مهی عزیز جهان دیده و حمیده خصال
فلک جناب و نکو طینت و نکو کردار

ملک صفات ملائک پناه و صاف ضمیر
وحید عصر و فلاطون نظیر و پاک عیار

جناب مولوی فخر دین یگانه دهر
کسی نبوده چو او زیر گنبد دوار

حکیم و عالم و دانا و فیلسوف و طبیب
ادیب عارف و صوفی صافی الاطوار

زحکمتش شده محکم کتاب جالینوس
چو او ندیده یکی دیدهٔ اولی الابصار

بعلم و فضل و فراست چو فخر رازی بود
بزرگوار و ولی مشرب و ولی اثار

بصدر مسند ارشاد مرشد کامل
بجاه و رفعت و اجلال احسن الاخیار

نبود چونکه عدیلش درین سراچهٔ دهر
گشود بال و بسوی خویش سوی دار قرار

حضرتِ عم جناب فخر الدین
رہنمای طریقۂ زہاد
شبلیِ وقت و بایزیدِ زمان
شوق وصلِ الٰہ میں دلشاد
متفکر ہوا امیر حزین

کشور فیض جن سے تھا آباد
تھا لقب جنکا بادشاہ حکیم
قلزمِ فیض و منبع ارشاد
سوی ملک بقا ہوئی راہی
بہر تاریخ حضرتِ استاد

فاضل بے عدیل و بے ہمتا
حافظ دہر و کامل الافراد
بست و سوم ربیع ثانی کو
چھوڑ کر جب جہان بے بنیاد
یک بیک غل ہوا زروی الم

ہو گیا بے چراغ الہ آباد

دیگر قطعہ تاریخ وفات حضرت قبلۂ عالم عم معظم مولانا و مرشدنا نوراللہ مرقدہم از نتائج طبع سلطان الشعرا دبیر الہند جو ذاتی بقابلیت آراستہ و بجودت فہم و رسائی ذہن پیراستہ گوی سبقت در چوگان شاعری از ہمسران ربودہ و سخنان رنگینش ہمچو گلدستۂ ریحان دست بدست گرفتہ و در فن تاریخ پسند خاص و عام گردیدہ افتخار کلیم و تسلیم سید شاہ محمد علیم سلمہ اللہ الکریم رفیعی القادری الہ آبادی

ماہ ربیع الثانی طی کرد چو روز بست و سوم
نیر علم حکمت و فقر گشت چو مہر بمغرب گم
مصدرِ رحمت خاکش باد نشر شود تا شور قم

حضرت عمی فخر الدین فیض و ہدایت را قلزم
در غم ہجرش شد ز زمین نالۂ من بر چرخ نہم
جوش بگورش زد چو علیم خون ز سرشکم جوی چو یم

سال وصالش پرسیدند گفتم نور بتربتہم
۱۳۰۴ھ

ایضاً از فکر بکر سر آمد شاعران ہمسران سید محمد علی منتظم خان خلف سید عالی نسب والا شان سید محمد علی مظفر خان سلمہم اللہ المنان رئیس اعظم امروہہ ضلع مراد آباد

قادریه و نقشبندیه محبوب ترین اولاد امجاد رفیعه افتخار علماء اتقیاء هندوستان سجاده
نشین دائره حضرت شاه محمد رفیع الزمان ــه لطیفهٔ بدیع و رفیع المکان + چراغ سمی
نبی زمان + شمس العارفین تاج العالمین عمدة المتکلمین سند الفقهاء و المحدثین فیض
بخش مریدین زر ریز مساکین ملک الشعراء و ابلغ البلغا صفات حمیده و کمالات پسندیده
داشت چنانچه از کلام معجز نظامش مترشح میشود ــه فخر ایوان تو درست و مقام تو بلند
زین سبب اهل نظر زود بپا میگردد + و در مراتب فنا فی الله آنحضرت خود ــه فنا فی الله گردیدم
حیاتی جاودان دیدم + چو برخیزم بیا بنگر بهار روی و کفن ما را + بدین ترانه مترنم گردید
حیف که آنجناب ممدوح تاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنه ۱۳۰۳ هجری مطابق ۲۹ جنوری سنه ۱۸۸۶ع
بعمر چهل و شش سالگی سایه عاطفت از فرق همگنان برداشته راهی جنت الماوا گردید ــه آفتابی
کز وجودش بود روشن این جهان + وای بر تو ده خاکی ز فرق ما برفت + گفت لبیک
اجابت چون بداعی اجل + روز جمعه خرم و شادان سوی معلی برفت + در مهجوری آن نیر
عالم جمیع خرد و کلان شعله اندوه تا بفلک میرسانند ــه بیدلان در کمند غم الفلک شیون
زنند + هر یکی دارد ز سیلاب تحزن دیده نم + شمع بزم اهل بیت + کوکب اوج صفا + مطلع
صبح بدایم شاعری نازک قلم - بالخصوص عزیزان مثل بلبلان سرشک میریزند و میگویند ــه
رعنی گل سیر ندیدیم و بهار آخر شد + - جامع علوم ظاهری و باطنی منبع کمالات صوری
و معنوی حاجی الحرمین شریفین عاشق رسول الثقلین علامی فهامی عارف بالله حافظ
کلام الله جناب مولانا و مرشدنا حضرت ابو محمد سید شاه فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاه صاحب
زیدی الحنفی الحسنی الحسینی الهٰ آبادی طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه - از نتائج طبع ریخته کلک
گهر سلک جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول آل مبین مولوی سید شاه امیر الدین احمد
سلمه الله الصمد برادر زاده حضرت موصوف

تھی درحقیقت ایسی ہی ذات اونکی باصفات
جس کو دل پہ چشم توجہ سے کی نظر
ذکر و مراقبہ مین گذرتی تھی ساری رات
ان کامون مین کری جو تصرف سب اپنی عمر
ہر علم مین عبور تھا ہر فن مین تھا کمال
دم بھرتے ہین مسیح قانون طب تھا ضبط
لاحق ہوا اونھین مرض الموت ناگہان
خود دست بیع پیر رضا و قضا ہوے
محو لقای یار ہوئی پھیری سب سے آنکھ
جان دیکی مرگی منزل جانان مین پہونچی آج
خلوت سرای قبر مین جلوہ فزا ہوئے
فکر سن وفات مین وارث نہ جان کھو

باطن بھی صاف اہل بصیرت تھے واہ واہ
پہچاننے لگا وہ مقام معرفت کی راہ
ہر شام سے تھا شغل یہی تا دم پگاہ
پھر کیا ہو اوسکی کشف و کرامت مین اشتباہ
نقصان نہ تھا ذرا بھی یہ روشن ہی مثل ماہ
حکمت مین بو علی سے زیادہ تھی دستگاہ
پہونچا زمان قرب جو نزدیک آہ آہ
کی حکم نقشبند اجل پر جو تھی نگاہ
شوق وصال دوست مین دی جان جدا گواہ
کہتی ہین جذب عشق اسی کو اسی کو چاہ
مردان پارسا کی جو ہی خاص بارگاہ
کہہ آہ آہ آہ مشائخ کا بادشاہ
۱۳۰۳ھ

اور دفن لاش کا ہی مجدد یہہ مادہ
آباد اب فزا ہی ویرانہ خانقاہ
۱۳۰۳ھ

چو مولانای فخر الدین احمد ‌‌ | از اینجا رفته در جنت قدم زد ‌‌ | ز ناهش منتظم سال وصالش
عیان شد شاہ فخر الدین احمد

ایضاً از نتائج طبع سخن سنج شیرین گفتار رشحہ زدہ کلک معنی نگار اخلاص شیم شاہ ابرار عالم متخلص ابرار سلمہ اللہ تعالیٰ

بود ابرار خلق تابع او ‌‌ | از رہ فضل و عزت و تمکین ‌‌ | ہم گرفتہ بزور فضل و کمال
ملک عقبیٰ جناب فخر الدین
سنہ ۱۳۰۲ھ

ایضاً از نتائج طبع انوری کلام طالب نشان و نام پیرو دین متین سید محمد منیر الدین متخلص بوحشی الہ آبادی سلمہ اللہ الہادی

چو فخر الدین مسیحای زمانہ ‌‌ | ازین دار فنا بنمود رحلت ‌‌ | ز فوت آن حکیم و عالم دین
شدہ ویران دار علم و حکمت ‌‌ | بخوان وحشی ز روی فخر تاریخ ‌‌ | حکیم بادشہ شد سوی جنت

۸۰ ‌‌ ۱۲۲۳ ‌‌ ۱۲

سنہ ۱۳۰۲ ہجری

ایضاً از نتائج طبع شیر بیشہ حیدری افتخار غالب و آذری سید وارث علی رئیس موضع گرکاری ضلع الہ آباد سلمہ اللہ الکبار

او تاد عصر قطب زمان شمس روزگار ‌‌ | اہل کمال اہل سلوک اہل قدر و جاہ
تھے فخر راز علم میں اور زہد میں فرید ‌‌ | معروف بادشاہ فقیرانہ رسم و راہ
غوث فقیر دوست مریدوں کے دستگیر ‌‌ | ابدال عہد حال تھے اور معتقد پناہ
تکیہ بہ اپنے فخر نہ مسند پہ ناز تھا ‌‌ | ایسے فقیر دل سے تھے با این ثروت و غاہ

جملہ بیوپاریان و تاجران کتب سی عرض
یہہ ہی کہ جن صاحبونکو کوئی کتاب چھپوانا منظور ہو
مہربانی کرکے اس مطبع مین ارسال فرمائین۔

مطبع نامور پریس باہتمام حافظ عبد اللہ
سوداگر مالک مطبع واقع الہ آباد متصل
کوتوالی سنہ ۱۸۸۶ء مین چھاپا گیا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

الحمد للہ کہ پانچ رسالے مولفہ و مصنفہ مولوی محمد قطب الدین صاحب

محبوب علی صاحب و علمای کلکتہ و علمای دہلی سے

نظام الاسلام

توفیر الحق

سنہ ۱۳۰۷

قیمت فی جلد ۵/
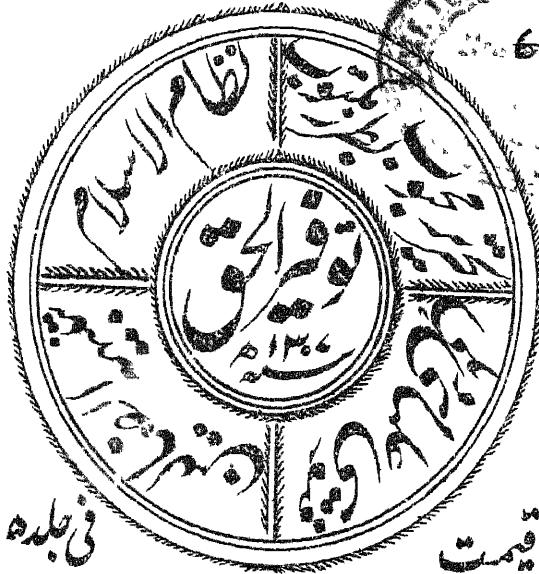
چونکہ یہہ رسائل ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ سنہ ہجری میں مطبع ولائی میں چھپے تھے

اب بسبب کمیابی و خواہش شائقین کلکتہ کے اوسکی نقل

مطبع نادر موتیس اللہ باامین حاجی علی سوداگر مالک مطبع کے باہتمام الٰہ داد چھپی

مسائل دین کے قران اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کئے بعض مسائل مین متفق ہوئے اور بعض مین مختلف بسبب اختلاف اصول اور قواعد استخراج اور انبساط کے فقط پس ان ائمہ نے جبکہ اس طور پر مسائل دین قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر لوگونکے آگے رکھے توسب لوگ کہ صلاحیت اہل سنت و جماعت ہونیکی رکھتے تھے اونہون نے قبول کیا باین طور کہ بعضے انمین سے حنفیہ ہوئے اور بعضے انمین سے مالکیہ اور بعضے شافعیہ اور بعضے حنبلیہ جیسا کہ قول

علماء دین کا به قال الحنفیة وبه قال المالکیة وبه قال الشافعیة وبه قال الحنبلیة ع

اس بات پر شاہد محکم ہی صاحب انصاف کو اور بعضے لوگ جو اپنی ہوائے نفس کے تابع تھے یہ قید اونکی نفسون نے قبول نکی اور اونہون نے طرح بطرح سے شبہے اور کلام کرنا اور لوگونکو بہکانا اور بہٹکانا شروع کیا سو علماء ربانیون نے یہ حال دیکھکر ہمت باندھکر ہمیشہ رد کرتے رہے اسی طرح ان ایام مین بعضے لوگون نے اپنی بدعت اور عناد اور حسد کی رو سے لوگونکو بہکانا اور اپنی ہوائے نفس کیطرف بلانا شروع کیا اور بدزبانی ائمہ کے حق مین اور اونکی اتباع کے حق مین کرنی شروع کی اور طرح طرح کے شبہے کرنے لگے اور چند سال گذرے ہین کہ مینے بچشم خود دیکھا تھا کہ مولینا و اولینا و مرشدنا و استاذنا خاتم المحدثین مولینا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمہ اللہ کے طعن کرنے والون پر خفا ہوتے تھے کہ رنگ آپکا سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کی بنتی ہی نہین اور آپ حنفی المذہب تھے سو اس فقیر نے ایسا ایسا حال دیکھکر اور سنکر بموجب حدیث النصیح لکل مسلم چاہا کہ ایک رسالہ واسطے تائید حق کے لکھون کہ مشتمل ہو اوپر اثبات تقلید کے مع جواب ان شبہون کے کہ یہہ کرتے ہین اور سیر اور بیچ بیان ان مسائل کے کہ یہہ لوگ اونپر بڑے بڑے شبہے کرتے ہین ساتھ رفع کرنے اونکے شبہونکے ساتھ حدیثون صحیحہ کے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جبکہ بڑے شبہون کا یہہ حال ہے رفع ہونے مین تو اور شبہون کا کیا ذکر ہے سو مینے ایک رسالہ بعد کرنے استخارہ مسنونہ کے لکھا اور نام اوسکا تنویر الحق رکھا لیکن چونکہ تھا وہ رسالہ خاص فہم تو چاہا مینے کہ ایک رسالہ فقط مسئلہ تقلید مین بطور اختصار کے عام فہم ہو تو بہتر ہے سو وہ رسالہ یہہ ہے اور نام اسکا نور الحق رکھا ہے امید ہے کہ اللہ تعالی وافر در علم کرے فائدہ اسکا ہر خاص و عام کو واللہ الموفق والمعین والیہ المرجع والتکلان

مقصد پہلا بیچ بیان وجوب تعین مذہب احد کی ساتھ چند دلیلون کے دلیل پہلی یہہ ہے کہ کہا

ع یعنی جیسا کہ حنفیہ نے اور جیسا کہ مالکیہ نے ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و رحمۃ للعالمین
و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین و علی ائمۃ المسلمین و سائر المومنین - اما بعد التماس
کرتا ہی مسکین محمد قطب الدین سب بہائی مسلمانون سے کہ یہہ کتاب ہے مشتمل ایک مقدمہ اور
دو مقاصد اور ایک خاتمہ پر - مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے ہے اور مقصد اول بیچ بیان وجوب
تقلید معین کے اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے اور خاتمہ بیچ بیان
مضامین مناسبہ کے مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے بیان اوسکا یہہ ہے کہ بعد صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے اہل اسلام متفرق ہو گئے تہتر فرقون پر بلکہ زیادہ بحسب فروع کی اور ہر ایک
نے بتمسک قرآن و حدیث سے اپنی اپنی فہم کی موافق لیکر مذہب مقرر کیا اور ہر ایک نے دعوی
حقیت کا کر کر اپنی طرف لوگونکو کہینچنا شروع کیا اسوقت ائمہ دین کہ قرون ثلثہ مین سے
تہے اور ملقب بائمہ اربعہ مین یہہ حال دیکہکر بمقتضای اس حدیث شریف کے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث متفق علیہ
چاہا کہ مسائل دین کے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کرین تو کہ لوگ اسپر عمل کرین
اور اپنی اپنی فہم کی موافق بہٹکین نہین کیونکہ ہر زمانیکے لوگ تنزل مین ہین بموجب حدیث شریف مذکور کے
سو ہر ایک امام نے ائمہ اربعہ مین سے مع جماعت شاگردون اپنے اپنے کی کہ مجتہد فی المذہب تہے بڑی بڑی
سعیان اور کوششین کر کر باین طور کہ کوئی حدیث اور روایۃ اونسی پوشیدہ نہین رہے

کہ یہہ تعیین ضد ہی تلفیق کی پس جبکہ باطل ہوئی تلفیق ان دونون اجماعون سے تو ثابت ہو جاویگی نقیض اوسکی ساتھہ دونون اجماعون کے یعنی ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ساتھہ دونوا جماعون کے ۔ اور دلیل دوسری یہہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قرآن شریف مین انما النسیٔ زیادة فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونه عاما و یحرمونه عاما یعنی سواے اسکے نہین کہ تاخیر کرنا بڑہاتا ہے کفر مین گمراہ کئے جاتے ہین بسبب اوسکے وہ لوگ کہ کافر ہوئے حلال جانتے ہین اوسکو ایک سال اور حرام جانتے ہین اوسکو ایک سال پس یہہ آیت صریح ہے بیچ مذہب اوس شخص کے کہ کبھی اعتقاد کرے حلت کا ایک چیز مین اور کبھی اعتقاد کرے حرمت کا اوسی چیز مین پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو کہتے ہین ہم کہ مسائل دین کے یا تو اجماعیہ ہونگے یا اختلافیہ پس اگر ہون اجماعیہ تو اتباع اونکا واجب بالاجماع ہے اور اگر ہون اختلافیہ تو مقلد بعد اختیار کرنے مذہب واحد کے دو امر سے خالی نہین یا تو دور کریگا اسطرح کہ انتقال کرے حلت سے طرف حرمت کے اور حرمت سے طرف حلت کے باستمرار یعنی ہمیشگی کریگا اوسپر پس اگر ہوا امر اول تو یہہ باطل ہے ساتھہ آیہ مذکورہ کے اور اگر ہوا امر ثانی یعنی استمرار تو تعیین مذہب واحد کی لازم و واجب ہوئی ساتھہ مقتضاے آیہ مذکورہ کے اور دلیل تیسری یہہ ہے کہ کہا جمہور نے ان المجتهد قد یخطی و قد یصیب جیسیکہ تصریح کی ہے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین اور دلیل اونکی یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد فاخطاء فله اجر واحد متفق علیه اور اسپر اجماع ہے اہل اسلام کا کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین تحت اسی حدیث مذکور کے قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ذلك الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اجتهد فاصاب فله اجران اجر باجتهاده و اجر باصابته و ان اجتهد فاخطأ فله اجر باجتهاده انتهی اور یہی مذہب چارون امامون کا ہی جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین هذا هو الصحیح عند الائمة الاربعة انتهی یعنی یہی صحیح ہے نزدیک چارون امامون کے یعنی امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہے یہہ قول اوسکا باطل و فاسد ہی کیونکہ مخالف حدیث متفق علیہ اور اجماع امت اور ائمہ اربعہ کے ہے پس جو کچھہ کہ بنا کیا جاوے اس قول فاسد پر وہ بھی فاسد ہوا

شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر الاصولیین اور شیخ بن حاجب نے مختصر الاصولیین اور قاضی عضد الدین نے مختصر الاصولیین اور صاحب مختار نے درمختار مین ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع بالاتفاق یعنی رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے منع ہی بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نی رسائل زینیہ مین توجب علی مقلد ابی حنیفة العمل به ولا یجوز له العمل بقول غیره لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحه عن جمیع الاصولیین انه لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی پس واجب ہے ابوحنیفہ کے مقلد پر عمل کرنا اونکے قول پر اور نہین جائز ہی اوسکو عمل کرنا اونکے غیر کے قول پر اسلیئے کہ نقل کیا شیخ قاسم نے اپنی تصحیح مین سب اصولیون سے یہہ کہ بلاشبہ نہین صحیح ہی رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق اور کہا ابن عبد البر مالکی نے ان تتبع رخص المذاهب غیر جائز بالاجماع ذکر کیا ہے اسکو مسلم الثبوت وغیرہ مین یعنی ڈھونڈنا حلال حلال اور جائز جائز چیزونکا مذاہب سے غیر جائز ہے بالاجماع پس جبکہ معلوم ہوئے یہہ دونون اجماع تو کہتے ہین ہم کہ تلفیق مذاہب کی یعنی جمع کرنا دو مذہبونکا باطل ہی ہوئی اور ثابت ہوئی تعیین ایک مذہب کی اور بیان اسکا یہہ ہے کہ تلفیق یا تو تلفیق کریگا پہلے عمل کرنیکے یا پیچھے عمل کرنیکے پس اگر تلفیق کریگا پیچھے عمل کرنیکے تو یہہ شق باطل ہے ساتھہ اجماع ہونیکے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کرنیکے پس باطل ہوئی یہہ شق اس اجماع مذکور سے اور اگر تلفیق کری پہلے عمل کرنیکے تو یہہ شق باطل ہے ساتھہ اجماع ہونیکے اوپر منع ہونے تتبع کی رخص مذاہب کے اسلیئے کہ اگر جائز ہو تلفیق مذاہب کی تو اسمین تتبع رخص مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب کا غیر جائز ہے بالاجماع اور بھی باطل ہے ساتھہ اجماع امت کے اور بیان اسکا یہہ ہی کہ سب مجتہدین جمع ہوئی ہین مسائل اجتہادیہ اختلافیہ مین اوپر اعتقاد او قول کے بایںطور کہ یہہ حلال اور جائز ہے اور یہہ حرام غیر جائز ہے پس اگر جائز رکھی جاوے یہہ تلفیق یا تتبع رخص مذاہب کا تو اوٹھہ جاوے گی حرمت جہان سے اور ہو جاویگا اجماع اوپر امر لغو اور غلط کے اور یہہ امر باطل ہے ساتھہ قول اللہ تعالی کے ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا یعنی اور جو تابع ہو سوا رستے مومنون کے حوالہ کرین وہی طرف جو اوسنے پکڑی اور داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہہ پھر جانیکی پس باطل ہوئی تلفیق مذاہب کی اور ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ان دونون اجماعون سے اس لیئے

ابی حنیفة ومایرضه لانالو جوزنا ذلك لادی الی الخبط والخروج عن الضبط

حاصله یرجع الی نفی التکلیف لان مذهب الشافعی اذا اقتضے تحریم الشئ ومذهب

ابیحنیفة مثلاً اباحة ذلك الشئ بعینه او عکس ذلك فهو انشاء مال الے

الحلال وانشاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحلة والحرمة وفی ذلك اعدام التکلیف

وابطال فائدة واستیصال قاعدته وذلك باطل انتہی اور کہا ملا علی قاری نے

شرح عین العلم میں فلو التزم احد مذهبا کابیحنیفة والشافعی فلزم علیه الاستمرار

فلا یقلد غیره فی مسئلة من المسائل انتہی اور کہا ملا جیون استاد بادشاہ عالمگیر کے

نے تفسیر احمدی میں اذا التزم مذهبا یجب علیه ان یدوم علی مذهب التزمه و

لاینتقل عنه الی مذهب آخر انتہی اور کہا کسی مفتی مالکیہ نے الیوم من تحول من مذهبه

فبئس ما صنع انتہی ذکر کیا اسکو سیوطی نے جزیل المواہب میں کہا صاحب ہدایہ نے بیچ باب وتر

کے واذ علم المقتدی منه ما یزعم فساد صلوته کالفصد وغیره لایجوز به الاقتداء

انتہی اور کہا طحطاوی نے شرح درمختار میں بیچ بحث شفق کے قال صاحب الهدایة فی التجنیس

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال انتہی اور وارد کیا ہے طحطاوی نے اس

عبارة کو واسطے رد کرنے قول صاحب درمختار کے باب شفق میں الخ اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہ کہا

صاحب طحطاوی نے ابتدا کتاب اپنی میں جائز ہونا عمل کرنیکا غیر مذہب کے مسئلہ پر سو اوس سے مراد

جواز مع الکراہتہ ہے اور یہ ایسا ہے کہ جب کہتے ہیں ہم الصلوة خلف کل بر وفاجر جائزة

حالانکہ صلوة پیچھے فاجر وفاسق کے مکروہ ہے اور کہا قہستانی نے جامع الرموز میں وفی وتر النهایة

انها غیر جائزة کما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لایصلی خلفه کذا فی الجواهر هذا

اذا علم بالاحتراز عن موضع الخلاف فلو شك فی الاحتراز لم یجز به الاقتداء انتہی

اور کہا صاحب مختار نے در المختار میں باب الامامۃ میں زاد ابن عبد الملك نے ومخالف کالشافعی

لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعات لم یکره او عدمها لم یصح وان شك کره انتہی

اور کہا طحطاوی نے اسکی شرح میں والظاهر ان الکراهة للتحریم وان راعی فیهما دون

السنن لایترك الاقتداء لانه واجب علی ارجح الاقوال ومراعاة الواجب مقدمة

کیونکہ بنافاسد کی اوپر فاسد کے ہے اور بنافاسد کی فاسد پر باطل و فاسد ہی پس تمسک پکڑنا
ساتھ ان تفریعات کے کہ متفرع ہین اس قول فاسد پر اثبات لانا ہی مین سبھی فاسد ہو کیونکہ
بنافاسد کی فاسد پر ہے پس جبکہ معلوم ہوا ہیہ مذکور تو کہتے ہین ہم کہ مسائل دین یا تو اجماعیہ ہین یا مختلف
فیہ پس اگر مسائل دین کے اجماعی ہین تو اتباع غرض ہوا بالاجماع اور اگر ہوون مسائل دین مختلف فیہ تو
مقلد نے جبکہ اختیار کیا ایک امام کا مذہب باب مسائل حلت و حرمت کے تو دو امر سے یہہ مقلد خالی نہین ہے
یا تو یہہ ہی کہ اعتقاد اور عمل کریگا ساتھ حلت شی واحد کے مذاہب مین یا اعتقاد و عمل کریگا ساتھ حرمت شی
واحد کے پس اگر ہوا امر اول تو لازم آویگا اجتماع نقیضین کا اعتقاد مین اس لئے کہ حرام و حلال کا
اعتقاد رکھا آن واحد مین اور یہہ باطل ہی اور اگر ہوا امر ثانی تو تعین مذہب واحد کی واجب ہوئی اور
واجب ہے اوسپر استمرار و دوام اسلئے کہ جبکہ اختیار کیا مذہب واحد کے مسائل کو قسم حلت و
حرمت سے اور اعتقاد اور عمل کیا ساتھ حرمت شی واحد کے تو ہوگا پھرنا اس اعتقاد اور عمل سے
ممنوع ساتھ اوس اجماع کے کہ منعقد ہوا ہے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کے جیسا کہ
گذرا بیان اس اجماع کا بہت سندون سے اور ممنوع ہوا یہہ رجوع ساتھ آیت مذکورہ کے کہ لکھی گئی دلیل
ثانی مین اسی لئے کہا علما نے جیسا کہ تصریح کی ہی ملا علی نے اپنے رسالہ مین بیچ جواب قفال کے
ولذا قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمة ان امامه مصیب و غیره مخطی
فی الجملة بناء علی ان المجتهد قد یخطی و قد یصیب و قال بعضهم کل مجتهد مصیب و
الحق هو الاول و هو المعتمد عندنا و علیه جمهور العلماء انتهی یعنی اسیواسطے کہا
علما نے کہ لائق ہے یہہ کہ اعتقاد رکھے ہر مقلد امام کا امامون مین سے کہ تحقیق امام میرا مصیب ہی اور غیر
امام میرا کا خطا پر ہے غالبا اور کہا بعض علما نے کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہی اور حق اول ہی ہی اور یہی
معتمد ہی نزدیک ہمارے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا پس ثابت ہوا ان دلیلون سے وجوب مذہب واحد
کا بطریق استمرار کے اسیواسطے کہا علما نے واجب ہی تقلید معین کا کہا ملا علی قاری نے رسالہ اپنے
مین کہ تالیف کیا ہی قفال کے جواب مین بل وجب علیه ان یعین مذهبا من هذه
المذاهب اما مذهب الشافعی فی جمیع الفروع و الوقائع و اما مذهب مالک و اما مذهب ابی
حنیفة و غیرهم و لیس له ان ینتحل من مذهب الشافعی ما یهوئه و من مذهب

گروہ حنفیہ وقت ضرورت کے نہیں فتویٰ دیتے ہیں ساتھہ مذہب غیر کے مگر اس حیلہ سے کہ مقرر کرتے ہیں
قاضی نائب شافعی یا مالکی تاکہ حکم کرے موافق مذہب اپنے کے باوجود اسکے کہ قاعدۃ الضرورات
تبیح المحظورات مجمع علیہ ہے چاہتا ہے اسکو کہ وقت ضرورت کے فتویٰ ساتھہ مذہب غیر کے مباح
ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ حاصل اسکا یہہ کہ اگرچہ
ضرورت مباح کردیتی ہے ممنوع کو بالاجماع بدلیل اس آیہ مذکورہ کے لیکن اصحاب ہمارے نے استخراج کیا ہے
دلیل استحسانی سے یہہ کہ نکیا جاوے خلاف مذہب کے وقت ضرورت کی بھی مگر اس حیلہ مذکورہ سے اور
دلیل استحسانی ایک دلیل ہے ادلہ حنفیوں کی جیسا کہ استصحاب دلیل ہے دلیلوں شافعیہ کی سے اور
مصالح مرسلہ دلیل ہے ادلہ مالکیوں کے سے اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں وفی
الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب الى مذهب بالاجتهاد والبرهان اثم يستوجب التعزير
فبلا اجتهاد وبرهان اولى انتهى اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم میں کہ
شرح ہے سفر السعادۃ کی وخانہ این بن جہار ست ہر کہ ازین ہا دورے ازین درہا اختیار نمودہ
براہ دیگر رفتن ودر دیگر گرفتن عبث وبیہودہ باشد وکارخانہ عمل را از ضبط وربط بیرون افگندن
واز راہ مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از مذہب احد
مختار روایتے کہ دلیلش احسن واقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر اختیار کند وبراہ رخصت
وسالمت وحیلہ اندوزی نرود وایں طریق متاخران است وشکے نیست کہ این طریقہ محکم تر ومضبوط تر
است وگویند کہ طریقہ پیشینیان خلاف این بود ایشان تعین مذہب واتباع مجتہد واحد از واجبات نمی دانستند
انتہی پس یہہ کلام شیخ کا صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ علماے متاخرین التزام مذہب واحد کو واجب
سے جانتے ہیں نہ متقدمین اور اور جاے شیخ مرحوم نے کتاب کورمین فرمایا ہے قرارداد علماے متاخرین
برین است وہو المختار وفیہ الخیر انتہی اور کہا قہستانی نے بیچ نقایہ شرح مختصر وقایہ کی کتاب القضا
میں قال ابوبکر الرازی لو قضی بخلاف مذهبه مع العلم لم يجز في قولهم جميعا
انتہی اور کہا صاحب درمختار نے درمختار میں بیچ کتاب القضا کے وفی الوہبانیہ قضی من
لیس بمجتہد کحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا لا ينفذ اتفاقا انتہی پس معلوم ہوا
اس کو سے یہہ کہ جو کچھہ کہ ذکر کیا گیا ہے کتب اصول میں اختلاف اس بات میں ان المقلد اذا

على ترك التنزيه قال الحلبي تفقها انتهى اور كہا صاحب بحر الرائق نے بحر میں اما الصلوة خلف
الشافعية فحاصل ما فی المجتبی انه ان كان مراعيا للشرائط والاركان عندنا
فالاقتداء صحيحة والا فلا يصح ولا خصوصية للشافعية بل الصلوة خلف كل
مخالف للمذهب كذلك انتهى اور كہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زينيہ میں فوجب على
مقلد ابي حنيفة ان يعمل به ولا يجوز له العمل بقول غيره انتهى اور كہا شيخ ابن الہمام
نے فتح القدير میں فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب اليه ابو حنيفة وان العمل على
مقلديه واجب الافتاء بغيره لا يجوز لهم انتهى ذكر كيا اوسكو رسائل زينيہ میں اور كہا فتاوى
عالمگيری میں هذا كله فی القاضی المجتهد واما المقلد فانما ولاه ليحكم بمذهب ابي حنيفة
مثلا فلا يملك المخالفة فيكون معزولا بالنسبة الى ذلك الحكم هكذا فی فتح القدير
انتهى اور كہا فتاوى عالمگيری میں باب التعزير میں حنفی ارتحل الى مذهب الشافعی يعزر كذا
فی جواهر الاخلاطی انتهى اور مثل اس عبارت کے فتاوى برہنہ میں بھی موجود ہے اور تحقيق معلوم ہے
بيان كرنے سبب تاليف عالمگيری کے سے يہ بات كہ تحقيق عالمگير بادشاہ نے جبكہ تمام اعالی
امور دین میں تو ارادہ كيا يہ كہ عمل كریں لوگ ساتھ مسائل مفتی بہا کے پس حكم كيا اوس عالی ہمت نے
مشاہير علماء ہند كو ساتھ جمع كرنے مسائل مفتی بہا کے اس فتاوى میں اور كہا بیچ توضيح کے بحث
تسميع میں لا خير فی ان يكون حنفيا فی بعض المسائل وشافعيا فی بعض اخر
كما عرف فی مسائل التقليد انتهى اور اسپر ہیں مہریں علماء حرمين شريفين کی اونمیں سے
عبد الله بن سراج ہیں كہ جو سردار ہیں مكے كے مدرسوں کے اور مولوی سيد عبد الله كہ وہ مفتی
ہیں مكے کے اور سيد عثمان كہ وہ مدرس تھے مكے کی اور شيخ مصطفے كہ وہ حنفی اماموں كے سردار تھے اور شيخ محمد
عابد سندھی كہ وہ مدينہ کے بڑے مدرس تھے مصنف طوالع الانوار حاشيہ در مختار اور شيخ صالح كہ وہ
مدينہ کے مدرس تھے اور شيخ محمد ابو السعادات كہ وہ مسجد نبوی کے امام تھے اور شيخ عبد القادر اور
سيد محمد اور شيخ محمد محی الدين اور سيد علی اور شيخ عبد الله اور سوائے انكے اور علماء مكہ اور مدينہ كی نے
اسپر مہریں كیں اور كہا ابو بكر رازی نے شرح آثار طحاوی میں واصحابنا لما شاهدوا الضرورة
استحسنوا ان ينصبوا القاضی نائبا شافعيا او مالكيا ليحكم على وفق مذهبه يعنی

لوكان الدين عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناوله وفي معجم الطبراني عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لوكان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء فارس فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة انتهى كلام جلال الدين السيوطي الشافعي

ذکر کیا اسکو طحطاوی نے شرح در مختار مین پس روایتون حدیثون مین باب مین ساتھ لفظ جمع کے اور مفرد کے پس لفظ جمع کا وارد کیا گیا باعتبار اتباع کے اور لفظ مفرد کا وارد کیا گیا باعتبار اصل کے کہ وہ متبوع ہین ان اتباع کے اور اختیار کرنا خبر نے بیچ اس طریق کو اشارہ ہی اسپر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسکے افضل ہونگے غیرون پر مصیب ہونیمین اور قول اوسکا فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة صریح ہی اسمین کہ یہ حدیثین صحیح ہین پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ تحقیق دین اور علم اور ایمان اگر ہو ثریا کے پاس تو البتہ جا کرلے آویگا یہ شخص کہ ابناء فارس مین سے ہے اور یہ کلام بطور نہایت مبالغہ کے ہی بیچ مدح مصیب ہونے اور پہنچنے حق کے اور ون کی نسبت پس ان حدیثون صحیحہ نے دلالت کی اسپر کہ یہ شخص نہایت مرتبہ مصیب ہونیکا رکھتا ہی مسائل اختلافیہ مین باین طور کہ جب جاویگا طرف دین اور ایمان اور علم کے تو جا پہنچیگا اوسکو لیکن باقی رہی یہ بات کہ یہ شخص کون ہی سو کہتے ہین ہم جبکہ اجماع منعقد ہوا اوپر نکرنے اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ہوا مدار دین کا قیامت تک اوپر مذاہب ائمہ اربعہ کے اور نتھا کوئی ان ائمہ اربعہ کا ابناء فارس سے سوائے ابیحنیفہ کے تو دلالت کی ان حدیثون نے ساتھ اجماع کے ملکر اسپر کہ یہ شخص مذکور ابو حنیفہ ہین اور کفایت کرتا ہی قول جلال الدین سیوطی کا بیچ وارد کرنے ان حدیثون کے بیچ فضیلت اور بشارت ابو حنیفہ کے کیونکہ وہ اکابر محدثین اور اجلہ ائمہ شافعیہ مین سے ہے پس دلالت کی ان حدیثون صحیحہ نے ساتھ اجماع کے ملکر اسپر کہ امام اعظم ابو حنیفہ سب سے بڑے اور زیادہ تر ہین درباب ہدایت اور پہنچنے حق کے مسائل اختلافیہ و اجتہادیہ مین اسی لیے کہا امام شافعی نے الناس كلهم عيال ابيحنيفة في الفقه اور یہ قول امام شافعی سے نہایت مشہور ہی اور سندین اسکی بہت ہین چنانچہ آگے آویگا ذکر اوسکا پھر پوشیدہ نرہی کسی پر یہ خبر دینا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ طریق مذکور کے آگاہ کرتا ہے اسپر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی کے فائق

التزم مذهبا هل وجب عليه الاستمرار ام لا فقال لبعضهم وقال بعض الاخر لا لانه لا واجب الا ما اوجبه الله ولم يوجب ذلك سو وه اختلاف بیچ اوس وجوب کے ہے کہ جو معنی فرض کے ہی نہ اوس وجوب مین کہ ترک وسکا مکروہ تحریمی ہے جو مصطلح حنفیون کا ہے اور یہی معلوم ہوتی ہے یہی بات اس دلیل سے کہ یہی بحث مذکور ہے بیچ کتابون اصول شافعیہ اور مالکیہ کے بھی اور اونکے ہان فرض و واجب ایک ہی چیز ہے بلکہ حنفیہ بھی اس اصطلاح پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین بیچ کتب اصول اپنے کے الامر للوجوب یعنی امر واسطے فرض کے ہی لیکن جو شخص کہ واقف ہوگا اس اصطلاح پر وہ کبھی نہین کہاوے گا اور اور نا واقف جو چاہے سو سمجھے سو وہ ہمپر حجت نہین اگرچہ وہ عالم نامی ہی ہو اور تطبیق بھی اس بات کو چاہتی ہے اور یہی معلوم ہوا اسی مذکور سے کہ جو قول مذکور ہے کتابون مین المختار الجواز بیچ مقابلہ منع کے ہے معنی اوسکے المختار عدم المنع اور یہہ نہین مستلزم ہے عدم کراہت کو اور یہہ بہت ہی کتب مین جیسا کہ قول سنت و جماعت کا ان الصلوة خلف کل بر و فاجر جائزة باوجود اسکے کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے مکروہ ہے نزدیک انکے اور اسیطرح کی عبارتین کتب مین بہت ہین جیسا کہ نہین پوشیدہ ہے ماہر کتب پر واللّٰہ اعلم بالصواب

اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وجہون صحیحہ کے وجہ اول یہہ ہے کہ روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس رواه مسلم فی باب فضل فارس اور کہا شیخ جلال الدین شافعی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ کے بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفة فی حدیث اخرجه ابو نعیم فی الحلية عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کان العلم بالثریا لناله رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس واخرج البخاری والمسلم فی صحيحيهما حديث ابو هريرة بلفظ لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال من فارس وفی لفظ مسلم

یا ابی عبد اللہ بن اوفی نے شہر کوفہ میں ۸۶ھ میں بالاتفاق اور تھی عمر ابو حنیفہ کی دن وفات
عبد اللہ بن ابی اوفا کی سات برس کی بالاتفاق پس غور کرنا چاہیئے کہ یہہ دونون ایک
ہی شہر مین ہون اور امام کی عمر سات برس کی ہو اور وفات عبد اللہ کی کوفہ ہی مین ہو اور پھر
ملاقات نکرین آپسمین عقل کیونکر قبول کرے وجود صحابی کا عزیز تھا جہان جہان لوگ سنتے
تھے اونکی ملاقات کے لیئے آتے تھے تابعی ہونیکے لیئے اور یہہ نعمت عظمی اوسی شہر مین ہو اور پھر ملاقات نکرین
بعید از عقل ہی یہہ حال تو عقل کا ہی اب سنو آگے حال نقل کا کچھہ تھوڑا سا کہا جلال الدین سیوطی شافعی نے
تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین قد الف الامام عبد الکریم الشافعی جزءا فی ما
روی الامام ابو حنیفة عن الصحابة انتہی ذکر کیا اسکو طحطاوی نے شرح درمختار مین اور
جزاہل حدیث کی اصطلاح مین وس کتاب کو کہتے ہین کہ وسمین مرویات ایک شخص کے ہون خواہ
تابعی ہو خواہ صحابی خواہ تبع تابعی جیسا کہ کہا جاتا ہی یہہ جزو احادیث ابی بکر کا ہی اور یہہ جزو احادیث مالک کا
ہی اسیطرح کہا مولینا عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ مین کہ اصول حدیث مین ہے اور کہا در المختار مین وصح ان
ابا حنیفة سمع الاحادیث من سبعة من الصحابة کما بسط فی اواخر منیة المفتی
وادرک بالسن عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور کہا خوارزمی نے بیچ
مسند امام کی قد روی ابو حنیفة عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وان العلماء
اتفقوا علی ذلک لکنهم اختلفوا فی العدد انتہی ذکر کیا اس کلام خوارزمی کو طحطاوی
نے اور کہا ملا علی قاری نے بیچ رسالہ جواب قفال کی فانه من بین الائمة المجتهدین مختص
بکونه من التابعین دون غیره باتفاق العلماء المعتبرین انتہی اور تحقیق ثابت
اور مقرر ہی علم اصول مین کہ مثبت مقدم ہوتا ہی اوپر نافی کے اور یہی مقتضای عقل ہی پس ثابت ہو
عقل اور نقل سے ہونا امام اعظم ابو حنیفہ کا تابعین مین سے اور متعصبین کی کچھہ وا ہی نہین ہے کیا
نہین دیکھتے ہو طرف انکار کرنے رافض کے بیچ خلافت ابوبکر اور عمر کے اور امام اعظم تو اونکے خادمون
ہی مین سے ہین پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو کہتے ہین ہم کہ جب ہوا اجماع منعقد اوپر بزرگی اوس عمل کے کہ وہ
مخالف ہو ائمہ اربعہ کی اور امام ابو حنیفہ مین تابعین مین سے عقل اور نقل سے تو ہوئی خیریت ابو
حنیفہ کی بیچ بات مصیبت ہونے کے مسائل اختلافیہ مین زیادہ اوپر ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی

ہین ہیچ باب مصیبت ہونیکی اسی لئے کہا میر سید شریف نے کہ محقق اور مدقق ہین اصول و فروع مین شرح خلاصۃ کیدانی مین والسلام علی ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ الذی جاھد فی دین اللہ تعالی فاخلص اجتہادہ وجادہ وعلی اصحابہ الفائقین علی غیرھم بفضل الاصابۃ وزیادتہ انتہی اور کہا در مختار مین قال الامام الشافعی رحمہ اللہ من اراد الفقہ فلیلزم اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لھم واللہ ما صرت فقیھا الا بکتب محمد بن حسن انتہی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے قلاید العقیان مین قال سفیان بن عیینہ من اراد الفقہ فعلیہ بالکوفۃ یلازم اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم مین اما امام شافعی را ببینید کہ چہ مدح و مدح اصحاب وے میکند میگوید الناس کلھم عیال علی فقہ ابی حنیفۃ و در شان محمد بن حسن شیبانی کہ شاگرد ابو حنیفہ است فرمودہ اگر اہل کتاب از یہود و نصاری تصانیف امام محمد را ببینند البتہ ایمان آرند و امام محمد شش کتاب تالیف کردہ کہ ہر یکے ازان شصت مجلد و ہفتاد مجلد بلکہ بیشتر است و امام احمد اکثر مسائل دقیق از کتب امام محمد نقل میکرد و دران کتب نظر میکرد و ازان استفادہ می نمود و آنچنانکہ تقلید و اتباع امام ابو حنیفہ باحادیث و اقوال صحابہ است دیگر را نیست انتہی اور کہا شیخ نے کتاب مذکور مین قبیل اسکے و چون احادیث کہ امام شافعی بدان اخذ کردہ و تمسک نمودہ امام ابو حنیفہ بدان تمسک نمودہ و اخذ نکردہ مردمان گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف احادیث است و حال آنکہ درینجا احادیث دیگر است صحیحہ قوی تر ازانکہ وے رضی اللہ تعالی عنہ اخذ کردہ و تمسک نمودہ انتہی وجہ دوسری یہہ ہی کہ روایت ہے عمران بن حصین سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ اور یہہ حدیث کتب احادیث مین بہت طرق سے مذکور ہے یہانتک کہ مضمون اسکا مشہور ہی پس یہہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ خیریت تابعین کی زیادہ ہی خیریت تبع تابعین کے سے اور امام ابو حنیفہ تابعین مین سے ہین دیکھا انہون نے ایک جماعت صحابہ کے کو ایک و نمین سے عبد اللہ بن ابی اوفی اصحابی ہین اور ابو حنیفہ نے یہہ حدیث انسے سنی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجدا بنی اللہ بیتا فی الجنۃ اور ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی ایک ہی شہر کوفہ کے رہنے والے تھے اور وفات

عیال علی ابی حنیفة فی الفقه انتهی اور کہا صاحب بحر الرائق نے اشباہ میں
قال الامام الشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقه فلینظر الی کتب ابی حنیفة
کما نقله ابن وهبان عن حرملة انتهی اور کہا حموی نے شرح اشباہ میں و ذکر الحافظ
الذهبی فی کتابه المسمی بالصحیفة فی مناقب فقیه الوقت ابی حنیفة ان
المزنی روی عن الامام الشافعی هذا الذی رواه حرملة وقال ایضا فی کتاب
المذکور قال عبد الله بن المبارک ان الاثر قد عرف وان احتیج الی الرأی
فرأی مالک وسفیان وابی حنیفة وابو حنیفة احسنهم وادقهم فطنة واغوصهم
علی الفقه وهو افقه الثلاثة انتهی کلام الحموی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے کتاب مذکور
میں قال عبد الله بن المبارک وناهیک ما رأیت فی الفقه مثله ورأیت مسعرا فی
حلقته جالسا بین یدیه یسأله ویستفید منه ما رأیت قط تکلم فی الفقه
احسن منه قال عبد الله ابن المبارک کان ابو حنیفة افقه من اهل زمانه
ولقیت الف رجل من العلماء فلولا انی لقیت ابا حنیفة لکنت من
الفلاسین قال معمر ما اعرف رجلا تکلم فی الفقه احسن معرفة من
ابی حنیفة وقال وکیع ما رأیت احدا افقه ولا احسن من ابی حنیفة وقال
ابراهیم بن عکرمة ما رأیت احدا اورع ولا افقه من ابی حنیفة
قال ابو یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفة وقال
ابو یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفة وقال
سفیان الثوری کنا بین یدی ابی حنیفة کالعصافیر بین یدی البازی وان
ابا حنیفة لسید العلماء وقال علی بن عاصم لو وزن علم ابی حنیفة بعلم اهل زمانه
لرجح علیهم قال محمد بن الحسن یناظر اصحابه فی المقاییس حتی اذا استحسن
شیئا لم یلحقه احد منهم فی الاستحسان قال یزید بن هارون کتبت علی
الف شیخ حملت عنهم العلم فما رأیت والله فیهم اشد ورعا من ابی حنیفة و
لا احفظ لسانا منه ولا فی عظم عقله وقال علی ابن عاصم لو وزن عقله

امام احمد بن حنبل سے ساتھ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے پس ثابت ہوا افضل ہونا
ابو حنیفہ کا اوپر ان ائمہ مذکورین کے اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے اور وجہ تیسری
یہہ ہے کہ روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے انہ قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا
الناس انی قمت فیکم لمقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فینا فقال
اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب الحدیث
رواہ الترمذی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح انتہی پس یہہ حدیث صحیح صریح دلالت
کرتی ہے اسپر کہ وصیت کی رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ کہ لیا جاوے دین ان لوگون سے
صحابہ اور تابعین و تبع تابعین سے بشرط اس ترتیب مذکور کے جیسا کہ مقتضا لفظ ثم کا ہے کہ جو
مذکور ہے حدیث مین یعنی لیا جاوے دین ان لوگون سے بشرط اس ترتیب سے لیا جاوے دین صحابہ سے جبتک
کہ پایا جاوے پھر تابعین سے جبتک کہ پایا جاوے پہر تبع تابعین سے جبتک پایا جاوے یہہ مقتضا
حدیث صحیح کا ہے پس ہرگاہ کہ نہوا کوئی مذہب مقرر اہل سنت وجماعت سے قرن صحابہ
سے لیکر تبع تابعین تک سوائے مذہب ائمہ اربعہ کے اور منعقد ہوا اجماع اوپر نکرنے اوس عمل کے
کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اور تھے ابو حنیفہ تابعین مین سے نہ ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی
امام احمد بن حنبل تو دلالت کی اس حدیث صحیح نے ساتھ اس اجماع کے بلکہ اسپر کہ مذہب امام اعظم کا
لازم پکڑا جاوے جبتک کہ پایا جاوے واسطے عمل کرنیکے اس حدیث صحیح پر اور وجہ چوتھی
یہہ کہ کہا امام شافعی نے الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ انتہی ذکر کیا اسکو
ابن حجر مکی نے کہ وہ اجلہ شافعیون مین سے ہین بیچ قلائد العقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان کے
اور صاحب سیرت شامی محمد ابن یوسف شامی نے کہ وہ اکابر شافعیون مین سے ہے
بیچ عقود الجمان فی مناقب النعمان کے اور ابوبکر خطیب بغدادی نے کہ وہ ائمہ حدیث سے ہے بیچ تاریخ بغداد کے اور شیخ
احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے بیچ مکتوبات اپنے کے جلد ثانی مین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بیچ صراط المستقیم کے اور
صاحب در المختار نے بیچ در المختار کے اور خوارزمی نے بیچ مسند امام اعظم کے اور سوا انکے
اور بہت لوگون نے یہانتک کہ یہہ قول امام شافعی کا مشہور ہے کہا خوارزمی نے مسند امام اعظم مین
والدلیل علیہ ما اشتہر واستفاض عن الشافعی رض انہ قال الناس

واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد بن الحسن انتہی ذکر کیا اوسکو در المختار مین اور کتابین امام محمد کی بڑی بڑی ہین چہہ کتابین کہ ضخامت ہر ایک کی ساٹھہ ستر جلد وسے کم نہین جیسا کہ تصریح کی شیخ عبد الحق نے ساتھہ اسکے اور گذرچکا اوپر بیان اسکا اور پوشیدہ نہ رہے کسی شخص پر کہ جو شخص کہتاہے کہ فقیہ ہونیسے تعریف ثابت نہین ہوتی ہے بلکہ اعلم بالکتاب والسنہ بہتر ہوتاہے فقیہ سے سو یہہ قول مردود ہے ساتھہ اس حدیث متفق علیہ کے اب بکتا پھرے بکنے والا جو چاہے کافی ہی یہہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکی مکو اسکے رد مین پس ثابت ہوئی ان وجوہ مذکورہ سے ترجیح امام اعظم رح کی مذہب کی اسی لئے فرمایا ہی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ برکت ورع وتقوی ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم او عاجز اند ومجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واورا اصحاب الراے پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقة علمه ودرايته وعدم الاطلاع على فهمه وفراسته مگر امام شافعی رحمہ از فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت کہ الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفة في الفقه بواسطہ ہمین مناسبت کہ بروح اللہ دارد توانند بود انچہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در فصول ستہ نوشتہ است عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ حکم وعمل خواہد کرد بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم می نماید وسایر مذاہب برنگ حیاض وجداول نظر می آید نا قصان چند احادیث را یاد گرفتہ اند واحکام شرعیہ را دران منحصر ساختہ ما ورا از علوم خود را نفی می نمایند بیت ہر ان کرمی کہ در سنگی نہان است + زمین وآسمان او ہمان است + واے ہزار واے از تعصبہاے باریک ایشان واز نظرہاے فاسد ایشان باقی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ فقہ اورا مسلم داشتہ اند ودر ربع باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست دیگران ہمہ عیال وے اند انتہی کلام الربانی اور واسطے اسی ترجیح [illegible] مذکورہ کی رہی [illegible] اسلام کے ہمیشہ اوپر مذہب امام اعظم رح کے اور بعض باقی اور [illegible] مذاہب اہل اسلام [illegible]

بعقل نصف اهل الارض لرجح عقلهم وقد صنف العلامة مصنف كتاب
الضخيم المسمى بسبيل الهدى والرشاد المشهور بسيرت الشامي محمد
بن يوسف الدمشقي الصالحي الشافعي المذهب كتابا في مناقب ابي حنيفة
سماه عقود الجمان في مناقب النعمان وعندي نبذة منه وهو
انه كان ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه اخذ العلم باوفر
نصيب اما علم الكلام فقد تقدم انه بلغ فيه مبلغا يشار
اليه بالاصابع وناهيك به انه سلم اليه علم النظر والقياس واصابت
الراى حتى قالوا فيه ابو حنيفة امام اهل الراى فيه انتهى كلام ابن
الحجر المكي پس یہ کلام صریح ہے اس بات میں کہ اصابت راے ابو حنیفہ کی مسلم ہے نزدیک علما کے
اور کہا ابن حجر نے کتاب مذکور میں ومدح المشايخ له بالعلم والفقه والورع والامانة
اكثر من ان يحصى واظهر من ان يخفى انتهى اور کہا در المختار میں ومناقبه
اكثر من ان تحصر وصنف فيها سبط ابن الجوزي مجلدين كبيرين
وسماه الانتصار لامام ائمة الامصار وصنف غيره اكثر
من ذلك انتهى پس یہ مختصر مناقب ہیں امام صاحب کے اور معلوم ہوئی ان اقوال ائمہ
دین کے سے ترجیح امام اعظم کی اوپر غیر ونکے اور بیان اسکا یہ ہے کہ تحقیق قول امام شافعی کا الناس
كلهم عيال ابي حنيفة في الفقه مشہور ومعروف ہے اور بہت سندوں سے ثابت ہے
جیسا کہ گذرا اور اماموں سے جو اقوال مذکور ہیں سب موید اس قول کے ہیں پس ثابت ہوا
اس سے فقیہ ہونا امام صاحب کا سب سے بڑھکر اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين متفق عليه پس دلالت اس حدیث متفق
علیہ نے کہ فقیہ ہونا دین میں سب سے بہتر ہے نزدیک اللہ تعالی کے پس امام اعظم سب سے
بہتر ہوئے دین میں نزدیک اللہ تعالی کے ساتھ ان اقوال ائمہ دین اور حدیث صحیح متفق علیہ
کے اسی واسطے اختیار کیا امام شافعی نے امام اعظم کے کتب فقہ کو اور کہا
من اراد الفقه فليلزم اصحاب ابي حنيفة فان المعاني قد تيسرت لهم

الساعة حتى يظهر العلم وهو علم الامام ابی حنيفة

رضی الله تعالی عنه من الاحكام انتهى كلام القاری پس یہہ جملہ

اخیر مثل اوس جملہ کے ہے کہ تصریح کی ہے ساتھہ اوسکے امام ربانی اور خواجہ محمد پارسا

نے اور وہ عبارت اوپر گذر چکی ہے اور ساتھہ اسی کے تصریح کی ہے صاحب

درمختار نے در المختار میں اور عبارت اوسکی یہہ ہے حسبك من مناقبه

اشتهار مذهبه ما قال قولا الا واخذ به امام من الائمة

الاعلام وجعل الله تعالى الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى

هذا الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام انتهى

کہا یحیی بن معین نے کہ وہ امام آئمہ حدیث کے ہین اور تبع تابعین میں سے ہین اور وہ صحاح ستہ والونکے استاد

بین سے ہین اور ہین امام جرح اور تعدیل کے جیسا کہ تصریح کی ہے صاحب فتح الباری شارح بخاری ابن حجر

عسقلانی نے تقریب مین يحيى بن معين ثقة حافظ مشهور امام الجرح والتعديل مات سنة ثلث وثلثين وله بضع

وستون سنة انتهى القراة عندی قراة حمزة والفقه فقه ابی حنيفة على هذا ادركت الناس انتهى یہہ عبارت تاریخ ابن خلکان

اور تاریخ خطیب محدث بغدادی مین ہے اور پوشیدہ نرہے کہ جو لوگ زمانہ یحیی بن معین مین تھے وہ

تابعین اور تبع تابعین تھے اور قول یحیی بن معین کا على هذا ادركت الناس ساتھہ تقدیم ظرف کے فایدہ

حصر کا دیتا ہے کیونکہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے جو شے کہ حق اوسکا تاخیر ہو وہ وقت تقدیم کے فایدہ حصر کا دیتا ہے

جیسا کہ اياك نعبد واياك نستعين پس یہہ کلام یحیی بن معین کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ تابعین اور تبع تابعین

فقہ ابی حنیفہ کو بہترین فقہ جانتے تھے اور اوسپر عمل کرتے تھے چنانچہ تائید کرتی ہے اسکی عبارت رد المحتار شرح

درمختار کی قوله من زمنه هذه الايام فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضاتهم

ومشايخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم خمسمائة سنة تقريبا

انتهى اور کہا ملا علی قاری نے شرح مسند میں واما اتباع ابی حنيفة قديما وحديثا ففي الازدياد فی جمیع البلاد سيما

فی بلاد الروم وما وراء النهر وولاية الهند واكثر اهل الخراسان والعراق مع وجود كثيرين في

بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم يكونون ثلثى المسلمين بل اكثر عند المنصفين بالانفاق مع ان سلاطين

في كل زمان ومكان ياتون على مذهب النعمان كسلاطين الروم حفظهم الله عن الحوادث والدوران

تصریح کی ہے ساتھہ اسکے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین کہ تالیف کیا ہے قفال کے جواب مین عبارت اوسکی یہہ ہے واما اتباع ابیحنیفة قدیما وحدیثا ففی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم و ما وراء النهر وولایة الهند والسند واکثر اهل خراسان وعراق مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المهندسین بالاتفاق

پہر کہا ملا علی قاری نے اسی رسالہ مین بعد ذکر کرنے رجوع سلطان محمود کے طرف مذہب شافعی کے ویکفینا من السلاطین ابراهیم بن ادهم المتلمذ لامامنا فی العلم والعمل واعراضه من الدنیا واقباله علی العقبی والحضور مع المولی مع ان السلاطین فی کل زمان ومکان ثابتون علی مذهب النعمان کسلاطین روم حفظهم الله من الحوادث والدوران و سلاطین ما وراء النهر فی کل دهر وعصر وسلاطین الهند والسند فی البر والبحر اور کفایت کرتا ہے ہمکو ابراہیم بن ادہم کہ جو شاگرد ہین ہمارے امام کے علم اور عمل مین اور سونہہ موڑنے مین اوسکی دنیا سے اور متوجہ ہونے اوس کے مین طرف عقبی کے اور حضور مین باوجود اسکی بادشاہ ہر زمانے اور مکان مین ثابت ہین اوپر مذہب نعمان یعنی ابی حنیفہ کے مانند بادشاہون روم کے نگاہ رکہے اون کو الله حادثون اور گردشون سے اور مانند بادشاہون ماوراء النہر کے بیچ ہر زمانہ اور عصر کے اور مانند بادشاہون ہند و سند کے بر و بحر مین ولعل حکمة ذلك ان ابا حنیفة من ذریة کسری الملقب بنوشیروان العادل فحیث عدل الامام عن الدنیا واقبل علی العقبی جعل الله سلاطین الاسلام واساطین الانام من العلماء الاعلام تابعین له الی یوم القیام حتی روی ان المهدی علیه السلام انما یحکم علی وفق مذهبه علیه الرضوان لما روی الحسن بن سلیمان فی تفسیر حدیث لاتقوم

ایک مرتبہ یہہ شور مچا تہا اوسکے دفع کرنے مین مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے بڑی کوشش کی تھی اور رسالہ عدم رفع الیدین اور منع قرأۃ خلف الامام واخفاء آمین مین تالیف کیا تہا اور وہ دونون رسالہ مولوی صاحب کے میرے پاس موجود ہین اور یہی ایسا پایا استاد مولوی نذیر حسین صاحب کیکو فقیہہ اجل عالم باعمل والدی ماجدی جناب مولوی محمد عبد الخالق مرحوم کہ اونہون نے تنبیہ الضالین مین تحریر کرکر مہر اپنی کی ہے من شاء فلینظر الیہ

یہہ رسالہ من اولہ الی آخرہ مینے دیکھا واقع مین کتاب بے نظیر ہو اور عوام وخواص کے دل پسند ہے ماراءیت وما سمعت مثلہ منہ لشاہد ان ہذا الشی عجاب مختصر کلام یہ ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد اسحاق مرحوم نے مایہ مسائل مین لکہا ہی کہ جو مذاہب اربعہ کو بدعت کہے نماز نفل اونکی پیچہے مقبول نہوگی وہ سب ہیا منثورا ہوجاویگی من شاء فلیطالع فیہ فی جواب سوال ستین وثلث اور یہہ چراغ دین محمدی قدیم سے روشن ہے اسکو کوئی بجہا نہین سکتا ونعم ما قیل ؎ چراغی را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر انکس تف زند ریشش بسوزد

لاریب یہہ رسالہ کہ مسمی بہ توفیر الحق المعروف بالقول السدید فی وجوب التقلید مولفہ میرے اوستاد بزرگوار کا یعنی جناب مولانا محمد قطب الدین سلمہم اللہ تعالی کا من اولہ الی آخرہ حق وصحیح ودرست قابل قبول العمل ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اور کسی کج فہم کے یہہ خیال مین نہ گذرے کہ صاحب درمختار وحضرت مجدد وخواجہ محمد پارسا وملا علی قاری وغیرہم رحمہ اللہ علیہم نے جو لکہا کہ عیسی علیہ السلام مذہب ابحنیفہ رح پر عمل کرینگی تو یہہ بات کیونکر ہوسکے کہ وہ نبی اور مجتہد ہین اور تقلید مجتہد کی مجتہد کو حرام ہے بالاجماع اسواسطے کہ معنی اون عبارتونکی یہہ نہین جو یہہ شخص سمجہتا ہے بلکہ معنی یہہ ہین کہ عیسی عم عمل کرینگے باین طور کہ ہوگا اجتہاد اونکا موافق مذہب ابوحنیفہ رح کے فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ عبد المسکین محمد ضیاء الدین

مسکین رسالہ ہذا من اولہ الی آخرہ بنظر التعمق مطالعہ نمود موافق مذہب اہل سنت وجماعت یافت والحق کہ مالک مسالک مذہب احد بر صراط مستقیم است خصوصًا بر مذہب حنفی کہ معتمد علیہ سواد اعظم است کہ اکثر از اہل اسلام متبع ابحنیفہ گذشتہ اند علیہم الرضوان ودر اصول وفروع بر سایر مذاہب فوقیت وارد آیا نمی بینے کہ امام اعظم رح در اتباع سنت سینہ علیہ الصلواۃ والسلام از ہمہ آئمہ مقدم است کہ احادیث مرسل وقول صحابی را بواسطہ بزرگی صحبت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام بر رائے خود مقدم وارد برخلاف دیگر آئمہ رح کہ بر قیاس خود قول صحابی را التقدیم نمی دہند عجب می آید بران کسان کہ باوجود این احتیاط آنرا از اصحاب رائے می دانند وکلام ناشایستہ وبے ادبانہ بہ نسبت آن بر زبان می رانند حالانکہ حکم غفیر از پیشینیان بر

وسلاطين ما وراء النهر في كل عصر ودهر وسلاطين الهند والسند في البر والبحر انتهى اور جاننا چاہئے

کہ ہونا لوگون کا عیال فقہ ابی حنیفہ کا اور ہونا تابعین اور تبع تابعین اور جمہور اہل اسلام کا مذہب ابی حنیفہ پر اور

ہونا قیاس ابی حنیفہ کا مسلم الاصابۃ جیسا کہ گذری نقل اسکی صاحب سیرت شامی شافعی المذہب سے اور قول

علیہ السلام کا اتبعوا السواد الاعظم اور قول حضرت کا لو کان الدین عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله

دلیل روشن ہے اسپر کہ مذہب عیسی علیہ السلام کا موافق مذہب ابی حنیفہ رح کے ہوگا اور مذہب ابی حنیفہ کا سب

مذاہب سے آخر تک رہیگا جیسا کہ کہا اہل کشف نے تصریح کی اسکی امام عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین وقال في الدر

المختار بعده وقد اتبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة وركض في ميدان

المشاهدة كابراهيم ابن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابي يزيد بسطامي وفضيل ابن عياض و

داود الطائي وابي حامد اللفاف وخلف ابن ايوب وعبد الله ابن المبارك ووكيع ابن الجراح وابي بكر الوراق وغيرهم

ممن لا يحصى بعدة ان يستقصى انتهى وقال الشامي في رد المختار في شرح الدر المختار قوله اشتهار مذهبه

اي في عامة بلاد الاسلام بل في كثير من الاقاليم والبلاد لا يعرف الا مذهبه كبلاد الروم والهند والسند

وما وراء النهر وسمرقند الخ ثم قال قوله الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام تبع فيه القهستاني

وكانه اخذه مما ذكره اهل الكشف ان مذهبه اخر المذاهب انقطاعا فقد قال الامام الشعراني في الميزان

ما نصه قد تقدم ان الله تعالى لما من علي بالاطلاع على عين الشريعة رايت المذاهب كلها متصلة

بها ورايت المذاهب الائمة الاربعة تجري جداولها كلها ورايت جميع المذاهب التي اندرست

قد استحالت حجارة ورايت اطول الائمة جدولا الامام ابا حنيفة ويليه الامام مالك و

يليه الامام الشافعي ويليه الامام احمد واقصرهم جدولا الامام داود وقد انقرض في القرن

الخامس فاولت ذلك بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فكما كان مذهب الامام ابي حنيفة اول المذاهب

محمد قطب الدین

المدونة فكذلك يكون اخرها انقراضا وبذلك قال اهل الكشف انتهى والله اعلم وعلمه احكم

ذلك كله حق والاعتقاد والعمل به مستحق محمد شمس سید ها توفیر الحق

لصحة الاعتقاد والعمل يفيد ومن لم يعمل به وعنه يحيد رقمه الحافظ عبد الحميد

ذلك كله حق الاعتقاد والعمل به مستحق محمد کاظم یہ رسالہ توفیر الحق بیتے حرفاحرفا مطالعہ کیا الحمد للہ تعالی

مصنف ... نے خیر ... اور ... واسطے ... کہ ... مذہب کے تاکیدین جلے آتے ہین چنانچہ پہلے اسے بھی

رسالہ نظام الاسلام
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دین داران سوالون کا اللہ تعالی تمپر رحمت کرے
پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھہ اوٹھانے مین اسپر کیا
دلیل ہے جواب حدیث سے پہلے جلد مشکوٰۃ شریف کے ۲۲۸ صفحہ مین عن مالک
بن الحویرث رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کبر
رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی
بہما اذنیہ متفق علیہ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا کہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہان تک کہ
برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے اور ایک روایت مین ہے یہان تک
کہ مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانون کی لہرون کو بخاری اور مسلم نے
روایت کی وفی المشکوٰۃ و فتح القدیر وجامع الاصول وتیسیر الوصول
عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی
الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ ثم

اس زمان ہوا اور مولانا عبد الحی اور مولانا محمد اسمٰعیل وغیرہ رحمہم اللہ علیہم ...

کمال فضل و علم و ورع و تقوی او مقر اند الله تعالی این ها را براه راست آرد که این چنین رئیس دین را
آزار رسانند و متبعان آنرا که سواد اعظم اند نسبت بضلالت نمایند و داخل آن جماعه باشند که شان
آن آیه کریمه یریدون لیطفؤا نور الله بافواههم واقع است چرا که بزعم فاسد خود الشان را اصحاب رای می پندارند
و تابع کتاب و سنت نمی شمارند حالانکه تارک کتاب و سنت ضال و مبتدع است بلکه از احاطه اسلام خارج است
این اعتقاد فاسد نمی کند مگر جاهلی که مقصودش ابطال نصف دین باشد نا قصی ضد احادیث را یاد
کرده اند و بزعم ناقص خود احکام شرعیه را دران منحصر دانسته و ما سوا معلوم خود را معدوم انگاشته و بر
تقصیر عدم فهم خود قایل نگشته و آنکه نزد او ثابت نشده است آنرا منتفی ساخته و زبان طعن را کشاده مثل فرقه
خوارج و روافض گشته قطعه قاصری گر کند این طایفه را طعن قصور + حاشا لله که برآرم بزبان این کلمه را
همه شیران جهان بسته این سلسله اند + روبه از حیله چه سان بگسلد این سلسله را + ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب حرره شیخ رحیم بخش دهلوی
الملقب به محمد مسعود نقشبندی

رب تمم بالخیر

دلیل ہے **جواب** مشکوٰۃ شریف کے ۷۰ ۲ صفحہ مین حدیث ہے عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر و عمر کان یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین اخرجہ مسلم انس رض نے کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع کرتے تھے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۸ صفحہ مین انس سے روایت ہے عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الستۃ روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑھی مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھہ سو نہین سنا مینے انہین سے کسیکو کہ پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے اور کافی مین ہے قولہ علیہ السلام ثلث یخفیہن الامام التعوذ والتسمیۃ وآمین فرمایا علیہ السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ما جہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوٰۃ مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نمازین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فکان یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العٰلمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا منہم یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی والدارقطنی واحمد وابن حبان فکانوا لا یجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم والمختصر

كَبَّرَ وَفِي رِوَايَةٍ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ إِلَى شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ اوسی مشکوة کی ۲۵۱ صفحہ مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول ور تیسیر الوصول مین ہی وائل بن حجر سے مروی ہے اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہڑے ہوئے نماز کو اوٹہائے آپ نے اپنے ہاتہہ یہان تک کہ ہوے وہ برابر اونکے مونڈہون کے اور برابر کئے اپنے انگوٹہونکو اپنے کانون کے پہر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہے کہ اوٹہاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی لو تک اور اوسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعات التنقیح اور بحر الرائق مین ہے لیکن مضمون مین کچہہ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکہی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف کے نیچے ہاتہہ باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رض أَنَّ عَلِيًّا رض قَالَ اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ وَيَضَعُهَا تَحْتَ السُّرَّةِ اخرجه رزین روایت ہے ابی جحیفہ رض سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہی ہاتہہ رکہنا نماز مین اور رکہنا اون کا نیچے ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہے حضرت علی رض سے کہ فرمایا اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی سنت ہے رکہنا ہاتہہ کا دوسرے ہاتہہ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بہی اسی مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ مین اختلاف ہی اور معنی مین اتفاق اور بحر الرائق مین ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ وَذَكَرَ مِنْ جُمْلَتِهَا وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی تین چیزین ہین پیغمبرون کی سنت سے اور بیان کیا ان تین سے رکہنا دہنے ہاتہہ کا بائین ہاتہہ پر نیچے ناف کے **تیسرا سوال** حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا

روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الوصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہے عن جابر رض اَنَّ رَجُلاً قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاکَرَا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَءَۃُ
الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جابر رض سے روایت ہے کہ قرارت کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص
نے پیچہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنے منع اوسکو پہر جب
پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تو نے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے قرآن پڑہنے
سے سو بحث ہوئی اونمین اور وہ سماعت مین پہونچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو قرارت اوسکے امام کی اوسکے
لئے قرارت ہے یعنی قرارت امام کی مقتدی کیلئے کافی ہے اور شیخ عبد الحق نے
مشکوٰۃ کے ترجمے مین لکہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا اور
نے اسکو روایت کیا ہے اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور
فتح القدیر مین ہے عن ابن عمر رض اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ھَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ مَعَ
الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی
وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَءْ ابن عمر رض سے روایت ہے جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی
امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے تم مین سے کوئی نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو

ابن خزیمۃ فکانوا یسرون بلسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت میں ہے
شروع کرتے تہے اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ نہ کہتے تہے بسم اللہ
الرحمن الرحیم اور ایک روایت میں ہے نہیں سنا مینے اون میں سے کسیکو
پکار کر پڑہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دار قطنی اور
احمد اور ابن حبان نے سونہی وہ کہ پکار کر نہیں پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ میں ہے کہ آہستہ
کہتے تہے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر
میں ہے قَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض لَمْ يَجْهَرِ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَةِ حَتّٰى مَاتَ روایت کی طحاوی نے
ابن عباس رض سے پکار کر نہیں کہا ہے نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہانتک کہ وفات پائی **چوتہا سوال** حنفی نماز میں امام کے پیچہے سورہ فاتحہ
نہیں پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ
میں حدیث ہے عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ
فِيهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الامام اخرجه مالك والترمذي
جابر رض سے ہے جس نے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوس میں سورہ فاتحہ تو
نہ پڑہی اوس نے نماز مگر امام کے پیچہے یعنی امام کے پیچہے یہ حکم نہیں ہے اور پہلی جلد
مشکوۃ شریف کے ۸۰ صفحہ میں ہے عن ابی هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر
فكبروا واذا قرء فانصتوا رواه ابوداود والنسائي وابن ماجة
روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹہرایا گیا ہے امام اس لئے
کہ پیروی کیجاوے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور وہ جب قرآن پڑہے تو تم چپ رہو

روایت ہے **پانچوان سوال** حنفی جو نماز مین امین پکار کر نہین پڑھتے اوسکی کیا دلیل ہے **جواب** دارقطنی نے اپنے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکھا ہے عَنْ وَائِل رض اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ رواہ احمد وابوداود روایت ہے وائل رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَرْبَعٌ یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَاٰمِیْنَ کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے عن عمر بن الخطاب رض اَنَّہٗ یُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعَۃَ اَشْیَاءَ اَلتَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَۃَ وَاٰمِیْنَ وَسُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِثْلُہٗ روایت ہے عمر بن الخطاب سے فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑھیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور امین اور سبحانک اللہم اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی اسیطرح کی روایت ہے وَفِی الْہِدَایَۃِ لِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَرْبَعٌ یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ وَذَکَرَ مِنْہَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِیَۃَ وَالتَّامِیْنَ ہدایہ مین لکھا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونکو امام اور بیان اونمین سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہے کہ احمد اور ابو داؤد اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اوسنے اپنے باپ سے اَنَّہٗ

امام کا قرآن پڑھنا اور جب اکیلا نماز پڑھے تو چاہیے کہ قرآن پڑھے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح
میں ہے رَوَی مُحَمَّدٌ فِی مُوَطَّاہُ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ الْقِرَاۃِ
خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ وَیَکْفِیْکَ الْاِمَامُ روایت کیا امام محمد نے اپنی مؤطا میں
سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑھنے کے مقدمہ میں امام کے پیچھے فرمایا چپ رہ اور بس ہے
تجکو امام کا قرآن پڑھنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ میں ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ یَمْلَأُ فِی فِیْہِ جَمْرَۃٌ وَفِی الْکِفَایَۃِ وَ
الْکَافِی قَالَ عَلِیٌّ رض مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ فرمایا نبی صلعم
نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے بھرتا ہے وہ اپنے مونہہ میں چنگاری آگ کی اور کفایہ اور کافی
میں ہے فرمایا علی رض نے جسنے قرآن پڑھا پیچھے امام کے سو فرا اوسنے چھوڑ دی قدیم چال
وَعَنْ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِی وَقَّاصٍ وَزَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ
سعید ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا
پیچھے امام کے اوسکی نماز درست نہیں اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر
الوقایہ اور عنایہ میں ہے وَمَنْعُ الْمُقْتَدِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَأْثُوْرٌ عَنْ ثَمَانِیْنَ نَفَرًا
مِنْ کِبَارِ الصَّحَابَۃِ منع ہونا مقتدی کا قرآن پڑھنے سے روایت ہے اسکی
اسّی آدمیوں بڑے اصحابوں میں سے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر
الوقایہ میں ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت وجابر بن
عبد اللہ قالوا لَا نَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی شَیْءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا نَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ وعن ابن
مسعود رض نحوہ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھو پیچھے امام کے کسی نماز میں اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اس طرح کی

اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع میں وفی شرح مختصر الوقایة عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوة رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتی
اذنیه ثم لا یعود روایت براء بن عازب رض سے کہا تھے نبی صلعم جب
تکبیر کہتے شروع نماز میں اوٹھاتے اپنے ہاتھ یہانتک کہ پہونچتے دونون انگوٹھے
اونکے دونون کانون کی لو تک پہر نہ پہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق
اور تبیین الحقایق میں ہے قال جابر رض رایت رسول الله صلی الله
علیه وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوة ثم لا یرفعهما
حتی انصرف اخرجه ابو داود اور کہا جابر نے دیکھا مینے رسول
صلی الله علیه وسلم کو کہ بلند کیا حضرت نے اپنے ہاتھون کو شروع نماز کے وقت پہر
نہ اوٹھائے اونکو جبتک کہ پہر چکے نماز نکالا اسکو ابو داود نے وروی الطحاوی
والطبرانی باسناده الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی
صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة
وفی تکبیر القنوت فی الوتر وفی العیدین الحدیث روایت کیا ہے طحاوی
نے اور طبرانی نے جو دو کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف ملتی ہے سو نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگہون مین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی نماز
مین آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بہی بعینہ یہ حدیث
مروی ہے اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کے معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین
لکہا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناه وترک فترکناه

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِين وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ مقرر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھہ اپنی آواز کو **چھٹا سوال** حنفی جو سواے شروع کے تکبیر کے وقت پھر ہاتھہ نہیں اوٹھاتے اسکی کیا دلیل ہے

جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول میں ہے عَنْ بَرَاءٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗد روایت ہے براء رض سے کہا دیکھا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے نزدیک تک پھر نہ پھرتے نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور تیسیر الوصول کے اوسے ۲۱۵ صفحہ میں ہے عَنْ عَلْقَمَةَ رض قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض يَوْمًا اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ اَخْرَجَهٗ اَصْحَابُ السُّنَنِ روایت ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا ہمکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایک دن بتاتا ہوں میں تمکو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر نماز پڑہی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھہ مگر ایک دفعہ شروع کی تکبیر کے ساتھہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابوداود نے وَفِي التَّبْيِيْنِ الْحَقَائِقِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ کہا ابن مسعود رض نے نماز پڑہی مینے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابوبکر اور عمر رض کے سو نہ اوٹھائے اونھون نے اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع میں وَفِي الْكِفَايَةِ وَالْكَافِيْ وَالْغَايَةِ وَالنِّهَايَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اَنَّ الْعَشَرَةَ الْمُبَشَّرَةَ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

نمازمین دعاے قنوت نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہی
ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۰۳ صفحہ مین عن انس رض
ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قنت شہراً ثم ترکہ رواہ ابو
داود والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑہی مہینی بہر
پہر چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابو داود نسائی نے اور اسی کے ۳۰۴ صفحہ مین ہے
عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت لابی یا ابت انک قد صلیت
خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر و عثمان و علی ہہنا
بالکوفۃ نحواً من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای
بنی محدث اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ روایت ہی
ابی مالک اشجعی رض سے کہا پوچہا مینے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی ستمنے
رسول اللہ صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کی ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کی کیا قنوت پڑہتے تہے وہ کہا او سنے اے میرے لڑکے یہہ بدعت ہے نکالا
اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تیسیر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ مین ہے قنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہراً بعد الرکوع فی صلوۃ الصبح
وفی روایۃ ابی داود والنسائی قنت شہراً ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نے مہینہ بہر
بعد رکوع کی صبح کی نماز مین اور روایت مین ابوداود اور نسائی کی ہے کہ قنوت
پڑہی حضرت نے ایک مہینہ بہر پہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹہوان سوال** حنفی جو نماز مین وہنا پانو
اوٹہا کر بانیان پانون بچہا کر بیٹہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے
مشکوۃ شریف کی ۵۴۲ صفحہ مین عن عایشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلعم
یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی رواہ مسلم روایت ہے عایشہ
رض سے کہا بچہاتے تہے رسول اللہ صلعم بانیان پانون اپنا اور کہڑا رکہتے تہے وہنا

فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھہ تو اوٹھائے ہمنے اور چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوس سے اور نہایہ اور عنایہ میں جو ہدایہ کی شرح ہے لکھا ہے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنِ زُبَیْرٍ رض رَاٰی رَجُلًا یُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْہُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ لَہٗ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم ثُمَّ تَرَکَہٗ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے مسجد الحرام میں اور وہ اوٹھاتا تھا اپنے ہاتھہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑھ چکا نماز کہا اوسکو مت کر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ میں ہے وان جابر بن سمرۃ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ شُمْسٌ اَیْ صَعْبٌ جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانیوالے ہاتھونکو اپنے گویا دم گھوڑونکی سخت بے قرار ہیں ٹھہرو نماز میں یعنی حرکت نہ کرو نماز میں اور نہایہ میں ہے وَحِیْنَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکھا نبی صلعم نے کہ اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھونکو نماز میں رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانیوالے ہاتھوں کو اپنے گویا دم گھوڑوں کی جو سخت بے قرار ہیں ٹھہرو نماز میں اور دوسری روایت میں ٹھہرے رہو نماز میں یعنی ہاتھوں کو حرکت نہ دو ساتوان سوال حنفی جو مسیح کی

زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتون کو اور سجدے سے اوٹھتے وقت پہلے ہاتھونکو
زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنون کو اسکی کیا دلیل ہے **جواب**
حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال کان
النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه واذا نهض رفع یدیه
قبل رکبتیه اخرجه اصحاب السنن وفی اخری لابی داود واذا
نهض نهض علی رکبتیه واعتمد علی فخذیه روایت ہے وائل رض سے
کہا تھا نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتھون کے
اور جب کھڑے ہوتے اوٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اسکو اصحاب
سنن یعنی ترمذی نسائی ابوداود نے اور دوسری روایت مین ابوداود کے
اور جب اوٹھتے حضرت اوٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھون کا اپنے
زانو پر اور اوسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نهی رسول الله صلی الله علیه
واله وسلم ان یعتمد الرجل علی یدیه اذا نهض من الصلوة منع فرمایا رسول الله
صلی الله علیه وسلم نے کہ بوجھ دے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز
مین اور مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا
ترجمہ یہہ ہے ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تہے گھٹنے
شروع کرتے اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے
تھے ہاتھون کو پہلے گھٹنون کے پھر حکم ہوا کہ رکھین اپنے گھٹنون کو پہلے ہاتھون کے

دسوان سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدے کے
بعد بغیر بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اسکی کیا دلیل
ہے **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی هریرة رض
قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهض فی الصلوة علی صدور قدمیه

پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ مین ہے عن علی
بن عبد الرحمن قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رض فَقَلَبْتُ الحَصٰی
فَقَالَ لِیْ لَا تُقَلِّبِ الحَصٰی وَافْعَلْ کَمَا رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ یَفْعَلُ قُلْتُ وَکَیْفَ رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَفْعَلُ قَالَ ھٰکَذَا
وَنَصَبَ الیُمْنٰی وَاَضْجَعَ الیُسْرٰی الحدیث روایت ہے علی ابن عبد الرحمن
سے کہا نماز پڑہی مینے ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سرکائین مینے کنکریان کہا مجکو
ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکھا مینے رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچھا
مینے کسطرح دیکھا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اسطرح اور کہڑا کیا دہنے
پانون کو اور بچھایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہے عن وائل ابن
حجر رض قال افترش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رِجْلَہُ الیُسْرٰی وَرَفَعَ
یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہِ الیسری وَنَصَبَ الیُمْنٰی روایت ہے وائل ابن حجر رض سے
کہا بچھایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بانیان پانون اور اوٹہایا اپنا ہاتھ اپنے بائین ران پر
اور کہڑا کیا داہنا پانون اور اوسی کتاب کے ۲۲۴ صفحہ مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عبد اللہ
بن عمر رض قَالَ اَبِیْ بْنِ عُمَرَ اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ
رِجْلَکَ الیُمْنٰی وَتُثْنِیَ الیُسْرٰی اَخْرَجَہُ البُخَارِیُّ ومالک والنسائی
روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز مین یہی ہے
کہ کہڑا رکہے تو اپنا دہنا پانون اور بچھا دے بائیان نکالا اسکو بخاری اور مالک و نسائی
نے وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ اَنْ تَنْصِبَ القَدَمَ الیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُہٗ بِاَصَابِعِھَا
القِبْلَۃَ وَالجُلُوْسُ عَلَی الیُسْرٰی اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہے
کہڑا کرنا دہنے قدم کو اور برابر رکہے اوسکی انگلیونکو قبلہ کیطرف اور بیٹھنا بائین
قدم پر **نوان سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرنیکے وقت پہلے گھٹنون کو

یعنی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے تھے
حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے
وقت مین بھی اسی طرح اور علماے حرمین یعنی مکے اور مدینے کے عالمو نکا بھی
ہمیشہ سے اسی طور پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی
مین مشکوۃ شریف کے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض
سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھی بیس
رکعت تھی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال تھا
کہ ہر کوئی گھر مین اپنے پڑھتا یا مسجد مین اور جب کچھہ زمانہ حضرت عمر رض کی
خلافت کا گذرا تب اونھون نے لوگونکو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سے پڑھنے کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے منقول ہے التراویح
سنۃ مؤکدۃ ومن لم یرھا سنۃ مؤکدۃ فھو رافضی یقاتل کمن لا یری الجماعۃ
قال اھل السنۃ والجماعۃ انھا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاھا لیلتین
وقد صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس ین رکعۃ بعشر تسلیمات
ثم ترک مخافۃ ان یجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص فی
قیام اللیل کان الرجل منھم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی زمن ابی بکر
رض فلما ظھر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان یندرس فالصحابۃ
اتفقوا معہ علی ان یصلوا بجماعۃ وزینوا المساجد بالقنادیل ولم یکن
علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال اقام اللہ امور عمر
کما اقام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبی صلعم صلاھا عشرین رکعۃ
وفی الحجۃ سنۃ مؤکدۃ باجماع الصحابۃ
تارکھا مبتدع غیر مقبول الشھادۃ وھی

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز مین پیرون کے سرون پر یعنی
اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھنے اور بدون ٹیک لگانے ہاتھو نسے زمین پر
اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ
فِیْ رَکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ جب سر اوٹھاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلے اور تیسری رکعت مین اوٹھتے پیرون کی اونگلیون کے جڑ پر اور
فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہے اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ
وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَہٗ عَنْ عَلِیٍّ رض وَکَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ زُبَیْرٍ
وَعَنْ عُمَرَ رض وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِیِّ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَضُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِھِمْ وَ
اَخْرَجَ النُّعْمَانُ ابْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ
الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رض سے
مقرر وہ اوٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتے تھے
اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے
اور نکالا النعمان ابن عیاش نے پایا مینے بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری
رکعت مین اوٹھتے جس حال مین تھے اور نہ بیٹھتے **گیارہوان سوال** حنفی
جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑھتے ہین اسکی کیا دلیل
ہے **جواب** مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے
اَنَّھُمْ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ رض بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ مِّثْلَہٗ

الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنے
اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پائی
ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو دانتون سے
اپنے **بارہوان سوال** حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتے ہین
اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول کی **فصل** صلوۃ الوتر
مین وعن عبد العزیز بن الجریج قال سالنا عایشة رضی الله عنها
بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قالت كَانَ
يَقْرَءُ فِي الْاُوْلٰى بسبح اسم ربك الاعلى وفى الثانية بقل يا ايها الكفرون
وفى الثَّالِثَةِ بقل هو الله احد والمعوذتين اخرجه اصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا ہمنے حضرت عایشہ رض سے کہ کن سورتون سے
وتر پڑہتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عایشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑہتے
تھے وتر کی پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلے اور دوسرے مین قل یا
ایہا الکافرون اور تیسرے مین قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے اور اوسی تیسیر الوصول
مین ہے وعن عایشة رض کان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
يسلم فى ركعتى الوتر اخرجه النسائى حضرت عایشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہین پہیرتے تھے وتر کی دو رکعت مین یعنی وتر کی نماز مین دو رکعت
کے بعد سلام نہین پہیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھ پڑہتے تھے اور ہدایہ و تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روت عایشة رض ان النبی صلى الله
عليه وسلم كان يوتر بثلاث وحكى الحسن رح اجماع السلف على الثلث روایت ہے
عایشہ رض کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے

17

سُنَّةً لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کے معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکی ساتھ جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ یہ تراویح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو دو رات اور پہر بشبہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب ہو جانے کے یعنی اگر واجب ہوجایگی تو امت پر مشکل پڑجایگی اور تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے مین رمضان کی راتونکو کوئی اونمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانے مین ابوبکر رض کے پڑہتے تہے پہر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے زمانہ مین ڈرے اس سنت کے چہوٹنے سے تب اصحابون نے عمر کے ساتہ اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کے نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سے آرایش کرین اور اوسوقت حضرت علی حاضر نہ تہے پہر جب اونہون نے جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی قایم رکہے عمر کے کامون کو جیسا اونہون نے قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہو کہ حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور حجت جو کتاب معتبر ہی اوسمین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کی اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون اور عورتون کے حق مین اور جب خلفاے راشدین نے اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاے راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین لکہا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ

قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث
کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام شافعی رح اوسی دلیل لاتے ہین اوسکو
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری
کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکہا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام
زیلعی نے تبیین الحقایق مین لکہا ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ
بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ
قَالَ اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى ابْنُ مُعِيْنٍ فَلَا يَلْزَمُ
حُجَّةً اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین
اس حدیث کو معلول کہا ہے اور اسیطرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پہر اور تکبیرون
کے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیسا کہ
شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر سعادت مین لکہا ہے کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسیطرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے
اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے اور امام محمد نے موطا مین
اور دار قطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور
ابو یعلے نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے
یا اپنی مذہب کے رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس راوی سے سنا تہا یا جسکے
وسیلہ سے اوسکو پہونچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہہ کہنا اوسکا
کچہہ معتبر نہین ہے اور اگر ہو تو اوسکے حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے
کہ اوستاد اوسکا ضعیف تہا ہمارے علماے محدثین اور فقہاے محققین کے
نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اون کے استاد جس سے اونہون نے

حکایت ہے کہ اگلے لوگون کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
مین ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرء فی الاولی
بسبح اسم ربک الاعلی و فی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون و فی
الثالثۃ بقل ہو اللہ احد و یقنت قبل الرکوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تے
تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے مین قل
یا ایہا الکافرون اور تیسرے مین قل ہو اللہ احد اور رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑہتے
اور اسی طرح بحر الرائق مین بہی لکہا ہے **تیرہوان سوال** حنفی علما کے نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کی جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسرے
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے
راویون اور اونکی تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہ سب
حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اون کے
جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پائی اوسکو اپنے
کتاب مین لکہا پہر دوسرے علما اور محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ کی
کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گردانا چنانچہ
جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کے ساتہ لکہا گیا ہے جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سے ملالے مثلا
امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکہا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے
آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور طبرانی
نے اپنی معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین انہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

حدیث مین ہو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصًا مذہب حنفی
کی نکرو اور حنفی علما کے فتوے اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگون مین
سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑی اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کرے بلکہ اگلے علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت
کا کہے تو وہ حقیقت مین اگلے حنفی علما کا بلکہ تینون امامون کا مخالف ہوا اور اون
بڑے علما کو بہ نسبت اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اوسکی یہ سیکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندہی تھی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر
لوگون کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکھا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرہوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثین علما حنفی کے نزدیک
صحیح اور غیر منسوخ ہین پس جو کوئی انکو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اونپر عمل
نکرے وہ شخص البتہ علما حنفی کا مخالف ہوا پھر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بیشبہہ سبکا
مخالف ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور
غیر منسوخ نہین سمجھتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے پوجھتا ہے بلکہ وہ اور حنفیون کو
اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکھتا ہے اور برخلاف اوسکے سمجھاتا ہے اور
ترغیب دیتا ہے اور اونسے بداعتقاد کرواتا ہے تو بیشک اون بڑے علما کو
اپنے بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہہ مسلمانون کے
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پھیرتا ہے اور اون علما سے بداعتقاد کرواتا ہے
اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف سمجھانے سے علمائے
حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت کرتے ہین اور اون کے

سنا تہا وہ سب عادل اور فقیہہ تہے اور سب علما حنفی کا ان سب حدیثون پر
عمل ہے پس بے شک ان کے نزدیک یہہ حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ
منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علما حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کے
منسوخ ہے جیساکہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
مشہور ہے اور بڑی معتبر کتابین ہین لکہا ہے قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّامِيْنِ وَمَا تَرَكُوْا اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یعنی
لوگون نے شور کر کے آمین کہنا چہوڑ دیا اور نہین چہوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر اور اسی طرح سے حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ ہے
جیساکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہے اور ہدایہ اور فتح القدیر
اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ مین ابن زبیر رض روایت ہے کہ قَالَ لَهٗ
يَا هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صلعم ثُمَّ تَرَكَهٗ
یعنی نکر رفع یدین اسے فلانے کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَهٗ فَتَرَكْنَاهُ یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رفع یدین
کیا تہا ہم نے بہی کیا تہا اور جب چہوڑ دیا ہمنے بہی چہوڑ دیا اوسکو + + +

چودہوان سوال اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام
کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور اونکو صحیح نجانے
اور دوسرے حنفیونکو برخلاف اونکے سکہاوے اور دوسرے حدیثونکو ان
حدیثون کے بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسرونکو سمجہاوے
اور لوگونکو فقہ کی کتابون سے بداعتقاد کروا وے اور یون کہے کہ قرآن اور

ہو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر طاقت نہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بھی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دلسے برا جاننا لازم ہے یا نہین جواب اون لوگونکا جب یہہ سب احوال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع اور وہ لوگ دین مین مفسد ہین اور قران اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہے اور بادشاہ اور نایب کو اونکی سزا دینی اون لوگونکا اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسی گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھہ صحبت نرکھنا اور اونکو دلسے برا جاننا لازم اور واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قران شریف مین تیرہوین سپارہ کی نوین رکوع مین فرمایا ہے قَالَ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنی جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگا اونپر لعنت ہے اور اونکو ہے برا گھر اور بیسوین سپارہ کے گیارہوین رکوع مین لکھا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی اور نچاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکھتا ہے فساد ڈالنے والون کو اور دوسیپارہ کی نوین رکوع مین ہے وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکھتا فساد کو اور جامع الاصول مین ہے عَنْ عَرْفَجَۃَ رض قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم عَلَی الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ ھَنَاتٌ وَھَنَاتٌ فَمَنْ رَاَیْتُمُوْہُ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ اَوْ یُرِیْدُ اَنْ یُفَرِّقَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ کَائِنًا مَنْ کَانَ فَاقْتُلُوْہُ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ الْجَمَاعَۃَ یَرْکُضُ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ روایت ہے عرفجہ سے کہا دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میرے پیچھے بری چال

۲۳

تقلید کو برا جانتے ہین تو بے شک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکہنے والا اہوا
اور گمراہ بنانے والا شہیرا ع دلیلین اسکی آگی آتی ہین چہدرہوان سوال اس
گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے ہین اور جن جن مسجدون
مین کہ بڑی بہاری جماعت حنفیون کی ہوتی ہے حاضر نہین ہوتی حنفی صاحب
مسجد ہین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس
جماعت کو چہوڑکر اپنی گروہ کے ساتہہ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بہی
اسی طرح سمجہاتے ہین اور آئمہ حنفیہ کو برا کہتے ہین اور اونکی اور اونکی کتابون کی
حقارت کرتے ہین اور دوسرے سے بہی کرواتے ہین اور انکے مقلد کو برا جانتے
ہین اور اکثر مسایل مین فقہ کے خلاف کرتے ہین اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب
کی باتین سکہلاتے ہین اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت
اور اپنی زعم کی موافق اعتراضات کرتے ہین اور اونکو علماے حنفی اور کتاب حنفی
سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور اون سے اور دوسرے حنفیون سے لڑواتے
ہین اور اونکے آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت
اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈلواتے ہین یہانتک کہ اونکے آپسمین اوٹہنا بیٹہنا
اور کہانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہوجاتی ہے اور علما
جب انکو وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسی فتنہ اور فسادکو چہوڑدو اور ایسی افعال
سے باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پہرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے
ہین اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین کہ
تفصیل کو اونکی دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے تو یہ سب افعال اور اقوال اونکی شرع
شریف مین قبیح اور برا اور یہ لوگ مفسد شریر ہے اور قرآن اور حدیث مین ایسی
افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین اور جسکو قدرت اور قدرت

ہاتھ سے یعنی مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جسطرح سے ہو سکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نرکھے تو زبان سے تغیر دے یعنی منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے پھر اگر قدرت رکھے پھر اگر زبان سے بھی طاقت نرکھے تو دلسے اوسکو تغیر دیوے یعنی دلسے اوسکو برا جانے اور اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نرکھے اور خالی دلسے برا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہے یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دلسے تو برا جانے اور اسی بات مین ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى اَنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُونَ اِلَّا يُوشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ یعنی نہین ہے کہ کوئی قوم کہ کئی جاوین اونکے درمیان برے کام پھر وہ قوم قدرت رکہین دفع کرنے پر اوسکی پھر اوسکی ساتھ اوسکو دفع نکرین تو نزدیک ہے کہ گہیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۹۳ صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالی عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَاْيٍ بِرَاْيِهِ وَرَاَيْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيهِنَّ كَانَ كَمَنْ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ اَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ اَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابی ثعلبہ سے تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا ابی ثعلبہ نے سن رکھو قسم خدا کی مقرر مینے پوچھا ہے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ

پہیلی گی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکہتا ہے تفرقہ ڈالنی کا محمد کی امت مین جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتہہ ہے جماعت پر اور متفرق شیطان ساتہہ ہے جدا ہونے والے کی ٹہوکر مارتا ہوا لیکن اس قدر جاننا چاہیئے کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اسمین فساد زیادہ ہوگا اور مشکوۃ باب الاعتصام مین و عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس طرف ہون اون کی تبعیت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع سے جمہور علماء کے تو ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین و عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا خدا کا ہاتہہ جماعت پر ہے یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو کوئی جماعت سے نکلے گا اور اونکے طریقہ کو چہوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ مین اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابی سعید الخدری رض عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکہے برے کام کو تو چاہیے کہ تغیر دیوے اوسکو اور باز رکہے اوسکو اپنے

ماچہ نے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے
اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ میں ۳۳۵ صفحہ کی
درمیان یہ حدیث ہے عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم
اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ روایت ہے جابر
سے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے قیامت کی
قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیوں سے اور ادھر جھوٹوں سے یا وہ لوگ ہیں جو حدیثیں
نئے نکالتے ہیں اور بنا لیتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہیں یا وہ
لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتے ہیں اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو
اصحابوں سے اور اگلے بزرگوں سے نسبت دیکر اپنے دل میں گمان کرتے ہیں کہ وہ
حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ بناہ میں رکھے ہمکو ایسوں سے یہ ترجمہ ہے شیخ
عبد الحق دہلوی کے فارسی شرح مشکوۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
میں ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ
تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ
رواہ مسلم روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہونگے آخر زمانہ میں فریب کرنیوالے جھوٹے یعنی ایک گروہ ہونگے کہ وہ
اپنے تئیں مکر اور فریب سے عالموں اور بزرگوں اور نیک کاروں اور واعظوں
کی صورت بنا کر لوگوں میں ظاہر ہونگے تاکہ اپنے جھوٹ کر ملک میں پھیلاویں اور
لوگوں کو جھوٹے مذہب اور بدعت کے طرف بلاویں اور لاتے ہیں تمہارے پاس
حدیثیں کہ نہ تم نے سنی ہیں نہ تمہارے باپ دادوں نے اور مراد اون حدیثوں
یا حدیثیں پیغمبر صلعم کی ہیں یا عام ہے دوسرے آدمیوں کے کہی باتوں سے

علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت سے کہ بتاتی ہے امر معروف اور نہی منکر
کرنا فرمایا حضرت نے نہ چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتون سے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو اسے ستے والے بخل کی صفت کا آدمیون میں کہ اوسکی
تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہے
اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرت پر اور دیکھے تو اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک
سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی
فتوا اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہو سکتا یعنی یا ایسا کوئی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین
رہنا اختیار کرے تو بے اختیار تیری طبیعت اودہر رجوع کرے اور اوسمین جا پڑی
ہے یا مطلب یہ ہے کہ ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور
اوسکو چھوڑنا مشکل ہے سو اگر اوسکی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے
یا مراد یہ ہے کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو پس
ان باتون پر لحاظ کرکے اپنے تئین سنبھال اور بچا رکھ آپکو برے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اونسے اور اونکے کامون کی پکڑ نکر
کیونکہ مقرر آخری زمانے میں ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ
جسمین تمکو صبر کرنا چاہیے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین گویا
اوسنے آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے
والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملے گا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرتے
ہین اور اس آفت مین پھنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین عرض کیا
صحابہ نے یا رسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیونکا جو اونمین سے ہین
فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے ہین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن

وَاَدْنیٰ صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ رواه الترمذی روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ٹھہرالیوین لوٹ کے مال کو دولت یعنی دولت مند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو جو شرع کے حکم سے تمام غازیوں کا حق اوس میں متعلق ہے اپنے قابو میں لیکر آپس میں حصہ کر لیوین اور غریب اور مستحق کو اوسے محروم رکھیں اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنی جو چیز امانت رکھی جاوے کسی کے پاس اوس میں خیانت کریں اور اوسکو سمجھا جاوے لوٹ کے مال کے جو کا فروں سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھیں اور سمجھا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنی زکوٰۃ کے دینے سے لوگوں پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندہ سے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا جاوے علم دین کسواسطے اور شریعت کے پھیلانے کے اور اللہ تعالیٰ کے جناب میں نزدیکی حاصل کرنے کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑہانے کو اور دنیا کے سرداروں سے ملاپ کرنے کو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کے ایسی باتوں میں جس میں نہ دین کی مصلحت ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کی فرمودہ کی موافق اور برا کہہ دیوے اور آدمی سبب وجہ شرعی کی اپنی ماں کو اور ملاپ کرے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہو دین آوازیں اور بیہودہ باتیں مسجدوں میں جیسا اس زمانے میں رائج ہوا ہے اور سرداری اپنے گروہ کا وہ شخص جو البتہ

واما السوال السابع فی انه هل یجوز التلفیق بین المذاهب الاربعة ... ٢٩

رکھو تم آپکو اونسے اور دور رکھو اونکو آپسے اسلئے کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین خوب احتیاط کرو اور نئے مذہب والونسے اور جن باتو نپر لگے اچھے سب مسلمان ہنوز اونسے الگ ہو خصوصًا ان لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت کرنیکے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلًا سنت کے بہانے سے بُرے طریقے کیطرف دعوۃ کرتے ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ نظم چون بسی ابلیس آدم روی ہست * پس بہر دستی نباید داد دست * حرف درویشان بدزدد مرد دون * تا بخواند بر غبی زان فسون * انکہ صیاد آورد بانگ صفیر * تا فریبد مرغ ان مرغ گیر * یہ ترجمہ فارسی مشکوۃ کا ہے اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے عَنْ عَلِی رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللّٰہ عَلَیْہِ وسلم یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ رواہ البیہقی

یعنی قریب ہو کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قران سے مگر لفظ اور خط اوسکا مسجدین انکے ظاہر مین آباد ہونگے لیکن ویران ہونگے ہدایت سے عالم سب اونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر اونھین کی طرف پھیریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ کی ۳۴۳ صفحہ مین ہے وعن ابی ھریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ

علیہ السلام کا ہی تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک
تو پھر وہ کبھی چپ رہے کبھی اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے
کبھی اور کچھہ بات درمیان میں لا کر شور و غل مچاوے کبھی اوس محدث پر
طعن و تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت سے کہا جاوے
کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلاً مکروہ ہے
تب کہے کہ پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی
مکروہ کام کیا تھا تو ہم پھر کیا چیز ہیں پھر جب اوسکی جواب میں کہا جاوے کہ یہہ مکروہ
ہمارے حق میں ہے اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پھر شور کی
کہنی میں وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہے اس لئے ہمارے حق میں مکروہ ہوگیا اور ایسا ہی
ارسال یعنی رکوع کی ارادہ کی وقت ہاتھہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پھر اوپر کو ہاتھہ
اوٹھانے سے وہ سنت موکدہ چھوٹتے ہی اسواسطے ہمارے حق میں مکروہ
ہوا پھر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس
کے جواب میں کچھہ غور نکرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی
رح کیوں عمل کرتے تب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ منسوخیت اسکے امام
ابو حنیفہ کے تحقیق کے رو سے ثابت ہے اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم
نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچے تو اوسمیں کچھہ خلل نہیں امام شافعی رح کچھہ
عالم الغیب نہ تھی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کے اون کو معلوم
ہوتے اور اسی کے زعم کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا
تو کیا امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانہ امام اعظم کا بہت
قریب تھا حضرت کے زمانہ سے اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو انکو معلوم ہوتا

بدکار ہوا اور کار باری اور معتمد نے اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کاموں میں اسکے طرف حاجت لیجاوین جو اون مین کمینہ ہوا اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی کے اوسکی برائی کے ڈرسے مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہو جاوے پھر لوگ لاچار ہو کر اوسکے ڈرسے تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور علانیہ پڑے پھرین لوگون مین گانے والی عورتین اور رنڈین ملجاوین اور ظاہر ہوون بجانیکی چیزین جیسے ڈھولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ کی چیزین اور لعنت کرین اوس امت کے پچھلے لوگ اگلون پر یعنی پچھلے اگلون پر طعن کرین اور انکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجھین جب ایسا کیا تو گویا اون پر لعنت بھیجے جیسا نئے مذہب والے اماموں کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم جب یہ باتین ظاہر ہوون سرخ ہوا کے اور زمین مین زلزلہ ہونیکے اور اوسکے دھس جانیکے اور آدمیون کی صورت بدل جانے کے دوسرے برے صورت سے اور پتھر برسنے کے آسمان سے اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پر ایک ظاہر ہونگے جسطرح جواہر کا ہار جو گوندھا ہوا ہے اور پھر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے لگے ایک کے بعد ایک روایت کیا اوسکو ترمذی نے **سولھوان سوال** اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ مین حنفیون کے ساتھ جدال کرے مثلاً وہ روایت فقہ کے رد مین کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے تلاتے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بھی کہین ضعیف ہوتا ہے پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہین کہ جسکے راوی مین کچھ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا

دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا اختلاف پر
دلیل لاوے اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بیچارے عوام کو شک
مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے بد اعتماد کر ادی اور امام اعظم کی تقلید سے چھوڑوا دے
اور اس اس طرح کی بے معنی شبہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہو چکا
جاہلون کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھلاوے اور جواب دسکا نہ جانے
تو وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگونکو گمراہ بنانے والا ہے یا نہین **جواب** دے سب جوابات کہ اوس شخص
کے سوالات مین دی گئی ہین سب صحیح اور درست ہے کم و کاست مین ان سب جوابون
کی صحت و حقیقت مین کچھ شک اور شبہ نہین ہے اور ایسا شخص جس کا احوال
سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالی اعلم ہے
حقیقت حال سے اوسکی بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے اور آیہ شریف وَمَا ضَرَبُوهُ
لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یہود کی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ
کے اول جلد باب الاعتصام ۸۱ صفحہ مین لکھا ہے وعن ابی امامۃ رض
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى
كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ
رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہ نہوئی کوئی قوم بعد راہ پانے کے کہ جس پر وے تھے
مگر جبکہ دی گئی اونکو جدال اور جدال کے معنی دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا

تو پہر جو جواب تمہارا ہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد ہی سابق کی طرح سے واہی تباہی باتین کہی اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کی خلاف لوگون مین ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو حدیث مین دکہلاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کے دلیل یہ حدیث فلانے فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہائ لکہا ہے حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ حدیث صحاح ستہ مین دکہلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلاً ہی تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابو داود نے ضعیف کہا ہی پہر جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور بہت سے فقہائ صحیح غیر منسوخ کہا ہے پہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون اور فقہا کی مقابل مین کچہ اعتبار نہین رکہتا پہر وہ شخص یہ جواب سنکر بہی سابق کی طرح لا یعنی اور بی معنی بکتا ہے تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہ جواب کہ اوس شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح کے سوالات بیجا کرے اور اسکے لئے جواب جو سابق مین ہے اسکو بہلی نہین اور اپنی جدال اور نزاع سے باز نآوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا ہی اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہائ صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانی اور انکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہائ محدثین کی جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل

کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکے خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو اوس حدیث مین کچہہ شبہ یا خلل ہوگا یا نہین اور اس حدیث کے موافق عمل کرنے مین کچہہ نقصان ہے یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اوسکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام اقسام اوسکے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکہا ہے خوب یاد رکہتا ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کے احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچہی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کی چند امور مذکور ہوئے اور سب مسائل احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کے نکالنے کی بہی رکہتا ہو اور فقیہ اوسکو کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کے ساتہہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوسکے دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنی اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے محدثون کا یہی حال تہا پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث

۳۵

پہلا مولانا محمد اسحٰق صاحب نے جو جواب دیا ہے فتواے کے سوال مین وہ لکھا جاتا ہے

اور پھر اپنے طریق کے جس سے مشہور اور جاری کرین جھوٹے مذہب کو
اور گرا دین سچی بنیاد کو پھر پڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ماضربوہ
اخیر تک اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوائے
اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب لکڑی ہین جہنم کے شرک کرنیوالا خوش ہوئے
اور دھوم مچائے اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسی علیہ السلام سے بہتر نہین ہین
اور عیسی علیہ السلام جو معبود نصاری کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ میں جاوین
گے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی انکے ساتھہ ہین اس مقام مین فرمایا
ہے کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہہ بحث
جو کافرون نے تیرے ساتھہ کی ہے نہین کی انہون نے مگر جھگڑے اور ضد اور
شرارت کے رد سے کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی علیہ السلام کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے
کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لئے نہین ہے چیز کے معنی مین مقرر ہے جسکے
معنی جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص
اور یہہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود
اسکی صرف ضد اور شرارت سے در اپنے طریق کے کچھ کرکے یون کہتے ہین
اور روایت ہے کہ ابن زبعری نے یہہ بحث کی تھی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہے تیری بوجھ پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنے قوم کی زبان سے

سترھوان سوال

اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور
ان کے بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علمائی اس حدیث کو صحیح اور غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتابون
مین بھی مندرج ہو پھر اوسی حدیث کو کسی محدث نے جو عام کا اعتقاد ہے ضعیف

تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکھا ہے برخلاف محدثون کے کہ انہون نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پہر وہ اگرچہ بسبب سند کے ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چہہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ کر کے مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوئی ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھدیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلہ مین لکھا ہے کہ کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبھون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بہی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہہ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین اٹھاویگا

سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نہ کرے مثلاً لہو یا پیپ کسی بہوڑے سے نکلتے مین جو ابو حنیفہ رح کے مذہب مین ناقص وضو ہے وضو نکرے یا کسی مذہب کی رعایت نہ کرے مثلاً ذکر کے چہونے سے بہی جو شافعی رح کے مذہب مین ناقض وضو ہے وضو نکرے بلکہ اگر ایک وقت مین یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نہ کرے حاصل یہہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبہی نہ کرے اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکہے اور جو کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہے سو ایسے کے پیچھے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین **جواب** ایسے کے پیچھے ہرگز نماز درست نہین ہے درمختار

کا اوسکو ضعیف کہنا کچھہ معتبر نہین ہے خصوصاً جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا
زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانہ سے بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین
مین سے تہے بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سوا اونہون نے جس حدیث کو صحیح
غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نے بہی اپنی کتابون
مین درج کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اوس حدیث سے دلیل لائے تو اب اس حدیث
کے صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسی طرح کا شک شبہ نہین رہا پہر اونکے بعد کوئی ایسی
محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے
آٹھہ آٹھہ دس دس واسطے راویون کے بلکہ زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیسا کہ امام اعظم کا تہا نہ تہا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ایسا
کمال نہ تہا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا اگر اونہون نے اپنے مذہب
کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون
کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث پہونچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تہے اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا کے صحیح کہنے
کے مقابل مین اونکے مقلد کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کے اور لایق اعتبار کے نہین ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتاب مین ہے عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث
مین ہے اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث کہ صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی
کو فقہ کی کتاب مین درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہین اور جو حدیث ضعیف ہے
اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماول ہے

لِلشَّافِعِيَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْهَبِ كَذَالِكَ جوکوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے بلکہ اسیطرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۲۱ صفحہ مین لکہا ہے کہ جس شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جایز نہین

انیسوان سوال

سوائے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین

جواب

اولًا جاننا چاہیئے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکہنے اور جمع کرنیکو فرمایا تہا پہر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجہ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تہا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر مین اختلاف تہا پہر بعد حضرت کے سب اصحابون نے اتفاق کرکے ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو جمع کرنے کو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد انکے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض انکے فاضل تہے اور بعضے صرف لکہنے جانتے تہے الگ الگ اونہون نے اپنی یاد کے موافق اور جسنے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہہ جمع کرکے ایک کتاب بنائی سو اسلئے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث

فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین شریفین مین اسکا درس ہوتا ہے اور وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہے وَمُخَالِفٌ كَالشَّافِعِيِّ اِنْ تَيَقَّنَ الْمُرَاعَاةَ لَمْ يُكْرَهْ اَوْ عَدَمَهَا لَمْ يَصِحَّ وَاِنْ شَكَّ كُرِهَ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلا شافعی تو اوسکا تین حال ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے یعنی مسئلا جو چیز کہ حنفی مذہب مین اوسکے ساتھہ نماز جایز نہین ہے اوس سے وہ شخص احتراز کرتا ہے تو اوسکے پیچہے نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کی رعایت کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین تو ایسے کے پیچہے نماز مکروہ ہے پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نکرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہوویگی اور فتاوی عالمگیری مین کہ تمام علما ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکہا ہے اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ قَالُوْا لَا بَأْسَ بِهِ اِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز مین ہے لَا بَأْسَ بِهِ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَيْ لَمْ يُبْغِضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی المذہب کے پیچہے اقتدا مضایقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سے بغض نرکہتا ہو پہر جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست نہین ہے تو پہر ایسا شخص کہ علما حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہے وَاَمَّا الصَّلٰوةُ خَلْفَ الشَّافِعِيَّةِ فَحَاصِلُ مَا فِي الْمُجْتَبٰى اَنَّهُ اِذَا كَانَ مُرَاعِيًا لِلشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِيْحٌ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِيَّةَ

ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہین اگرچہ اوسکی حقیقت
یا کنہہ عقل مین نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی بر خلاف اوسکے
حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنا واجب
لازم اور واجب جانتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتے ہین اگرچہ اجماع اونکا کسیکی عقل
یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہونکے
جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے
اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول
کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسکی
اعتقاد اور عمل رکھتے ہین اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی
حیلہ اور فریب سے ہو دلیل لاتے ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو
اونکی عقل اور خواہش کے موافق ہوا اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل
کرتے ہین اور کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے
دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین اسی
واسطے اہل سنت و جماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتے ہین یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنیوالے چنانچہ رافضیون نے نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ
اَنّٰى شِئْتُمْ آیہ قرآن کے معنو مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانے سے سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکے اندہے بنکے حکم کیا کہ عورت
کے دبر مین بھی دخول کرنا جائز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی

کی چھہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اونکے آپس مین بھی بہت اختلاف ہے اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کے جمع نہین ہین بلکہ ان چھہ کتابون کے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چھہ کتابین معتبر ہین ویسی وہ بھی معتبر ہین جیسے مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمدؒ اور حجت امام محمدؒ اور اثار امام محمدؒ اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اون مین سب حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلہ مین لکھدیا ہے اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَيْسَ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ فِيْ جَهْرِ التَّسْمِيَةِ اِلَّا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلِهٰذَا اَعْرَضَ عَنْهُ اَرْبَابُ الْمَسَانِيْدِ الْمَشْهُوْرَةِ فَلَمْ يُخَرِّجُوْا شَيْئًا مِنْهَا مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلٰى اَحَادِيْثَ ضَعِيْفَةٍ **بیسون سوال** حدیث مین آیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقہ ہونگے اونمین سے بہتر ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھہراویگا سوا اوسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوی رکہتا ہے **جواب** پہلے جاننا چاہیے کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقے ونکے سوا قرآن اور حدیث سے دلیل لاتے ہین اور اپنے خیال مین وہی پر عمل کرتے ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ انمین سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۲۳ صفحہ مین موجود ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اس سے جا پڑا وہ جہنم مین وَعَنْهُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه اور انہین ابن عمر رض سے روایت ہے پیروی کرو بڑی جماعت کے سو منشر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بہر بیشک نکالی اوس نے ڈوری اسلام کی اپنے گردن سے پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکہا ہے کہ اس زمانہ مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سے اختیار کر لے ان چار کے خلاف نکرے اور کوئی نیا مذہب نکالے اور کسی مذہب کی پیروی ہوا انکے نکرے چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوے سے علماے حرمین شریفین کے اور فتوے سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ و نظایر اور نہایۃ المراد وغیرہ کے تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تب اس کے جواب مین بہیے چپ رہ جاوین کبہی اوس حدیث کی تاویل کرین کبہی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان

عقل میں نہ آئے باوجودیکہ احادیث صحیح اور صحیح اوسمیں وارد ہیں سنکر ہو گئے اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوئے اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوسکے دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت ابی بکر رضہ کو خلیفہ برحق نہیں جانتے ہیں باوجود اسکے کہ تمام صحابی کا اونکے خلافت پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تہا اس اجماع کو نہیں مانتے ہیں اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار تہے اونکو برا جانتے ہیں اور بد کہتے ہیں الغرض سوا اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا اسواسطے وہ جہنمی ہوئے نعوذ باللہ منہا اور سُنّی لوگون نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اسلئے وہ جنتی ہوئے اللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اکتیسواں سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہٖ ان لوگون کا سا ہووے یعنی اپنی عقل و تمیز یا اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نہ کرین اور علماء کے اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجھین اور سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی تبعیت نہ کرین بلکہ اپنی راے پر چلیں اور اوسکو رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانیں یا اوسکی تاویل کرین مثلاً جب وہ قوم کہین کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت کسی حدیثون مین صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل مین نہ لاؤ بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی جماعت ہوں اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑے گا

کے اور اقوال و افعال مین مانند بہت سے فرقہ ضالہ و گمراہ کی اور گفتگو و سوالات

اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین **الجواب**

واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ بحسب سوال کی اور اللہ اعلم ہے اون کے حقیقت

حال سے بیشک و شبہہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال

کے رو سے بدعت اور ہوا مین پڑے ہوئے ہین اور بہت سے فرقہ ضالہ و

مضلہ کے مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگونکو گمراہ بنانیوالے ہین اور

مشرکون اور منافقونکی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنیوالی ہین سابق

اسکے جوابون مین دلیلین اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور

ہو چکے ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بھی علم اور

اوسکے دل مین کچھہ انصاف ہے تو اوسپر ظاہر و باہر ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ

شُرُورِ أَنْفُسِهِمْ وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِهِمْ وَمِنْ قَبِيحَاتِ أَقْوَالِهِمْ

وَقَبَائِحِ أَحْوَالِهِمْ وَشَنَائِعِ أَعْمَالِهِمْ **بائیسوان سوال**

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبون

مین سے ایک کی تقلید و پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکون مین

محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے

خلاف یا مذہب نکالنے سے اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین

جواب یہہ چار مذہب جو مشہور ہین انمین سے ایک کی پیروی کرنے سے

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا

حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار درست نہین ہے فتوے

بین علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تحبیس وغیرہ مین منقول ہے

فَأَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِيٌّ وَأَحْمَدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ

الفقیہ المنفی عبد الرؤف ... المناوی فی فیض القدیر ... الجامع الصغیر ... علینا اعتقاد ان الائمة الاربعة ... ولا یجوز تقلید الصحابة ... التابعین ... امام مذہب ... فیمتنع تقلید غیر الائمة الاربعة فی القضاء والفتیا لان المذاہب الاربعة انتشرت وتحررت ... وقد نقل الامام الرازی اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة وغیرہم وہذا قال الامام المحقق النووی ...

علیہ وسلم ان ... من الناس ... فی المسألة ... ابن ... وہکذا فی ...

تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بہی کرتے ہین تو کیا یہہ سب بہی درست ہو جاویگا
نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علما
الغرض علما کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتہہ تشبیہ دیکر بیچارے
عوام کو علما کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبہی اوس حدیث کو ضعیف
کہین اور کبہی حدیث کے معنی اور کچہہ اپنے دلسے ٹہرا کر کے عوام کو بہکا وین +
دوسری مثال یہہ ہے کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون
مین فتنہ او فساد ڈالے اور اونکے جماعت مین تفرقہ کراوے تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلی سوالات کے جواب مین
مذکور ہوے سو تم مسلمانونکے گروہ مین فساد او تفرقہ کیون ڈالتی ہو اور اللہ تعالی
نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگو نہین فساد ڈالو یہہ بہت برا کام ہے
تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول
اللہ کی موافق چلتے ہین اور دوسرونکو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنواتے ہین
او منافقونکی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے ہین قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کی یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ امامون کو
اور اونکے مقلدونکو خصوصا مقلدونکو امام اعظم رح کے سمجہتے ہین کہ وہ لوگ
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہین
سو یہہ جہوٹے ہین أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ
یعنی منفرد وہی فساد ڈالتے ہین مگر اپنے نفسانیت او جہالت کی سبب غور نہین کرتے
او نہ باز آتے تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہہ گروہ جنکا احوال او اقوال سابق مذکور
ہوا ہے بدعت شیطانی او وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی او رافضے +

یرفیع الدین اور شاہ عبد القادر اور اقران انکی سب مقلد مذہب ... عبد العزیز اور مولوی ... خواجہ احمد حنفی اور شاہ نظام الدین اور مولانا ... اور خلف ہماری حنفی ... دہلوی اور اونکی اقران ... شیخ عبد الحق محدث ... ہمارے سلف ہمارے ... کہین انکا رو بیان کا ... خلف او سلف کی ذکر

کوئی ان مین سے لامذہب نہ تہا ... سو وہم ان جاہلون کا محض بیجا ہے اور سلف او خلف کا ذکر اس سے بہی کیا کہ ایک شخص شیخ عبد الحق محدث کی اولاد مین کا بہی ان جاہلون مین مل گیا ہے

حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہے کوئی تم مین سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہر بعضون نی اونمین سے راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجہہ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آئے پر بہی نماز نہ پڑہین اور بعضون نی حدیث کی ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے پہر حضرت نے یہہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جایز ہوا اور یہی طور ہی چار مذہبون کی اختلاف کا بس کیونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہے ہرگز ان کی مقلدون کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر اور باطن کے اعتبار سے بس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہے فرض و نفل کے نماز اون کے مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوڑی جاوے گی کیونکہ تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی **تیئسوان سوال** اس زمانہ مین ان چار مذہبونکو چہوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصاً ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے اور اس جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے اس لئے اس زمانہ مین نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے چنانچہ اکثر علماے دیندار و فضلاے نیک کردار نی اسکو اپنی اپنی کتابون

أَهْلِ ذِكْرِ الَّذِيْنَ وَجَبَ سُؤَالُهُمْ وَاتِّبَاعُهُمْ لِمَنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى دَرَجَةِ النَّظَرِ وَالِاسْتِدْلَالِ فَإِذَا عَمِلَ أَحَدٌ مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ فِيْ طَهَارَتِهٖ أَوْ صَلَاتِهٖ أَوْ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا جَرٰى بِهِ التَّكْلِيْفُ بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُقَلِّدًا لَهٗ فَقَدْ أَدّٰى مَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ فِيْ دَرَجَةِ التَّقْلِيْدِ وَلَا الْمُجْتَهِدِ الْإِنْكَارُ عَلَيْهِ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے عالم تہے کہ جن سے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہے پہر جب کوئی مقلدین پیروی کرے انمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوس نے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچتا ہی کسیکو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحٰق دہلوی نے مائۃ المسایل کے ۱۰۰ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہے اسکا ترجمہ یہہ ہے چارون مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کی بہت سے ہے اور صحابہ کی پیروی کرنی حدیث اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وارد ہی یعنی صحابہ میری تارونکی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگی ہدایت پاؤگی یا اختلاف چارون مذہبون کا سبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سے یعنی مضبوط دلیلونسے ثابت ہے پس پیروی ان مذہبونکی حقیقت مین پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبون کا اس سبب سے بہی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہہ

رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکہا ہی وَفِی زَمَانِنَا هٰذَا اقْتَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ بَیْنَهُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْهِ اَیْضًا قَالَ الْمُنَادِیْ فِیْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یَجُوْزُ الْیَوْمَ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ قَضَاءٍ وَّلَا اِفْتَاءٍ ہماری اس زمانے مین منحصر ہوی ہے تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے اور کہا ہے منادی نی جامع صغیر کے شرح مین جایز نہین ہے اس زمانہ مین تقلید کرنی سوائی ان چار امامونکی نہ تو قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے انکی مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جایز ہے فتوا دینا اور تفسیر احمدی مین ہے قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ یعنی بیشبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جایز ہی مگر ان چار امامون مین سے ایک کی پہر جایز نہین ہے پیروی کرنی اوس شخص کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہوا ان چار امامون کا اور اوسی تفسیر احمدی مین لکہا ہے وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الْاَرْبَعَۃِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَّقَبُوْلِیَّۃٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالْاَدِلَّۃِ اور انصاف یہہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونے پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہے اللہ تعالے کا اور مقبولیت ہے اسکی پہر اس بات مین دلیل اور توجیہ کو کچہہ دخل نہین ہے اور شرح سفر السعادت کی ۳۸ صفحہ مین جو لکہا ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکی اصحاب کے

مین لکہا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہے اَجمَعَ المُحَقِّقُونَ عَلٰی مَنعِ العَوَامِّ مِن تَقلِیدِ اَعیَانِ الصَّحَابَۃِ رض بَل عَلَیھِم اِتِّبَاعُ الَّذِینَ لَوَّلُوا فَھَذَّبُوا وَنَقَّحُوا وَجَمَعُوا وَعَلَیہِ بَنٰی ابنُ الصَّلَاحِ مَنعَ تَقلِیدِ غَیرِ الاَربَعَۃِ لِاَنَّ ذٰلِکَ لَم یَدُلَّ لِغَیرِھِم اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی جنہون نے علم فقہ کو جمع او تفصیل کیا اور آراستہ او خلاصہ بنایا اور وسی بات پر ابن صلاح نے بنا کیا کہ سوائے ان چار اامون کی اور کسی کی تقلید منع کیجاوے گی اسواسطے کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین او اشباہ مین ہے وَمَا خَالَفَ الاَئِمَّۃَ الاَربَعَۃَ مُخَالِفٌ لِلاِجمَاعِ وَقَد صَرَّحَ فِی التَّحرِیرِ اَنَّ الاِجمَاعَ انعَقَدَ عَلٰی عَدَمِ العَمَلِ بِمَذھَبٍ مُخَالِفٍ لِلاَربَعَۃِ لِانضِبَاطِ مَذَاھِبِھِم وَکَثرَۃِ اَتبَاعِھِم اور جو حکم مخالف ہو ان چار اامون کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے اور تصریح کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار اامون کی اسواسطے کہ ان امامونکا مذہب منضبط او آراستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑے بڑی جماعت ہین یعنی ان اامون کی مقلدین سواد اعظم او بہت لوگ ہین او سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب فرمایا ہے تو پہر اس سے معلوم ہوا کہ جس نے ان چار اامون سی کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا او پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کا مخالف بنا اور اونکی فرمانے کی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الاَعظَمَ فَاِنَّہٗ مَن شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص دور

نازان ہوتا ہے اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملا اسپر اعتقاد رکہتا ہو
پہر بہی بسبب اسکے کہ اوسکے دلمین ایک بات ٹہر رہی ہے اچہی بات کو بہی
ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنے برابر کے لوگونکے قول کا تو کیا ٹہکانا پس اس
صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین جمع کر کے خلاف اکلونکے
احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق
ایک نئی راہ پر چلنے لگتا اسمین یہانتک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت
شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی نرہتی اور
ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک
چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوئے تہے اور انکی پیروی اختیار نہین کی
تہی سیکڑون فرقے ہوگئے تہے اور انکی تعداد باقی رہ گئے مگر بعد اسکے
جب علماؤن نے ان چار مذہبونکو خوب ضبط کیا اور انکے موافق احکام
کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب
ان چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نکالا اور یدی کسی نے نکالا ہو تو بسبب
اجماع علماء دین دار کے اور مدد سے بادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج ہونے
پایا خلاصہ انکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے ہے
وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِعَاقِلٍ اَنْ يَّخْتَارَ فِي الدِّيْنِ طَرِيْقَةً اِلَّا مَا اَتْقَنَهَا
السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَايَتُهٗ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ
عَلٰى حَقِّيَّةِ ذٰلِكَ وَلَمْ يُوْجَدْ مُتَّصِفٌ كَذٰلِكَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ
الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِّيَّةِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ
وَتَلَقَّتْهُمُ الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ يُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ يُجْمَعْ عَلٰى
حَقِّيَّتِهٖ لَمْ تَتَلَقَّهُ الْاُمَّةُ كُلُّهَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ

روایتون کو چن کرنا سخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق و
تاویل غیرہا کی آنپین اونکے موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کی وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہ
کام اونکے ہاتہہ سے نکلے انکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور اونکے
طریقے پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضے علمائے مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ کی روایت سے یون لکہا ہے کہ چارون مجتہدون نے جو فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہماری قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہیے کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے تو یہہ کہنا اونکا انکی زمانے سے علاقہ رکہتا ہے
کیونکہ انکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اس لئے بعد انکے جتنے علما گذرے
باوجودیکہ آن کو مسایل کی نکالنے کی قوت او کتاب اللہ او سنت رسول اللہ کا
علم او فقیہوں کی اختلاف کے شناسائی حاصل تہی پہر بہی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کے قوت اور دل کے ستہرائی
اور قلب کی روشنی اور بے طمعی اور نیت کے درستی اور خواہش
نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی بوجہہ کمال تعلق
کی موافق اون مجتہدون مین تہی اپنی ذات مین اونہون نے نہ پائی اور ویسے
تحقیقات او تلاش اور قوت مسایل کی نکالنے کی اونہین حاصل نہوئی اور
مسئلون کی نادرست اور درست کرنے مین کوئی دوسرا راہ سوا اون لوگون
کے مقرر کی ہوئی میسر آئی حکم اجتہاد کے حرام ہوئی اور چارون امامون
کی تقلید کی واجب ٹہر جانی پر او اللہ تعالی اونپر رحمت کرے کہ اچہے
طریقے او مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اون مین
سے ایک یہہ ہے کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہے کہ ہر شخص اپنے سمجہہ پر

سکے مذکور ہوئے نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا کرتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو مجتہد کہتے ہوں تو ایسے کی تقلید ہرگز جایز نہیں ہے دلیل اس حکم کی بہت سی کتابوں میں لکھی ہے اختصار کے واسطے چند کتابیں لکھا جاتا ہے کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں ہے اَلْعَامِيُّ اِذَا سَمِعَ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهُ اَنْ يَأْخُذَهُ بِظَاهِرِهٖ لِجَوَازِ اَنْ يَكُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰى یعنی عامی جب سنے کسی حدیث کو تو جایز نہیں ہے کہ اس حدیث کے ظاہر سے جو سمجھا جاوے اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اوسکے مراد نہوں یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنی حکم مجتہد کے کہ یہ احتمال وہاں نہیں ہے اسواسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور بھی کفایہ کی کتاب الصوم میں ہے اِنَّ الْمُفْتِيَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ مِمَّنْ يُؤْخَذُ مِنْهُ الْفِقْهُ وَيُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْبَلْدَةِ فِي الْفَتْوٰى وَاِذَا كَانَ الْمُفْتِيْ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَعَلَى الْعَامِيِّ تَقْلِيْدُهٗ وَاِنْ كَانَ الْمُفْتِيْ اَخْطَأَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَا يُعْتَبَرُ بِغَيْرِهٖ هٰكَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی لایق یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہوں اور علم فقہ کو سیکھتے ہوں اور اوس شہر میں اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہوں اور مفتی جب اسطرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بھی کرے اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھہ اعتبار نکرے یعنی جو مفتی اسطرحکا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابی یوسف

ولا یعول علیہ حاصل یہ ہے کہ لایق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے
دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما اور پچھلے فضلا نے
اور روایت اوسکی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے
ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب
کو سب علما نے انکی حقیت پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہے اور جو مذہب
کہ تواتر سے منقول نہین ہے اور علما نے بھی اوسکے حقیت پر اجماع نہین
کیا ہے اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکے طرف التفات
اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین **چوبیسون سوال** جو
کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کے ان چار
مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جایز ہے کہ قرآن اور
حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنے
کسی امام مجتہد کے اوسپر واجب ہے اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل
کرنا موافق اپنے سمجھ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کر لینا ضرور ہے
کہ مراد مجتہد سے وہ شخص ہے کہ جسکے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہو اور راہ وسکا مذہب
نقل تواتر سے منقول ہو سو ایسے یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
شرق اور غرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا انکے اجتہاد پر اجماع
ہے اور سب سے علماے کرام اور اولیاے عظام کہ انکے بعد گذرے انہین
چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئی اور انکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے اور نہ کسی کا مذہب تواتر
سے مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتونکی جواب مین سوال سابق

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے
فرض ہے وہ جبہ گروہین اوسمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت
کے مشایخ ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہے عوام پر اسواسطے
کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے سوال کرو شریعت کے احکام کو عالموسے اگر نہین جانتے ہو تم اور مولانا
شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین لکہا ہے چون حدت
وجبہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح
مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را گذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد
درینجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران ہمہ تابع وے چون بیقین معلوم شود کہ او
فرمودہ است درپے دیگرے رفتن معقول نبود و این طریقہ متقدمان است اما
درین روزگار پس این کار صورت نہ بندد وجبہ مجتہدان دین احادیث و آثار را
تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و
تطبیق و توفیق میان انہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائے
ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجا است کہ این کار از دست ایشان
آید ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن و درپے ایشان رفتن سبیلے نبود و چارہ
نے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جب اجماع سے علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو
اختیار کرنا ضرور ہے تو یہہ تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث
صحیح اپنے مذہب کے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے
اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین تو اسمین درمیان متقدمین اور
متاخرین کے اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشوائے حقیقی تو پیغمبر خدا

سے اور تقریر شرح تحریر میں ہے لَیْسَ لِلْعَامِی الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ
بِجَوَازِ کَوْنِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْهِ الرُّجُوْعُ اِلَی
الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِیْ حَقِّهٖ اِلٰی مَعْرِفَةِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِهَا
وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْهِ یعنی عامی کو
حدیث کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہیں ہے شاید اوسکے ظاہر معنی مراد نہوں
یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے کہ اوس عامی
کو معلوم نہیں ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہے پس ایسا شخص جب اپنے فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے
تو اوسپر جو واجب ہے اوسکو چھوڑنیوالا ہوگا یعنی اس واسطے کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو یعنی
کو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور تحریر میں ابن ہمام کے اور تیسیر شرح میں اوسکے
آیا ہے غَیْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُهٗ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ مُجْتَهِدًا
فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِیَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد
مستقل نہو اگرچہ بعضے مسئلہ فقہ میں یا بعضے علم میں وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ میں ہے اَلْفَتْوٰی فِیْ
حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہیں رکھتا ہے اوسکو
مجتہد کے فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد کو اپنے اجتہاد کے موافق عمل کرنا واجب ہے اور مولانا
عبد العزیز مرحوم نے تفسیر میں سورہ بقرہ کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں لکھا
ہے کسانیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند اول ان جملہ مجتہدین
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است
بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان ایسر است فَاسْئَلُوْا

يسأل ولا يعمل الا بما يفتيه المفتي من الائمة الاربعة لعدم الحجة فيمن سواهم قال الله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون اجماع علما کا حق ہونے پر ان چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہیں ہوا اور بیشک سب امت نے ان چاروں کو قبول کیا ہے اور انکے غیر کو قبول نہیں کیا اور بیشک خدا نے تعالی نے اس شخص پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو بھی نجانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکم کو سوال کرے اور عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب کے اماموں ان چاروں اماموں میں سے کیونکہ ویسے شخص کے حق میں سوا اسکی اور کچھ دلیل نہیں ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۸ صفحہ میں لکھا ہے گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جایز نیست در وے تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند بخاری و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرایط روی در حکم کردن بخاری و مسلم بآن جزم نمی توان کرد چہ جایز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیارے رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در صحت رواۃ بر اجتہاد علما و صواب دید ایشان باشد ہمچنین شروط صحت و ضعف پس جایز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثے در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر آن و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تقلید ائمہ مجتہدین

صلی اللہ علیہ وسلم مین اور دوسرے سب تابع اونکے پہر جب یقین معلوم ہو
جاوے کہ یہہ کلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پہر دوسرے کی پیروی
کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث
پر عمل کرنا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدین نے پیغمبر خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے حدیثون کو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو چنکر ناسخ کو
منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے
پہر اونکے آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے
عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کے عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے
کہ یہہ کام اونکے ہاتہونسے نکلے اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کے
پیروی کرین اور اونکے طریقہ پر چلین سوا اسکے اور کچہہ تدبیر اور سبیل نہین
ہے یعنی اس زمانے کے لوگون کو استعداد لیاقت نہین ہے کہ اپنے تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح
دین اسواسطے کسیکو جایز نہین ہے کہ حدیث دیکہہ پاوے ویسا عمل مین لاوے
بلکہ یہی فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنے سمجہہ کے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکہا ہے
اَلْاِجْمَاعُ قَدْ حَصَلَ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَ تَخَلَّفَ
ذٰلِکَ فِیْمَا سِوَاهَا وَاِنَّ الْاُمَّةَ جَمِیْعَهَا قَدْ تَلَقَّتِ الْمَذَاهِبَ
الْاَرْبَعَةَ بِالْقُبُوْلِ وَلَمْ یَحْصُلْ ذٰلِکَ لِغَیْرِهَا وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلٰی مَنْ لَمْ یَعْلَمْ طُرُقَ الْاِجْتِهَادِ وَلَمْ یَعْلَمْ مَا کَانَ عَلَیْهِ
الصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْ اَقْوَالِهِمْ وَاَفْعَالِهِمْ اَنْ

کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اون کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوسپر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے سو خلاصہ
اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے قول پر
اعتماد ہے محدثون کے نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوسکے
امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کے قول پر اعتماد نہین تو پہر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول
کر لی اور اوسپر عمل فرمایا تو پہر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگون مین
مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدث کے قول سے محض بیجا اور دعوی بے دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے
ایک حدیث کو روایت کرکے اوسکے موافق عمل کیا تو اب اوسکے مقابل مین
اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین
اور اوس حدیث کو چہوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پہرنا اور اوسکے
مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کے ۳ صفحہ مین ہے نزد قدماے آئمہ مجتہدین و کبرای ایشان
علمی وافر از حدیث و معرفت جرح و تعدیل و تنکیر و تعلیل و تطبیق و تاویل و ناسخ و
منسوخ بود که الزام ایشان به تقلید و متابعت احکام و اقوال علماے متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد و از حیطہ ضبط و ربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد بر طبق کلامی که از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کے تمیز انہین بڑے کامل تہے یعنی حدیثونکا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنے مین جسقدر ان چار امامون

واکابر سلف است و چون ایشان حدیثے را بتلقی بقبول کردہ عمل بدان نمودند پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علمار محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و الزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے کہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سے اور یہہ دونو مقدم ہین اور کتابون پر تو یہہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے اسواسطے کہ ان دونون کتابون کا صحیح ہونا نہین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جن شرطون کو کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تالاش کین ہوافق ان حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وہ سب شرطین جن راویون مین مجتمع ہین یقین ہی نہین ہو سکتا ہے کہ واقع مین بہی ویساہی ہو کیونکہ جایز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکہکر اونہون نے مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اس لئے کہ مسلم نے اپنے کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ ان راویون مین کچہہ خلل اور نقصان تہا اور ویساہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے تو اب اعتماد راویون کے احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونیمین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد کہا ہو اور اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو تو پہر جایز ہے کہ کوئی حدیث سواے ان دو کتابون کے اور کسی

نے روایت کیا ہے اور اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جایز نہین ہے اور اونکے
مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین اور اوسے شرح سفر السعادت کے ۷ صفحہ مین لکھا ہے این چہار تن از
امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف
و تطبیق و توفیق میان انہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ
و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمہ برین مذہب بودہ اند آرے
مگر انہا ئیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان بر اے
خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یہ چار
مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی
حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سبکے میان موافقت اور
مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرمایا کرا اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت
کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹھا کر شرع کے حکمون کو اونکی
دلیلون سے جنکا خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوا ئی پیروی کرنی
ان چار امامون مین سے ایک کے اور کچہ تدبیرین نہین پڑتی ہے شریعت
کے علما اور طریقت کے اولیا بھی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگون مین سے
جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہونچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ
ان چار امامون کے موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے
۷۰ صفحہ مین ہے دبالجملہ مذہب تو و طریق وصول بمنزل مقصود

کو علم اور امتیاز تھا ان محدثون مشہورون سے تئین اسقدر نہ تو علم تھا نہ امتیاز
تھا تو پھر ان مجتہدون کو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون کے
اور حکم کرنے سے اون جماعت کے یعنی محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے
اور اونکے جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہے اور محدثون کے قول کے اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے
پھرنا درست نہین ہے جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہے کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری او مسلم یا اور کوئی محدث اونکے
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنیفون کو تقلید
کرنی اوسکی درست نہین ہے اور اسی طرح جس حدیث کو اونھون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جایز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت
سے راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین سب بعضے
محدثون نے اونکو عادل سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہین غیر
عادل ٹھہرایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل
کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہوا اور اسی
طرح جس راوی کو اونھون نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثون

در ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود از اول مخیر است ہر کدام
را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے
رفتن بے توہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد
متاخرین علما این است وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَفِيْهِ الْخَيْر اجماع اور اتفاق علما کا
اور صواب دید انکا اس اخیر زمانہ مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی ان چار مذہبوں مین
سے ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کار و بار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ہر شخص ابتدائی
حال مین اپنے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبوں سے چاہے اختیار کرلے
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سے خالی نہوگا اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہوگا علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے اور یہی بہتر
اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین اور
اوسی شرح سفر السعادت کے ۸۰ صفحہ مین ہے در افواہ بعضے مردم چنان
در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و
اتباع در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر راے و اجتہاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ کتاب اللہ
و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است وبی آن درست
نے و چون قیاس و اجتہاد آن امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمام است
است این گمان را مجال نبود ما نا کہ سبب وقوع درین ورطہ آن بود کہ بعض محدثین
کہ در مذہب امام شافعی بودند و رکتابہاے کہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح
و مشکواۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع کردند و در احادیث

ابواب درآمدخانه دین این چهار است هر کدام ازین راه ها و دری ازین درها اختیار نموده براه دیگر رفتن و دری دیگر گرفتن عبث و لاده باشد و کارخانه عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد هم از مذهب واحد مختار روایتی که دلیلش احسن و قوی و فائده اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و اوفر بود اختیار کند و بر رخصت و مساہله و حیله اندوزی نرود و این طریقه متاخرین است و شک نیست که این طریقه محکم تر و مضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود کے پہونچنے کی راہ اور دین کے گھر میں آنے کا دروازہ یہی چار مذہب ہے جس کسی نے کہ ان راہوں میں سے ایک راہ کو اور ان دروازوں میں سے ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ مین درآنا بے فائدہ اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دینا ہے اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑنا ہے اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرکے اوسمین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور احتیاط اوسمین زائد ہو اوسی کو اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نہ کرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی و فتنہ انگیزی اور فساد پردازی نہ کرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہے اور اوسی شرح سفرالسعادت کے ۲۴ صفحہ مین ہے قرار داد علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعین و تحقیق مذہب است و ضبط

آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس او را مقابل نص کرده باشد و نیز
علم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخرین خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرایط صحت
و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
پس از آن از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین به ضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وی در زمان امام ابو
حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و فور فضل
و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
را نیز با آنجناب حسد گونه بوده و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این حال
است امام شافعی رح را به بیند که چه مدح وی و مدح اصحاب وی می کند و میگوید
النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى فِقْهِ أَبِي حَنِيفَةَ و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابوحنیفه
باحادیث و اقوال صحابه است دیگر این است اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قسام آن درست
نزد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز به قیاس موثر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبهی و
قیاس طرد وی همه نزد وی متروک و غیر معمول است و در
چندین مواضع قیاس را باحادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده
اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابوحنیفه تقلید صحابی را در آنچه صحابی باجتهاد خود گوید
واجب داند و شافعی گوید هم رجال و نحن رجال یعنی ما و ایشان در اجتهاد برابریم
همه مجتهد انیم مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد نقل است که امام ابوحنیفه رح فرمود که

٦٥

مذہب حنفی براہ طعن وجرح رفتند واین ہمہ بے گوشہ تعصبی نخواہد بود واکثر ایشان
باحنیفہ بے گوشہ تعصبی نباشد عفا اللہ عنہم نظر در کتب حنیفہ کہ در دیار عرب مشہور
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواہب الرحمن کتابی است
درین مذہب شارح او التزام کردہ است کہ دلیل از آیات قرآن وحدیث
صحیحہ بیارد وگفتہ اند کہ نزد وے کتب رفقہا بود کہ احادیث مسموعہ خود را دران
ضبط کردہ وگفتہ اند کہ مشایخ او کہ از ایشان استماع حدیث کردہ ورای جماعتے
از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ از تابعین سہ صد کس بودہ اند وآنہا کہ از وے
مستند کردہ اند پانصد کس اند ومجموعہ استاد وے در علم چہار ہزار کس اند و
جمعی آنرا بر ترتیب حروف تہجی جمع کردہ اند وچون احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک
نمودہ امام ابوحنیفہ بدان تمسک نمودہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف
احادیث است وحال آنکہ درینجا احادیث دیگر است صحیح تر وقوی تر ازان
کہ بدان اخذ وتمسک نمودہ واین معنی بتفصیل بیان کردہ واثبات
نمودہ اند ما اگر انرا ذکر کنیم سخن دراز گردد وبالفعل آن مباحث موجود است
طالب حق را باید کہ بدان رجوع کند وفی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول
ومنقول است وما نا کہ در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آن امام ہمام آن
بود کہ در تفہیم وتبیین مذہب خود بجہت رعایت طبایع عامہ خلق کہ مجبول اند بر
تطابق معقول ومنقول وتائید نقل بعقل اقتصار بر دلیل معقول کردے
وبہ قصد تسلیہ وتشفیہ طباع ایشان در کشف آن می کوشیدی والا اصل تمسک
واستدلال وبکتاب وسنت واقوال سلف بود وخود چہ صورت دارد کہ بی رجوع بکتاب وسنت واجماع تمسک
بقیاس کند وحال آنکہ شرط عمل بدان عدم آن اصول است ودلائل عقلی ایشان در حقیقت برای
تائید وترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بقیاس را ولا بد از احادیث

٦٤

جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قران اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول
ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین
درج کیا تہا اور عمدہ یہی ہے کہ اوستاد سب اونکی جنہون سے اونہون نے احادیث
سنی تہین سواے صحابہ کی تین سو تابعین تہی اور جن لوگون نی کہ امام سے
اونکی مسند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سے دلیل لاتی ہین اور امام ابو حنیفہ رح اونسی دلیل نہین لاتی تو
لوگون نی گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہے اور حال یہہ
ہے کہ ان حدیثون کی سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت زیادہ
صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتی ہین
اور اس بات کو لوگون نی بالتفصیل بیان کیا ہے اگر ہم اون سب کو ذکر
کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین طالب
کو چاہیے کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تا کہ ان سب حدیث
مخالف کو دیکہکر شک اور شبہہ مین نہ پڑے اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے
دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات
مین یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتی
اس لیے کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے موافق
نہو تو اوسپر خوب اعتقاد نہین لاتی اس حجت سی امام اعظم رح لوگون کے
تسلی اور تشفی کے واسطے مسئلکی دلیل کو عقلی وجہہ سی ظاہر کرتی تہی و حقیقت

عجب از مردم کہ مرا نگویند کہ وی فتوی برای خود مید ہد وحال آنکہ من ہرگز فتوی برایم نگر بہ آنچہ ما تو ثر وی است وامام حجت عبداللہ بن مبارک کہ از وی رض نقل کردہ کہ گفت آنچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس والعین وآنچہ از صحابہ رسید نیز اختیار کنیم واز گفتہ ایشان نبرائیم ولیکن چون چیزی از تابعین بیاید باو ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم ودر تحقیق حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے بعضے لوگون کے گمان مین ہے کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی اونکے مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر ان چیزونکے اجتہاد درست نہین ہے اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کے اجتہاد پر متقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدون کے نزدیک ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکے مانند تو اپنے مذہب کی دلیلین ڈھونڈہ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کے موافق ہین چنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث کہ ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت مین یہ سب تعصب سے باہر نہ تھا اور اکثر ان لوگون سے تعصب اور بغض سے خالی نہین تھے تو اس صورت مین چاہئے کہ حنفی مذہب کے کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کیجا وے تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قران اور حدیث کے ہے

٦٦

ہوتو اوس سی لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
تہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا افضل و علم تہا اکثر لوگ
اون پر حسد لیجاتی تہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی اون جناب
کی ساتہہ حسد تہا اور حقیقت تو یہہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے تو ایک
عالم کا محسود ہو جاتا ہے تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا
انکی امام شافعی رح کو دیکہا چاہیی کہ کسقدر تعریف امام اعظم اور اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلَى فِقْهِ اَبِي حَنِيفَةَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جسقدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہے
دوسرے مجتہدون کو نہ تہی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہرچند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح کا
تو یہہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتی
آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوسے حدیث معتبر نہ ملتی
تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی
حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتی ہین اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو
جس بات مین کہ صحابی نی اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتی ہین اور
شافعی کہتی ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بہی مجتہد تہی اور ہم بہی مجتہد ہین مجتہد
کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہی اور امام حجت عبد الله ابن
مبارک نی امام اعظم رح سی روایت کی ہی کہ فرمایا ہی امام اعظم رح
نی کہ جو کچہہ حدیث شریف مین آگیا ہے تو اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتی ہین اور جو کچہہ
کہ اصحاب سی مروی ہوا ہی اوسکو بہی ہم اختیار کرتی ہین اور اوسی باہر

مین دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ کی تھی اور فی الواقع ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جبتک قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا جاوے تبتک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب کسی اس تینون مین نملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کرے تو پہر ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہے کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطے ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر تھی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور پر نہوتی تھی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتھہ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تھی اور یون نہ تہا کہ حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتی نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ اور تیسری بات یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانہ مین اور پچھلے زمانہ مین مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہوسکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام اعظم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی پہر اون کے زمانے کے بعد راوی سب دوسری ہوسے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلی زمانہ کی محدثون کی نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹھہری اسواسطے کہ اون محدثون سی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہوے یعنی راوی سب اس حدیث کی اون لوگون اور حضرت کی درمیان آگے سی زیادہ ہوئی اور اون سب راویون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنی زعم کی موافق پہر اگر کسی محدث نی جو امام اعظم کی پیچھی تہی کسی کو ضعیف کہا

جانی کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے دوسرا جانی کہ مراد اس حدیث
سی کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھی تیسرا جانی کہ یہہ حکم
ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم بہی داخل ہین دوسرونکی واسطی خاص نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سی ایک بات کو نجانیگا تو اوسکی حق مین وہ ثابت
نہوگا مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونیمین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر
سی سنی تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہے اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا اور اسی
طرح سے جب جانی کہ یہہ حکم مجہپر نہین ہے بلکہ دوسرونکی حق مین ہی جیسا
حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کی حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا ہے جب
بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے کوئی
حکم فرماتی تہی تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو
ظاہر ہی کہ جب کسی مسلمان نی حضرت کی زبان سی کوئی حکم سنا تو یقین جانا کہ یہہ
حکم رسول خدا کا ہی اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام
ہر ایک کو اوسکی سمجھہ کے موافق حکم فرماتی تہی کہ کسی طرح سے اوسکو شبہہ باقی
نرہتا تہا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نی خود فرمایا ہی کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ
بات کرو لوگون کی ساتہہ انکی سمجھہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اونکی عقل کی
سی کرو کہ اونکی ہدایت مین آسانی ہو پہر اگر کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب
واضح کرکی ارشاد کرتی کہ اوسکو کچہہ شبہہ نرہتا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہے عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَکَلَّمَ
بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰی یُفْهَمَ عَنْهُ یعنی انس رض نی کہا ہی

نہین آئی ہین لیکن جو کچہہ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پہر ہم بہی تحقیق کرین گی اور حق کو تلاش کرین گی

پچیسوان سوال

جواب سی سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون اامون مین سی ایک کی تقلید اوسپر واجب ہی اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکی امام کی مذہب کی مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جایز نہین ہی باوجود اسکی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نی فرمایا ہی اُترُکُوا قَولِی بِخَبَرِ الرَّسُولِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم یعنی جب کوئی حدیث ہماری قول کی خلاف پاؤ تو اوس پر عمل کرو اور ہماری قول کو چہوڑ دو اور اسی طرحسی اور اامون نی بہی فرمایا ہی تو پہر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکری تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر بہی عمل نکیا اور امام کی حکم پر بہی نچلا اور دوسری بات یہہ ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتی تہی عمل کرتی تہی یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تہا کہ جو حضرت فرماتی اپنی اپنی سمجہہ کی موافق عمل مین لاتی اور ایسا فرق نہین تہا کہ جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کی فرمانی کی موافق اور اپنی دریافت کی مطابق عمل کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کی قول کو چہوڑ کر اور کسی صحابی مجتہد کی مثلا ابو بکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو پہر اسمین کیا سبب ہی کہ اس زمانہ مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوی یا کوئی معتمد عالم سے سنی تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جایز نہووی بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلی جاننا چاہئی کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کی نزدیک ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضروری تہی ہر شخص جبتک تین چیز کو نجانی تب تک کوئی حکم کسی حدیث سی اوسکی نزدیک ثابت نہین ہوتا پہلا

کی ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اسواسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہی اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونی کی دو صورت ہی ایک
تو یہہ کہ اپنی کان سی حضرت کی زبان مبارک سی سنی اور بعد انتقال حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی یہہ صورت اختیار سی جاتی رہی اور دوسری صورت یہہ
کہ خبر تواتر سی سنی اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنی والی اس حدیث
کی ہر زمانی مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکری کہ اتنی لوگ
سب کے سب جھوٹھہ کہتی ہین اور خبر تواتر مین یہہ بھی ضروری کہ ابتدا سی انتہا
تک ہر زمانی مین اور ہر طبقی مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسری سی برابر
سنتی چلی آتی ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتی ہین اور ایسی حدیث کو
متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی
عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی پہر ایسی روایت سی اوس جلد مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اسقدر آدمی نقل
کرتی ہین تو سنتی ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہی مثال اوسکی بغداد کی شہر کا نام
[illegible] بادشاہ کا نام اور اسی طرح سی قرآن شریف کی کلام خدا ہونی مین
ہم کو تو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سی ثابت
ہی کہ حضرت صلعم نی اوسکو خدای تعالی کا کلام فرمایا ہی پہر بعد حضرت کی جب پہلی
صورت متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونیکی لئی ایک صورت تواتر کی باقی رہی
پہر اگر اتنی راوی اوس حدیث کی نہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین
اسطرحکا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہین اس
واسطی اللہ تعالی نی گمان غالب کو یقین کی قائم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تا کہ
بیشبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنی
حال کی قرینی سی یا حضرت کی حال سی یا اور بعضی لوگونکی حال سی یا اپنے
سوال کی قرینی سی یا حضرت کی کلام کی سیاق سی یا اور لوگونکی گفتگو کی رو سے
حضرت کی مراد سمجہہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوسکی آگی مذکور
ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوئی اوسکی کنہہ کو نہین
پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی تہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتی تہی اور حضرت کی عادت سی خوب واقف تہی اور آپ کی
صحبت کی تاثیر کی سبب اون کی دل مین صفائی اور روشنی ہوگئی تہی کہ سخن
کی تہہ کو پہنچتے تہی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت کرتی
تہی جیسا کہ حضرت عایشہ رض کا حال تہا اور نمونی کی واسطے اوسکی
مثال آگی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے نہ سمجہتا
تو وہ ناچار پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نی اول ایک
بات فرمائی پہر کسی صحابی نی پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سی کیا مراد ہے حاصل کلام
یہہ ہے کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوس کے
مراد کو کسی ایک طور سے سمجہہ لیتا اور ان باتونکی تفصیل اور ہر ایک کی مثال
لکہنی مین کلام دراز ہوگا اسواسطے یہان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی شرح
کی بیان مین ... کی حال و مثال اوسکا معلوم ہوگا ... بعضی
بات ... [illegible] ... حاصل ہوتا تہا
[illegible]
[illegible] ... اگر دوسری ... کیون فرمائی ... حضرت

ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین
مین مفسد جیسا کہ اگلی زمانہ مین وضاع لوگ گذری ہین اور بعضی آدمی ایسے
بہی ہوتی ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کی سبب سی
یا اپنی زعم مین کسی ضرورت کی جہت سی کبہی جہوٹہہ کہتی ہین اور اپنی اعتقاد مین
اسکو دینداری سمجہتی ہین جیسا کہ مولانا عبدالعزیز نی رسالہ اصول الحدیث
مین لکہا ہی کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کی سورتون
کی فضیلت مین اوس نی بہت سی حدیثون کو وضع کرکے رواج دیا تہا
اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگون نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت
تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نی ان حدیثون کو بنایا ہی اور نیت میری نیک تہی
کیونکہ مین نی لوگونکو دیکہا کہ قران کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسری علوم کیطرف
مثل تواریخ اور فقہ کی زیادہ مشغول رہتی ہین تو لوگونکو رغبت دلانی کیواسطی
یہہ حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سی یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سی
اگر قران پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی
طرح سے بعضی واعظ اچہی کام مین رغبت دلانی کیواسطی یا بری کام سے ڈرانی
کی لئی حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی رکہتی ہین باوجودیکہ جہوٹہہ بات کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر
مین حرام ہے اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچہہ اوسنی سنا ہو خوب سمجہتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو اگر اوسکی
فہم مین نقصان یا اعادہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہہ خلل ہوگا تو اوسکی
روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونی کا دو طریق ہی اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت

غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق میں ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال
خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں ہی وَعَنْ ابْنِ سِیْرِیْنَ
قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قرآن اور حدیث یہی دین اور
اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سی سیکہتی ہو دین اپنا یہہ کلام اشارہ
ہی اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنیمین احوال راوی کی یعنی حدیث
کی راوی کو خوب تحقیق کیا چاہئی کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار نیک
کردار ہو اور نہ لیا چاہی حدیث کو ہر کسی سی جو کوئی روایت کری مخصوصا صاحب غرض جو
نیا مذہب نکالنی والی جدا طریقہ رواج دینی والی ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج
دینی کیو اسطی بہت سی باتین دین مین افترا کرینگی اور جہوٹہہ حدیثین لوگونکو سناوینگی
یہہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوٰۃ کا ہی پہر جب کسیکو راوی کے عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حقمین اوس کلام کی حدیث ہونی پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنی افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہی
تو ظاہر حال سی اوسکی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت مین بہی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جہوٹہہ کہنا حرام ہی خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جہوٹہہ بات کو افترا کرنا بڑا
گناہ ہی اسلئی ایسی شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین
ہوتا ہی اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسیطرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے
اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جایز ہی اسواسطی
کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہو سکتی ہین اور اوسکی نیت اور ارادی اور
اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہی ہوتی

کوئی کسی طرحکا جہوٹہہ نکہی لیکن جو کچہہ لوگون سی سنے بی تحقیق کئی ہوے اوسکو روایت
کری تواسی قدر بس ہے جہوٹہہ کہنے کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بی تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیمین دروغ گو بنتاہی تو کوئی حدیث بی تحقیق اور بدون علم
کی روایت کرنیمین اوسکا کیا حال ہوگا پہر اس زمانہمین یہی اگر کوئی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوسپر واجب اور ضرور ہی کہ اپنی اوستاد سی یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی گذری ہین ہر ایک کا
حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سی کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری جب ہر
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سی معلوم ہوجاوی تب وہ حدیث اسکی حق مین ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کی حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکی حق
مین وہ حدیث ثابت نہوگی پہر اس زمانہمین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہی بلکہ متعذر ہی کیونکہ کس قدر لوگ گذری ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سی تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہی اور سابق مذکور ہوا
ہی کہ راویون کی حال کو بالیقین جاننا ضرور ہی اور یقین سی جاننی کی دوہی
صورت ہی یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہی یا خبر تواتر سی سنی اور بعضی
لوگو نسی اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکہنا کفایت نہین کرتا پہر
جب یہہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکہنا
یا صرف کسی عالم متہد سی سننا کسی کی حق مین کافی نہوگا کیونکہ اوسکی حقمین ثابت
موقوف اس بات پر ہی کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویونکا
بالیقین معلوم کری اور ان دونون صورتونمین راویونکا حال کچہہ ثابت نہوا

مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکی دریافت کری دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سی معلوم کری یعنی اسقدر لوگ اس
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکری کہ یہہ
سب کی سب اوسکی جہوٹہہ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوس کی
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سی ایک طور سی یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطی سی زیادہ
ہو تو پچہلی راوی کا حال اون دونون طریق سی معلوم ہوسکتا ہی لیکن اوسکے
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کرگئے ہین رویت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہی
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہوسکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب
ہوگا اور اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسیطرح کا اوسکی
حال مین شبہہ واقع ہوتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچہہ معلوم نہون تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا ذکر ہی گمان
غالب بہی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو
روایت کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنی کو مجہسے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہسے ہی
آخر تک اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جہوٹہہ کہنی مین اس قدر کہ حدیث کری جو کچہہ سنی یعنی اگر

اونسی کیون نہین اپنی اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی ہی اور افسوس صد افسوس ہی اوسکی حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد متقدم کی تقلید سی انکار کری او عار رکہی اور پہر آخر مین دوسری عالم کی کہ جنکو نسبت شاگردی کی ہی آنحضرت رح کی ساتہہ نہین ہی تقلید کری مذ اسکو اپنی پناہ مین رکہی ایسی حماقت او ضلالت سے اور امام ابو حنیفہ رح نی جو فرمایا ہے اُتْرُكُوا قَوْلِي بِخَبَرِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سی پاؤ تو ہماری قول کو جو ہمنی اپنی اجتہاد سی کہا ہی اوسکو چہوڑ دو پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چہوڑنی کی کچھہ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نی یہہ فرمایا ہی لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کی حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتی يُتْرَكُ قَوْلِي كُلُّ مَنْ سَمِعَ خَبَرَ الرَّسُولِ یعنی جو کوئی حدیث سنی تو چہوڑ دی ہماری قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنی شاگردون کی لئی کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنی کی تہی جیسی امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنی کی واسطی ایک شرط جو سابق مذکور ہوی اوسکی سوا اور بہی بہت سی شرطین ہین کہ آگی مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانی کی عالمون مین بہی متعذر ہی لیکن خدای تعالی قادر ہی کہ کسی کو وہ مرتبہ اپنی فضل سی عنایت کری جیسا کہ جواب سابق مین شرح منار سی منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہکر شبہہ کری اور کہی کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہی تو پہر سابق کی مسئلون مین حدیثون سی کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ تہمی اون مسئلون کو کہ سابق ذکر

اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کی حق مین ثابت ہوا کہ جس نی اس کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا طالب کی حق مین تو یہہ ضرور ہی کہ سب کا احوال خود تحقیق کرے اور تواتر سی سنی تب اوسکی حق مین ثابت ہوگا اور اس مقام کی بیان اور تحقیق سی کوئی یہہ نہ سمجہی اور نہ کہی کہ اس تقدیر مین کسی کتاب حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کی یعنی کسی حدیث کی پانی کا دو طریق ہی ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کر کی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق کی پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکہکر اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دوسری ہی پہر اگر ایک شخص نی کسی عالم محقق پر اعتماد کر کی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹہری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانہ مین جو شخص آرزو رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ ہوس اوسکی ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنی مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی جیسا کہ بیان کیا گیا آخر کو اوسی مین جا گریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید کر کی اوسکی کتاب پر اعتماد کر لیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اکتفا کیا لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنے کیواسطے اور اوس سی علم نکالنی کی لئی جو سب علم ضرور مین جیسا کہ آگی مذکور ہوگئین کہان سی حاصل کریگا آخر کو گہبرا کر لاچار ہو کر حدیث کی مراد کو سمجہنے اور علم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی تو حقیقت مین پہر انتہا اور ٹہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی سی

سند بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کی قول کو ہی اسواسطی کہ امام
اعظم کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تہا وہ اس زمانہ مین تہی کہ جنکی
خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نی دی ہی کیونکہ وہ تابعین سی تہی اور بیس
صحابی سی اونکو ملاقات ہوی اور سات صحابی ہی اونہون نی حدیث روایت
کی جیسا کہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سی حدیث کو سنا اور
کئی صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس تہی جیسا کہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پہر ظاہر یہی ہی کہ جسقدر اونکو حدیث صحیح پہنچی تہی اور
جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدون کو اور حدیث کی
کتاب جمع کرنیوالون کو جو اونکی بعد ہوی ایک کو بہی یہہ بات حاصل نہ تہی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا
منسوخ یا ماول کسی تاویل کر کی جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت
سی مذکور ہوی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل
اور دلایل کو حدیث کی کتابون سی ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو
آخر بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا
ماول یا اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیسا کہ آمین بالجہر کی رفع
یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اوسیطرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہے تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہے جیسا فتح القدیر اور بحر الرائق
اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج الہدایہ
وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکہتا ہی تو چاہئی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور اصحاب اولیا اونکی مقلد تہی اور مرتی دم

کیا ہی اوس سب کو ہمارے امام نے قران او رحدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی
کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط
ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نی ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سی
جن جن کتابون سی پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہہ نہ پڑے اور جو مسئلہ
کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع
نہین ہے اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوی
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سی
خالی نہین ہی یا تو امام اعظم کی قول کی موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوی تو
کچھہ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل
کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی نہ پہرانا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا
قول بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحۃ یا ضمنا ہو
اور یہہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نی اپنی قیاس کہا
ہو کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قران اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوی
اور یہہ شبہہ بہی محض بیجا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تہی اس واسطے
کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تہی اور وہ زمانہ تابعین کا تہا اور
لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکہتی تہی اور ڈرسی بہولنی کے عالمون
مین اکثر چرچا اوسکا رہتا تہا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا ہی عمل اوس پر ہوتا تو ظاہر ہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی
اور لوگون کی عمل مین آتی پہر صرف یہہ گمان اور شبہہ کرکی امام اعظم کی تقلید سی
بہاگنا اور دوسری محدث کیطرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہی نعوذ باللہ

سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنے والے ہوتے ہین ستر ہوئے اور مشکوۃ کے
شرح مین شیخ عبدالحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین
علما کا اختلاف ہے لیکن مختار یہہ ہے کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکہتا ہو
تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین اسکے بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجہنی بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین لبطریق مثال کے چند
امور ذکر کئے جاتے ہین اور وہ شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو
اونکا سمجہنا دشوار ہے یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اونکو اصول فقہا اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکہی اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانتے تا کہ لفظی معنی کو اولا سمجہی جیسا کہ مایۃ المسایل مین ہے حافظ
ابن حجر نے فتح المبین مین لکہا ہے اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلَى الْاَحْكَامِ الْخَمْسَةِ
لِاَنَّهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَى الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِّنْ تِلْكَ
الْاَحْكَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ عَلَى الْكِفَايَةِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِيَّةِ
الْوَاجِبَةِ الْمُتَوَقَّفِ عَلَيْهَا فَهْمُ الْكِتَابِ كَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَالْ
الْمَعَانِيْ وَالْبَيَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کیطرف تب خالی نہوگا ایک

تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی مسلمانون مین تخمیناتین حصے حنفی ہونگی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہانکی امام اعظم کے مذہب کی موافق احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی الیقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہے ایک اور امر بہی ضروری ہی اور وہ یہہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ او بعبارتہ یعنی بدون تغیر اوسکی لفظونمین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہ کی موافق مطلب اسکا اپنی عبارتمین ادا کیا ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سی خالی نہین یا گر راوی مجتہد ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہی یعنی لفظ تہوڑی اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پہر جو مجتہد ہی تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو منضبط نکرسکیگا اور غرض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر اکثر غلطی مین پڑجاویگا اسلیئی ایسکی روایت پر اعتماد نہین جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث ترو تازگی دیوی خدا اوس بندہ کو کہ جس نی سنا ہماری کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگونکو آخر تک وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنی تازہ رکہے خدا اوس مرد کو جس نی سنا ہم سے کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا

یہہ ہے جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کے موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے
بلکہ مقبول ہے جیسا علم لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس سب کا معلوم اور فایدہ
اسکا ظاہر اور کلام اللہ کے دریافت و قران اور حدیث کی معنی سمجھنے پر یہ ذریعہ
ہے تو یہہ سب بہی شرع کا حکم ہے اور اسیطرح سے سب مذہبکو معین اور
مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع میں مقبول ہے او فاعل کو اوسکے آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہے پہر اوسکے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کے سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بہی ضرور ہین منجملہ ان شروط کی یہہ ہے
کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی روش اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت
سے الفاظ حدیث اور قرآن کے ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجیے تو ایک
معنی سمجھے جاتے ہین اور اگر سیاق اور سباق کیطرف لحاظ کیجیے تو مراد اوس کلام کی دوسرے
معلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب التیمم مین ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ کہا جابر نے کہ نکلے
ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سے ایک مرد کا سر پتہر سے ٹوٹا اور بعد اسکے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنے ہمراہیون سے پوچہا کہ آیا تم سمجہتے ہو کہ تیمم ہمارے
واسطے درست ہے بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اسواسطے
کہ تیرے پاس پانی موجود ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کر کے کہا کہ
تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہو کر اوسنے غسل کیا پہر پانی اوسکے زخم مین سرایت
کر گیا آخر کو وہ مر گیا جابر رض کہتے ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے
اور حضرت نے اس قصے کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا
فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی فتوی دینے والون نے اوسکو مارڈالا خدا تعالی اونکو مارے
چونکہ اونہون نے بے علم کے فتوی دیا اسواسطے حضرت نے اونکو بددعا دی اور

ان پانچ احکام سے پھر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہے سیکھنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہے اسپر سمجھنا قران کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی سمجھنا حدیث کا بھی موقوف ہے ان سب علموں پر اور مایۃ المسایل مین ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِی فِی شَرْحِ الْبُخَارِی فِی بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُفْیَانَ الدُّئِلِیّ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیّ ابْنِ اَبِیْطَالِب رض کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود ظالم کی کہ وہ شخص پہلا ان لوگونکا ہے جس نے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے پہلے تو حضرت علی نے علم نحو کو تصنیف فرمایا پھر اون کی بعد اور لوگونکی بہ نسبت اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مایۃ المسایل مین ہے وَفِی الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنْ اَبِی بَکْرٍ مُحَمَّدِ ابْنِ الْقَاسِمِ الْاَنْبَارِی فِی کِتَابِ الْوَقْفِ وَابْنُ عَسَاکِرَ فِی تَارِیْخِهٖ عَنِ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَّا یُقْرِئُ الْقُرْاٰنَ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَةِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر در منثور مین ہے ابی بکر محمد ابن قاسم رض سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر فاروق نے قرآن شریف پڑھاوے آدمیونکو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا ابو الاسود کو تصنیف کرنیکو علم نحو کی اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث کی شرح مین وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِی ذٰلِکَ بِاَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ شَیْءٌ مِّنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِهٖ فَلَیْسَ بِرَدٍّ عَلٰی فَاعِلِهٖ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِّنْهُ کَاشْتِغَالٍ بِعُلُوْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ فَذٰلِکَ کُلُّهٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهٗ ظَاهِرٌ فَاِنَّهٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَةِ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَهْمِ مَعَانِیْ کِتَابِهٖ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَتَکُوْنُ مَامُوْرًا بِهٖ وَکَوَضْعِ الْمَذَاهِبِ وَتَدْوِیْنِهَا فَاِنَّهٗ مَقْبُوْلٌ مِّنْ فَاعِلِهٖ مُثَابٌ مَّمْدُوْحٌ عَلَیْهِ

ہو نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین لکہا ہے اور یہہ حدیث عمرو بن شعیب کے طویل ہے جتنا
یہان درکار ہے لکہا جاتا ہے فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم فکلوہ الی عالمہ
یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بات قران سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو
اوسکے عالم کیطرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنی جو کوئی
فتوی دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اوسپر ہے کہ جسنے اوسکو فتوا دیا اب خوب
غور کر کر سمجہا چاہیے کہ اصحاب حضرت کے اہل زبان تہے قران اور حدیث کو خوب
سمجہتے تہے کیونکہ اونہین کی زبان کے موافق قران اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود
اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکہتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
بتانے اور فتوی دینے کو منع فرمایا اور بیروی کرنی کسی عالم کی لازم کیا پہر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات واستعمالات پر بہی مطلع نہو اور دیگر علوم کہ قران
اور حدیث کے سمجہنے کیواسطے ضروری ہیں اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ
قران اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسے کو فتوا دینا اور قران اور حدیث سے مسئلہ نکالنا
بلاشبہہ حرام ہے اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونیکے حضرت علیہ السلام
کی بددعا مین پڑگئی تو پہر ایسے لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بہی کچہہ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑجاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہی
مین پڑکر دوسرونکو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہے عن
عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا
یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء

فرمایا کہ اگر تم علم نہیں رکھتے تھے تو کسواسطے علما سے نہیں پوچھا کہ نہیں ہے دوا
نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے
کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کر کے حکم دیا اور آیت کی اگلی اور
پیچھے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلے اوسکے فرماتا ہی وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار
ہو یا سفر مین ہو اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ
یعنی خدا تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تمپر کرے کہ اوسمین تمپر سختی اور
تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس آیت سے یعنی
فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً سے یہہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین
تیمم درست ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کے حق مین تیمم درست تہا اور اسی
واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہو کر اونکو بد دعا دی نعوذ باللہ من
غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت
علیہ السلام کی بد دعا مین پڑین اس حدیث سے کتنی فایدے حاصل ہوے پہلا یہہ کہ
بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکہتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملاوے
تو مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب
سمجھنیکا نہو اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بھی ہو لیکن اوسکے ساتھ بھی
اوسکو قرآن سے اپنے سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے تیسرا یہہ کہ
جسکو قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی رای اور اپنی عقل ناقص
کو قرآن مین دخل نہ دیوے اور چوتہا یہہ ہے کہ اگر کوئی بے علم کسیکو غلط مسئلہ بتادے
اور اسمین کچھہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالے پر پڑتا ہے اور پانچوان یہہ ہے کہ جو کوئی
ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی اور دعاے بد مین پڑیگا
اور ظاہر ہی کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب الہی مین بھی گرفتار

اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہیں ہے مثلاً وضو میں اگر فرمان
برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا
نیت نہو جیسا کہ کوئی تالاب میں بی قصد کی گر پڑا اور وضو کے اعضا کا
غسل اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا ماندگی کو
دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمیں ثواب نہیں لیکن وضو درست
ہے نماز اس وضو سے جایز ہے دوسرے بار وضو کرنیکی ضرورت نہیں پھر جب
اس حدیث کو پچھلے کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ بیچ اس
کے یہ مضمون ہے کہ ہر مرد کو واسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا پھر جس نے
ہجرت میں خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہ ہے
ہے یعنی ثواب ہے اب جسنے ہجرتمیں دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہے یعنی کچھ ثواب نہیں جیسا کہ مشکوۃ کے پہلی حدیث ہے عن عمر
بن الخطاب رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم انما
الاعمال بالنیات وانما لامرءٍ ما نوی فمن کانت هجرته الی الله والی
رسوله فهجرته الی الله والی رسوله فمن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او امرأة
یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه متفق علیه ترجمہ اسکا موافق شرح عبد الحق دہلوی
کے یہ ہے کہ کوئی عمل بے نیت کے معتبر نہیں اور نہیں ہے ہر ایک مرد کو واسطے
مگر جو کچھ کہ نیت کیا ہو اوسنے پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کیطرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
ہی کی طرف ہے یعنی ثواب بہت ہے اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کیطرف
ہو تا کہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کیطرف تا کہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکے

حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہہ ہے کہ آخر زمانہ میں علما نہیں رہیں گے اسوقت لوگ جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تب وہ جہال بدون علم کے فتوا دین گے پہر وہ آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بہی گمراہ کرینگے نعوذ باللہ نہا پہر جانو کہ قرآن کیطرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ مراد انکی سمجہنے موقوف ہے اگلی یا پچہلی بات پر اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک ٹکڑا حدیث کی نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہے یا اس سبب کہ باقی کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اسی قدر سنا تہا لیکن جب اوسکی روایت کو دوسرے راویونکی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہہ جملہ بہی ہے تو اگر کوئی صرف حدیث کی اوسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجہی جاتی ہے لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہی جیسا کہ یہہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ تو اس کلام کی مطلب یہی سمجہا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہے اگر کسی عمل میں نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بہی ملتا ہے اور اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہیں مثلا اگر وضو میں نیت نکرے تو وضو صحیح نہیں ہے اور ثواب بہی نہیں ہے اور اوس سے نماز بہی درست نہیں بلکہ دوسرے بار وضو نیت کے ساتہہ کرنا فرض ہے لو امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یوں فرماتے ہیں کہ جزا ہر عمل کے موقوف نیت پر ہے یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر ہے یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کے رضا کے واسطے کرتے ہیں تو اسمیں ثواب ہے

لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے اور بعضے محدثون نی جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بے انزال کے غسل واجب ہوتا
ابتدائے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکے جاننا اس باتکو کہ راوی
اس حدیث کا ابتدا سے اس قصہ کے حضرت کے حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین
یا آخر مین کیونکہ بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بڑا
اختلاف ہوتا ہے تو جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد
ہوگا اور اوسکی حدیث سے مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سے انتہا
تک حاضر نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرتکی مراد ایسی حدیث
سے سمجھی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے عن ابن جبیر
قال قلت لابن عباس رض عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم في اهلاله حين اوجب فقال وجب فقال اني لاعلم الناس
بذلك انها انما كانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة واحدة
فمن هنالك اختلفوا اخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجا فلما
صلى في المسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجبه في مجلسه فاهل بالحج
حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم ركب
فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك ان
الناس انما كانوا ياتون ارسالا فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل
فقالوا انما اهل حين استقلت به ناقته ثم مضى فلما علا على شرف البيداء
اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء وايم
الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل حين علا
على شرف البيداء اخرجه ابو داود خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ ابن جبیر رض

٩١

ہجرت اوسی چیز کیطرف ہے جسکی طرف ہجرت کی یعنی کچھہ ثواب نہیں ترجمہ
تمام ہوا پہر قریب ہنے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے وہی ہے جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جسکی ہجرت لِلّٰہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر لِلّٰہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہین پہر اگر حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی معنی یہہ ہوتے
کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو اب یون فرماتے مَنْ کَانَ ہِجْرَتُہٗ اِلَی الدُّنْیَا
فَبَطَلَتْ ہِجْرَتُہٗ اور فَالِہَا جِرْ تَا بِہَا یعنی جسنے ہجرت کی دنیا کیواسطے تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتے کہ دوسرے بار ہجرت کرے اسواسطے کہ ہجرت اوسوقت
مین فرض تہی اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانے کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین پہر بعضے حدیث محل خاص مین وارد
ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچہہ بیان نہین ہوتا تو اس
صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنے کیواسطے اوسکے مورد کو جاننا ضرور
ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنے سے اب ظاہر
ہے اب ظاہر ہے اس حدیث کی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور
انزال نہو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضی آدمیون نے صرف اس حدیث کی ظاہر
کیطرف نظر کرکے یہی سمجھا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہے یعنی
اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکھے تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوے بخلاف جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کا سر بہی داخل ہو تو غسل واجب ہے
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَاءُ
مِنَ الْمَاءِ فِی الْاِحْتِلَامِ یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہے

پہر کہا ادس نے یا رسول اللہ الفاضہ کیا یعنی سر منڈانے کے پہلے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہیں پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا یعنی رمی کے پہلے فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہیں اب ظاہر ہے اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ حج کے افعال کو بے ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصداً ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہے
سمجہے ہین لیکن مسایل کے لفظ کیطرف اگر نظر کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بہول سے اور نادانستگی کیصورت مین ہے اور بالقصد کی تقدیر
مین نہین جیسا مواہب لدینہ مین ہے کہ صحیح مسلم مین لکہا ہے روایت ہے ابن عمر بن
العاص کی وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَةٍ فَطَفِقَ نَاسٌ
يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ لَقَائِلٌ مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ
النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ
عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ افْعَلُوا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ الحدیث خلاصہ یہہ ہے کہ لوگ سوال کرتے تہے سو ایک نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجہے خبر نہ تہی کہ رمی پہلی چاہیے
کی ہے سو مینے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نے فرمایا رمی کر اور کچہہ حرج نہین
اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا تہا کہ کسی مرد نے بہول کرکے یا انجان ہوکر
کوئی کام کیا یعنی پہلے کو پیچہے اور پیچہے کو پہلے تب حضرت فرماتے تہے کہ کرو اور کچہہ حرج نہین
اور محتمل اوسکے یہہ ہے کہ سمجہے کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی حال کے کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہے کہ یہہ حکم ہر حال مین ہے اور ویسے ہی روایت کرتا ہے باوجود
اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور قصے کے کسی کا حال فرمایا ہے اور ظاہر الفاظ

سے روایت ہے کہ اونہون نے کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہون مین اصحابکے
اختلاف سے کہ حضرت نے کسوقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین
سب لوگونسے اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایکبار حج کیا تہا یعنی حج
متعدد نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو
دیکہکر حکایت کرتے ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہہ ہے کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج
کے ارادے سے پہر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کے پہونچے تو دو رکعت نماز پڑہنی کے بعد پہلا
تلبیہ کہا پہر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اپنی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکے
بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرت کو اوٹہایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے
لوگون نے سنا اور ویسہی یاد رکہا اور ویسہی اوسکو نقل کیا اوسکے بعد جب حضرت بلندی
پر چڑہے تلبیہ کہا اور اوسکو تیسرے قوم نے سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطے تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتی تہے پہلا
جسنے جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کے ساتہہ تہا جیسی ابن عباس رض وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور
اور روایت اوسکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ اگر کوئی حدیث جواب مین کسی
سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سایل کے لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے
کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے پہر بعضے حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی
طرف نظر کیجاوے تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے
تو دوسری مراد معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین لکہا ہے أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ
فَقَالَ احْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ
وَلَا حَرَجَ الحدیث خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج مین

درکار ہے کہ اس مقام مین گنجایش اسکی نہین ہو سکتی ہے جیسا کہ توضیح کی فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کی خطبی مین لکہا ہے قَالَ رسول الله صلی الله عَلَيْهِ وسلم يَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ مِنْ بَعْدِىْ فَاِذَا رُوِىَ لَكُمْ حدیث فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ فَاِنْ وَافَقَهٗ فَاقْبَلُوْهُ وَاِنْ خَالَفَهٗ فَرُدُّوْهُ یعنی بہت حدیثین آیا کریجاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کیجاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث اصول کی کتابونمین منقول اور بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابونمین مروی ہے اور بعضے محدثونکی نزدیک یہہ حدیث ثابت نہین ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامونسے بہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رَدَّتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ زَوْجَهَا طلقها ثلثا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سكنٰى وَالنَّفَقَةَ وَرَدَّهُ عُمَرُ رض وَقَالَ لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِىْ اَصَدَقَتْ اَمْ كَذَبَتْ اَمْ حَفِظَتْ اَمْ نَسِيَتْ یعنی روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نے اوسکو تین طلاق دئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تہا پہر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چہوڑینگے ہم کتاب پروردگار کو اور سنت رسول خدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ اور یاد رکہا ہے اوسنے یا بہول گئی اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بہی واقف ہوا اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہین ہے بلکہ اجماع بہی حجت ہے جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العلم ثلثة اية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ

کے حدیث سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے پہر جو صرف عبارت پر حدیث کے نظر کریگا تو بڑی
غلطی مین پڑیگا حتٰی کہ قصہ اوس حدیث کا سمجہانے اقصہ حدیثون کا متن حدیث
مین اکثر مذکور نہین ہوتا بلکہ کتب سیر اور شرح حدیث او قصہ مین مرقوم ہوتا ہے جیسا کہ
مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہے کہ اون دونوکے ذکر کرنیمین بہت
طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لئی خلاصہ اون دونون حدیثون کا
مختصر کر کے لکہا گیا جب عایشہ رضہ کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی ہین اَنَّ
المَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے زندی کی اسپر تب عایشہ
نے فرمایا کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کے خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصداً جہوٹ نہین کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اوسکی سننی یا سمجہنی مین واقع ہوئی سو قصہ
اوسکا یون ہے کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی کہ
اوسپر کوئی روتا تہا تب حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ اسپر روتے ہین اور حال اسکا
یہہ ہے کہ وہ عذاب کیجاتی ہے اپنے قبر مین اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عایشہ
رضہ نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی
نفس نہین اوٹہاویگا دوسرے کے بوجہہ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑیگا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہہ گناہ زندہ کا ہے مردے پر کیون پڑیگا اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکے معنی اور مراد اور تاویل کے ساتھہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کی خلاف ہین تو اوسپر عمل جایز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے
نازل ہوئی تہی یا قرآن سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق ان دونون کے درمیان
ہو سکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کیواسطے بہت علم

معلوم ہوا کہ جو کوئی مسایل اجماعیہ سے واقف نہوا اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اوسکے ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے حدیث کے معنی سمجہنا موقوف ہے مسایل اجماعی کے جاننے پر اور بعجلہ اوسکے یہہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے دوسری دلیلون سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ ظاہر عبارت سے اوسکے دو معنی مخالف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اوس حدیث کو قران سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے تو جو کوئی صرف ایک حدیث کیطرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث ہے مشکوٰۃ کی باب القراۃ فی الصلوٰۃ مین لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اس عبارت کے دو معنی ہوسکتے ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جایز ہے نماز اوس شخص کی جو نہین پڑہتا ہے سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت او معنی دوسری حدیث مین بہی ائی ہین جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ یعنی نہین جایز ہے نماز اوس شخص کی جسکو وضو نہین ہے جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتے ہین اور دوسرے معنی یہہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین پڑہتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بہی آتی ہین جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی نہین کامل ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنی نماز کامل نہین ہے جس وقت کہ کہانا سامنے حاضر ہوا اور دل بہی راغب ہو پس جگہ اس حدیث نے دو معنی کا احتمال رکہا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قران اور دوسری حدیثون سے ملایا جاوے تو بعد ملانیکے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے نہین کمال ہے

کہ جس سے حکم ظاہر ہوا اور دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کی تو یہہ تینوں واجب العمل ہین یہہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کیطرف اور بعضے حدیث کی ظاہر معنی بالا جماع متروک ہین یعنی اتفاق سب علما کے ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے پہر اسصورت مین اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہے جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے والحدیث الوارد فِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اَلْغِیْبَۃُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَھُوَ مَاوَّلٌ بِالْاِجْمَاعِ والفتوی بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَیْرُ مُعْتَبِرٍ یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ غیبت روزی کو توڑتی ہے بالاجماع ماول ہے اور تاویل اوسکی یہہ ہے کہ غیبت سے روزی کی فضیلت جاتی رہتی ہے اور فتوی دینا خلاف اجماع کے باطل ہے اوسیواسطے اگر کسی روزہ دار نے کسیکی غیبت کی پہر اوس نے اوس حدیث کے ظاہر معنی کو اعتبار کر کے سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوسنے قصدًا کہانا کہا لیا تو اوسصورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین ہانی کا عذر اوسکی مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ کی اوسی مقام مین ہے فَظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنی کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت نے اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجہہ کر کہانا کہا لیا تو اسصورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پا کر کہایا ہو اسواسطے کہ یہہ گمان اور فتوی بے محل تہے تو اب

اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث کی راوی فقیہہ اور مجتہد تھی یا وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے تھی تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت غالب ہے اور کبھی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہے جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے کہ اوسکی اخفا مین بہی حدیث وارد ہے اور جہر مین بہی مروی ہے پہر یہہ حدیث اخفا کے کئی وجہ سے غالب ہے اول یہہ ہی کہ حدیث جہر کی بعضی وقتا مین وارد ہے یعنی امت کو تعلیم کی لئی تو لوگ جانتی ہین کہ فاتحہ کی بعد آمین کہنا چاہی جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کی قرات فرماتی تھی تاکہ لوگ قرات کی مقدار کو معلوم کر لین یعنی کسو قت مین کسقدر قران پڑہنا چاہئے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر مین ہے عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَاُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَاتِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذَّارِیَاتِ اور بخلاف حدیث اخفا کی کہ وہ متعلق احوال اور اکثر اوقات مین تھی تو اسواسطی حدیث اخفا کی غالب ہے جیسا کہ ملا علی قاری محدث نی شرح مختصر الوقایہ مین لکہا ہی اِنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلًا کَمَا وَرَدَ فِی الصَّلَوَاتِ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لِاَلَّا یَکُوْنَ سُنَّۃً مُسْتَمِرَّۃً وَاِلَّا لَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم اور کافی مین ہے وَالْجَہْرُ الْمَرْوِیُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِتَعْلِیْمِ النَّاسِ اَنَّ الْاِمَامَ یُؤَمِّنُ کَمَا یُؤَمِّنُ الْقَوْمُ دوسری وجہ یہہ ہی کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن مسعود رض اور اونکی مانند ہین جیسا کہ لمعات التنقیح

نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ادا ہوتی ہے لیکن کامل نہین
بلکہ ناقص اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح کا موافق اس آیت شریف کے
فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قران سے اور اس آیۃ
سے معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین فرض نہین ہے اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو نماز تعلیم کرنیکے وقت فرمایا ہے فَاقْرَءُوا مَا
تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہے ثلٰث
اٰيَاتٍ يَقْرَءُ بِهَا اَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ
یعنی تین آیتین ہین کہ جو پڑہے تم مین سے کوئی اوسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہے واسطے اوسکے حق
مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ کی ہو
نماز مین پڑہنی کافی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہہ حکم امام و منفرد کی حق مین ہے اور مقتدی
کو قراءۃ حرام ہے الغرض اس حدیث کو اگر پچھلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور
دوسری حدیثون سے تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور
دوسری حدیثون کے خلاف ہوتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ جب تک اوس حدیث کو
قران اور دوسری حدیثون سے ملا یا نجاوے تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی
ہے اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون
تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے اور ترجیح بہت سببون
سے ہوتی ہے ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان
نمونے کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتے ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث سبب موافقت
کلام اللہ کے ہوتی ہے یعنی دو حدیث مین اختلاف ہو تو قران جس حدیث سے موافق
ہو وہ راجح ہے اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبھی اس
جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت مین وارد ہے اور دوسرے اکثر احوال مین

پروردگار کو اپنی دل مین عاجزی اور ڈر سی بلند آواز کر کی نہین او تیسیر الوصول کی باب التفسیر مین ہے قَالَ اَصْحَابُهٗ اَقَرِيْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيْهِ اَمْ بَعِيْدٌ فَنُنَادِيْهِ فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ پوچہا اصحاب نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہی تو چپکی دعا کرین یا دور ہے تو شور سی پکارین تب نازل ہوی یہہ آیت جب پوچہین تجہسی میری بندی میری حال کو تو کہو کہ بیشبہہ مین نزدیک ہون پہر ان تین آیتون سی معلوم ہوا کہ ہر دعا مین اخفا واجب ہی مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سی اور بلا اختلاف کی ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جایز ہی جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین کا بہی دعا ہی کیونکہ معنی اسکی ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام اللہ کی موافق ہی راجح ہوی جیسا کہ نہایہ مین ہی وَاحْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِيْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالسَّبِيْلُ فِي الْاَدْعِيَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰى مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ اور عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف سی نہین لکہا گیا اور چوتہی وجہہ یہہ ہی کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے جیسا کہ یحیی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد ہین امام بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی مین لکہا ہی ضعیف کہا ہے اور اس وجہہ کو امام بیہقی نی تبین الحقایق مین لکہا ہی قَالَ الشَّافِعِيُّ الْجَهْرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى ابْنُ مَعِيْنٍ فَلَا يَنْتَهِضُ حُجَّةً اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نی اس حدیث کو معلول کہا ہے چنانچہ

اور شرح سفر السعادۃ میں ہی اور یہہ راوی بہ نسبت جہر کی بڑی فاضل ہیں اور
قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہہ اور فاضل ہو تو دوسرے حدیث پر جسکا راوی
ویسا نہو غالب ہی جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہی اور یہاں بہی رفع یدین
کی مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصاً روایت اور مذہب عمر رضی
اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ ہمارے
بعد پیروی کرو ابوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمع المناقب میں ہے عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ
وَّعُمَرَ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی علی رض کی شان میں فرمایا ہے کہ میں گہر
ہوں علم کا اور علی دروازہ ہی اوسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی میں ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر میں جو عبد اللہ ابن مسعود
تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب میں ہی وَمَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْہُ پہر جب راوی اخفا آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی
ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹہری اور یہہ تینوں صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہیں اور عمل بہی انکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پیروی
اوسکی واجب اور تیسری وجہہ یہہ ہی کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کی موافق ہے
اسواسطی کہ قرآن میں آیا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
دعا کرو تم خدائی تعالی سی عاجزی اور پوشیدہ گی سی بیشک خدا ای دوست نہیں
رکہتا ہی حد سی گذرنی والوں کو یعنی اللہ نی دعا میں عاجزی اور اخفا کو مدح کیا تو
جو کوئی عاجزی اور اخفا نکری اوسپر رحم نہیں کرتا ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہے
وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کر اپنی

فلا يبعد ان يكون هو ايضا مشمولا بالنسخ خصوصا وقد ثبت ما يعارضه ثبوتا لا مرد له وكذا بافضلية الرواة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد حدث من لا يحصى عن عبد الله ابن مسعود رض وهو عالم بشرايع الاسلام وحدوده ومتفقد لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازم له في اقامته واسفاره فيكون للاخذ به عند التعارض اولى من افراد مقابله اور نهايه ور عنايه اور ذخيرة العقبى مين هي روايته اخبارنا الذين يروون من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الذين كانوا يلون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وعبد الله ابن عمر وائل ابن حجر كانوا يقومون البعد منه صلى الله عليه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولى وروي عن ابن عباس رض انه قال ان العشرة الذين بشر لهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة لم يكونوا يرفعون ايديهم الا عند افتتاح الصلوة اور دوسري يه وجه هي كه بعضي صحابي حضرت كي رفع يدين كو روايت كيا اور بعضي نے عدم رفع يعني ارسال كو روايت كيا ليكن قول حضرت كا عدم رفع كي موافق هي اور رفع كي مخالف اور قاعده هي كه جب حضرت كا دو فعل مختلف مروي هو تو جو فعل اوسكي موافق هو تو اوس فعل كو عمل هي جيسا كه كفايه اور كافي اور نهايه مين هي لانه لما تعارضت روايتا فعله وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والاربعة في الحج اور يه حديث طحاوي اور طبراني اور مسند امام ابو حنيفه حديث كي كتابون مين هي اور هدايه اور فتح القدير اور عنايه اور تبيين الحقائق مين بهي هي ليكن عبارت مين ان سب كتابون كي كچه كچه اختلاف هي اور مضمون سب كا ايك هي تيسري وجه يه هي كه رفع يدين صرف حضرت صلى الله عليه وسلم كي فعل سي ثابت هوا هي قول سي حكم هي ثابت نهين هوا بلكه قول حضرت صلى الله عليه وسلم

اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نی لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین نقل کیا ہی اور پانچوین وجہ یہہ ہی کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اسکا موخر ہی یہہ حدیث اخفا راجح ہی حدیث جہر پر اسواسطی کہ جہر منسوخ ہی جیساکہ کفایہ اور غایہ و نہایہ مین ہی قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُودٍ رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّامِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین شور سی کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اوسی مگر جب یقین حاصل ہوا اون سبکو اوسکی منسوخیت کا اور جیساکہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہہ سی غلبہ ہی وجہ اوّل یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی فقیہہ اور بڑی فاضل ہین جیساکہ عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احوال پر کمال مطلع تہی اور اسواسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری دیکہا ہی اور اصحاب بدری کہ خدا ی تعالی نی اون لوگونکو جنت کی بشارت صحیح دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی اور حضرت کی مجلس مین خصوصًا نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی تہی اور حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف تہی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ مین نہ تہی تو بیشبہہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیساکہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہی وَاعْلَمْ اَنَّ الْاٰثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنِ النَّبِيِّ صلعم كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَالْقَدْرُ الْمُتَحَقَّقُ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ثُبُوْتُ رِوَايَةِ كُلٍّ مِّنَ الْاَمْرَيْنِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُحْتَاجُ اِلَى التَّرْجِيْحِ لِقِيَامِ التَّعَارُضِ وَيَتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا اِلَيْهِ بِاَنَّهٗ كَانَ اَوَّلُ مُبَاحَةً فِي الصَّلٰوةِ وَاَفْعَالٌ مِّنْ جِنْسِ هٰذَا الرَّفْعِ وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُهَا

کیا جاتا ہی منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ جانی یہہ حدیث مکلف کی حق مین ہی یا خاص یعنی گروہ
کی حق مین کیونکہ بہت سی احکام بلحاظ اشخاص کی مختلف ہوتی ہین ایک کی حق مین
درست اور دوسرے کی حق مین نا درست تو جب وہ اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ
تو دکس جنس مین ہی اور اوسکی حق مین کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلۃ والمباشرۃ مین ہے وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِ
قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهُ
فَأَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَنَهَاهُ وَكَانَ الَّذِي رَخَّصَ لَهُ شَيْخًا كَبِيرًا وَالَّذِي نَهَاهُ
شَابًّا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنے بدن کو عورت کی
بدن سے درست ہی یا نہین آپ نے اوسکی واسطے درست رکھا پہر دوسری نے بھی
ایسے ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نے منع فرمایا تو جس شخص کیواسطے درست کیا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ جانے
یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کی لیے کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کے روسے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کی حق مین درست رکہتے تہے اور دوسرے کی حق مین نا درست اور حضرت کی
بعد سب مکلف کی حق مین برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوۃ مین ہے
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي حَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ إِنَّ هٰذِهِ السَّاعَاتِ
لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي فَقَالَ حَافِظْ عَلَى
الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ
الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ عبداللہ بن فضالہ نے روایت کیا

سلم کا عدم رفع مین وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول مین اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین ہے اَلْقَوْلُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْفِعْلِ اور دوسرے مقام مین ہی حِكَايَةُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ اور خصوصًا جبکہ منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نے لوگونکو نماز مین رفع یدین کرنیکو منع فرمایا ہو تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِي اِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ مین ہی وَحِيْنَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَا لِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین بہی ہی لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہی اور چوتہی وجہہ یہہ ہی کہ رفع یدین متقدم ہی یعنی ابتدای اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہے مَا رَوَاهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ اَيْ اَنَّهُ كَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاَى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَهْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَ فَتَرَكْنَاهُ انتہی الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سے کتابون سی ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سی ہر ایک کی عبارت جدا جدا نہین لکہی گئی اور تیسیر الامر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین یا اور امرات کو جاننا ہی بہت سی چیز کی جاننی پر موقوف ہی اس مقام مین مشکل کیواسطی تہوڑا ذکر

ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین المشرق والمغرب قبلۃ
اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے تو یہہ حکم ہی اہل مدینہ
اور مثل اون کی واسطے ہے اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جانی کیونکہ
بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث لوگون مین
مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بہی ہے اکرموا الخبز فانہا من برکات السماء
والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے
یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا نکرو تو یہہ حکم گہر کی کہانی مین ہے ضیافت
مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوسی
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فینتظر
الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسی لوگون
کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی ٹہوسنی لگیگا اور سالن کے
لئی شور مچانی لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظاری اور ناچیز مین پہینکیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکی جاننا کہ یہہ حدیث کسوقت مین وارد
ہوئی تہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے نہاھم عن اربع الحنتم والدباء والنقیر والمزفت
یہہ چار نام اون برتنون کی ہین کہ جسمین شراب رکہتی تہی سو جب شراب حرام ہوئی
تو ان برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تا کہ لوگون کو شراب یاد نپڑی اور الفت اوسکی
نرہی اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرع کی حکمون مین
مضبوط ہوی تو یہہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکی یہہ جاننا کہ وہ حدیث

ہے اپنی باپ سی کہ کہا اوسنی تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اور جس بات کو
کہ حضرت نی ہمکو سکہلایا تہا اون میں سی ایک یہہ تہا کہ حفاظت کر پانچ وقت کے
نماز کو پہر کہا اوس نی کہ عرض کیا میں نی کہ ان سب وقتوں میں میرے واسطے بہت کام
رہتا ہے سو مجکو حکم کیجئے ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اوسکو کرلیوں تو کفایت
کرے مجہکو سو فرمایا حضرت نی کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری
بولی میں نہ تہا اسواسطے میں نی اوسکو نہ سمجہا پہر میں نی پوچہا تب فرمایا حضرت نی کہ نماز پہلی
طلوع آفتاب کی نماز پہلی غروب اوسکی اور منجملہ اوسکی یہہ جانی کہ یہہ حدیث کوئی شہر
والوں کی حق میں وارد ہی اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہروں کی مختلف ہوتی
ہیں اور حدیث کی عبارت میں اوس شہر کا کچہہ ذکر نہیں ہوتا ہی جب وہ شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ یہہ حکم سب پر ہی یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگا تو
سخت خرابی میں پڑیگا جیسا کہ مشکوۃ کی باب اداب الخلا میں ہی عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رض
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی جب تم پاخانہ میں آؤ
تو قبلہ کیطرف مونہہ یا پیٹہہ نکرو ولیکن پچہم یا پورب کیطرف مونہہ کرو تو یہہ حکم مدینے
والوں کی حق میں اور مانند انکی ہی اسواسطے کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کے ہے
تو جب پچہم یا پورب کیطرف منہہ کریگا تو قبلہ کی جانب میں منہہ نہوگا جیسا کہ تیسیر
الوصول کی باب اداب الاستنجا میں ہی قولہ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا أَمْرٌ لِأَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَلِمَنْ قِبْلَتُہٗ عَلٰی ذٰلِكَ السَّمْتِ فَأَمَّا مَنْ کَانَ قِبْلَتُہٗ إِلَی الشَّرْقِ أَوِ الْغَرْبِ فَلَا یَسْتَقْبِلُ
یعنی قول حضرت کا شرقوا او غربوا حکم ہی اہل مدینہ کی لئی اور جو لوگ کہ قبلہ انکا
اوسی جانب میں ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہوا اونکی حق میں یہہ
حکم نہیں ہی اور جیسا کہ تیسیر الوصول کے فصل استقبال القبلہ میں ہے عن

گویا کہ قران اور حدیث سی بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بنکر اون سب شرطون کو حاصل
کرنے کی لئی کسی محدث یا مجتہد یا فقیہہ کے تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا اسی
تقلید کسی مجتہد کی اپنی اوپر واجب کرنی ہے اور اسی واسطی سب علمانی اجماع
کیا اس بات پر کہ جس مجتہد کی اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا وسیا و اسنوان
کی نزدیک اسکا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اوسکا نقل تواتر سی منقول ہوا اور
مسایل اور قواعد وسکی مذہب کی بیشتر مفصلا مروی ہون تو ایسی کی تقلید درست
ہے پہر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتہہ سوای ان چار امام کی پایا نہین گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتہہ سوا ان چار مذہب کی ثابت نہین ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہی کہ ان چار مذہبون مین سی ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہی اور انکی سوا ے اور کسی مجتہد کی تقلید یا دوسرے
کسی طریقہ کی پیروی جایز نہین ہے اور کوئی یہہ گمان نکرے کہ صرف
علمای حنفی نی یہہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی علمانی بھی
اسی بات پر اتفاق کیا ہے جیسا سابق جواب مین سوال چوبیسوین کی بہت سے
کتابون سی مذکور ہوا ہی پہر بار بار تفصیل کی حاجت نہین ہی لیکن بطور نمونہ کی
صرف ایک کتاب سی لکہا جاتا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے
وَفِی مَا نَاقِلَ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ ھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ
عَلَیْہِ بَیْنَھُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ اَیْضًا لَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاھِبَ غَیْرِھِمْ مِنَ السَّلَفِ

مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین
کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مور د اونکا حالت عذر ہے اور جس شخص کو
عذر نہوا اوسکی حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو نہ سمجھی گا
نجانی گا کہ یہہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوۃ کی باب صفۃ
الصلوۃ مین ہے وَعَن مَالِكِ بنِ الحُوَيرِثِ رَضِ اَنَّهُ رَاٰى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم
يُصَلِّي فَاِذَا كَانَ فِي وِترٍ مِن صَلَاتِهِ لَم يَنهَض حَتّٰى يَستَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ البُخَارِيُّ
روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے
پہر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کی یا تین رکعت بعد تو نہ
اوٹہتے یہان تک کہ اچہی طرح سے بیٹہتے لکہو شیخ عبد الحق دہلوی نی اسکے
ترجمہ مین لکہا ہے کہ یہہ بیٹہنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تہا جس
طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت
نہو تو اوسکی حق مین وہ سنت نہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بہی ایسی ہی
مذکور ہے خلاصہ اس جواب کا یہہ ہے کہ قران اور حدیث سے حکم نکالنی کی
واسطے بہت سی امور ضرور ہین کہ تفصیل اون کی اس مقام مین نہین ہوسکتی
ہے اسواسطے صرف مثال کے لئے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو
بے تکلف سمجہین بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بہی ضرور ہین
کہ اونکے مضمون کو بہی سمجہنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے جیسا کہ اصول فقہ اور اصول
حدیث کے کتابون مین مفصل اور مصرح ہے اور اون سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو
شرطین بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اوسکی مضامین مین غور کرنی سی صاف
ظاہر ہوتا ہے اسواسطے اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سی سب عالمون نی جب بدعت

لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْكَامُهَا وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ وَ
حَرَّرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا وَ حُكْمًا حُكْمًا فَلَا يَكَادُ يُوْجَدُ حُكْمٌ اِلَّا وَهُوَ مَنْصُوْصٌ لَهُمْ اِجْمَالًا اَوْ
تَفْصِيْلًا بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ فَاِنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ تُحَرَّرْ وَلَمْ تُدَوَّنْ كَذٰلِكَ فَلَا تُعْرَفُ
لَهَا قَوَاعِدُ حَتّٰى تُخَرَّجَ عَلَيْهَا اَحْكَامُهَا فَلَمْ يَجُزْ تَقْلِيْدُهُمْ فِيْمَا حُفِظَ عَنْهُمْ مِنْهَا
لِاَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ مَشْرُوْطًا بِشُرُوْطٍ اُخْرٰى وَكَلُوْهَا اِلٰى فَهْمِهَا مِنْ قَوَاعِدِهِمْ فَقَلَّتِ
الثِّقَةُ بِجَمِيْعِ مَا يُحْفَظُ عَنْهُمْ مِنْ قَيْدٍ اَوْ شَرْطٍ فَلَمْ يَجُزِ التَّقْلِيْدُ حِيْنَئِذٍ

خلاصہ ترجمہ اوسکا یہہ ہی ہماری اماموں نی یعنی شافعیون نی کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان
چار اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہین ہی اسواسطی کہ ان اماموں
کی مذہب اور اونکی قاعدہ خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلہ اونکی خوب ثابت
ہین اور تابعون نی اونکی مذہب کو خوب ضبط کیا ہی اور با التفصیل ہر ایک
کو لکہا ہی بخلاف اور مجتہدون کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہین ہے اور قاعدہ اونکا
معلوم نہین اور تفصیل اونکی مذہب کی منقول نہین اور مسئلہ اونکی مذہب کی ضبط نہین
اسواسطی دوسری مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی علمانی بہی ایسی ہی کہا ہی کہ علامہ
ابراہیم ابن مرعی نخیسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی
اونہی فتوحات الوہبیہ شرح الاربعین النوویہ کی جو کہ چالیسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہی
مَا عُرِفَ عَنْ هٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ الْاَرْبَعَةِ اَوْ عَنْ بَعْضِهِمْ اَوْلٰى بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِيَّةِ
الصَّحَابَةِ اِذَا وَقَعَ بَيْنَهُمُ الْخِلَافُ اِلٰى قَوْلِهِ وَهٰذَا فِي الْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فِيْ تِلْكَ الْاَزْمِنَةِ
الْقَرِيْبَةِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ اَمَّا فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْ
بَعَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ رح لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ
مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْكَامُهَا وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ وَحَرَّرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُكْمًا حُكْمًا
خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سی یا بعض سے اونکی +

بَاطِلَةٌ وَاِنَّمَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاهِبَهُمْ وَصَلَتْ اِلَيْنَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ سَمِعَهَا جَمَاعَةٌ
بَعْدَ جَمَاعَةٍ فِي كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ زَمَانِهِمْ اِلٰى زَمَانِنَا هٰذَا اِلَّا يُمْكِنُ عَدُّ الرُّوَاةِ
وَلَا اِحْصَائُهُمْ فِي اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَبُيِّنَتْ لَنَا شُرُوطُ مَذَاهِبِهِمْ وَفُصِّلَتْ
مُجْمَلَاتُهَا وَقُيِّدَتْ مُطْلَقَاتُهَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ بِخِلَافِ مَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ
مِنَ السَّلَفِ فَاِنَّمَا نُقِلَتْ اِلَيْنَا بِطَرِيقِ الْاٰحَادِ فَلَوْ فُرِضَ اَنَّ حُكْمًا مِنْ اَحْكَامٍ نُقِلَ
عَنْ بَعْضِ مَذَاهِبِ السَّلَفِ بِطَرِيقِ التَّوَاتُرِ يُحْتَمَلُ اَنْ يَكُوْنَ مُجْمَلًا لَمْ يُفَصِّلْهُ نَاقِلُهُ وَاَنَّ لَهُ
قَيْدًا اَخَلَّ بِهِ نَاقِلُهُ اَوْ شَرْطًا يَتَوَقَّفُ الْقَوْلُ بِصِحَّتِهِ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمُجْتَهِدِ فَيَكُوْنُ الْعَمَلُ
بِهِ بَاطِلًا فَلِهٰذَا الْاَمْرِ حَصَرْنَا صِحَّةَ التَّقْلِيْدِ فِي اِتِّبَاعِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ لَا غَيْرُ

خلاصہ مضمون اسکا یہی کہ اس زمانہ مین تقلید منحصر ہے انہین چار کے ایک مذہب مین اور ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہے اسواسطے کہ ان چار اماموں کا مذہب نقل متواتر سی منقول ہوا ہی اور اونکی زمانی سی لیکر اس زمانی تک اس قدر راوی ان مذہب کی گذری ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہی اور ان مذہبون کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور مذہبون کی کہ تواتر سے مروی نہین ہے اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہی تو شاید کوئی کلام مجمل ہوکر اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جس پر صحت اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو تو ان صورتوں مین عمل اوس پر باطل ہوگا اسواسطی انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی علما نی بھی ایسی ہی کہا ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ المرام کا اور شافعیون کی نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنی فتح المبین شرح الاربعین کی اربعین حدیث کی شرح مین لکہا ہی اَمَّا فِي زَمَانِنَا فَقَالَ اَئِمَّتُنَا لَا يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ غَيْرِ
الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَحْمَدَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ

اور کنارے کر رہے ہو گے تو واجب تم پر یہی ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کے پیروی کو لازم کرو۔ عن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرًا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کی اندازے تو بیشبہ اوس نے اسلام کا ڈورا اپنی گردن سے نکالا غرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہے اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اوسپر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شرعیات ورضائك واقم اقدامنا علی طریقتك وصل اللہم وسلم علی رسولك سید المرسلین وآله الطیبین واصحابه الراشدین وتابعی صحبه الهادین سیما علی سید المجتهدین امامنا وامام المسلمین وعلینا وعلی جمیع مقلدیه الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین

تمت

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکی سوالوں کو کئی شخصوں نے کیا تھا اور جوابوں کو اوسکی عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کر کے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور مستند کتابوں کی عبارت سے مدلل و ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما اور فضلا و صلحا نے بغور تامل اوسے دیکھ موافق عقاید مذہب سنت و جماعت خصوصًا مطابق طریقہ حنفی سمجھ کے منظور اور پسند کر لیے اپنی دستخط اور مہریں مزین فرمایا اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرما دے آمین ثم آمین

تصحیح سے خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی حنفی عفی اللہ عنہما

معلوم ہوا ہے تو وہ مقدم ہی دوسری صحابی کی قول پر اور یہہ بات اوس زمانہ
کی مقلد کی حق مین تہی لیکن اوس زمانی کی بعد جایز نہین ہی تقلید سوای ان چار
اماموں کی یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اون کی مذہب کی قاعدی
سب معروف ہین اور مسائل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نی
اونکی خوب ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہی اب حاصل اس سب کا
یہہ ٹہرا کہ شریعت کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہوگیا
ہی کہ اس باتمین تقلید ایک امام کی ان چار اماموں مین سی واجب ہی اور اونکی سوا اور کسی کی
تقلید درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بہی اپنی سمجہ کی
موافق قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کر کی مسئلہ نکالنا جایز
نہین ہی۔ اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سی نکلا ہو یا اوسنی اس اتفاق
کی برخلاف کیا ہو یا اوسکی مخالفت کیا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہین کیونکہ وہ
اجماع کہ حدیثونکی رو سی پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اسی ہی کہ [illegible]
اکثر علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پہر اگر کوئی
شخص اگرچہ عالم بہی ہو اس اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ
وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یہان
ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی گر پڑا وہ جہنم مین وعن معاذ بن جبل رض قال قال
رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ
الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی بہیڑیا شیطان
آدمی کی حق مین جیسا بہیڑیا بکری کی حق مین ہی کہ پکڑتا ہی بکری بہڑکی ہوئی اور دور پڑے

این رساله را به نظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت هدایت بخش کور باطنان اہل بدعت و رہنمای گم گشتگان بادیه ضلالت است علمای حنفیه را بمزید نورانیت باطنی و فضلای طریقه را تسلی است

شید المبانی

۱۱۵

کے مطبع احمدی میں پہلی ۱۲۵۸ ہجری میں چھاپا گیا تھا پھر وہ نسخہ کمیاب ہو گئی
اور خواہش مندیں رہے اسلئے دوسرے بار پھر سید موصوف کی تصحیح سے
اوسی مطبع میں چھاپا گیا ۱۲۵۹ ہجر النبوی صلی اللہ علیہ وسلم +

برنسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت
وجماعت وموافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد وعمل بر
طبق آن واجب ومتحتم است

صدر ... کلکتہ — امین محکمہ کلکتہ — مفتی عدالت بادشاہی

جواب ہای این رسالہ
ہمہ صحیح وراست لیکم وکاست موافق آیات قرآن ومطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ
علیہ وسلم وبرحسب اجماع علمای راسخین وبرطبق اتفاق فضلای کاملین است مخالف
این ہمہ مسائل درحقیقت مخالف آن دلایل است

مدرس اول مدرسہ کلکتہ — مدرس اول مدرسہ مرشد آباد — مدرس دوم — مدرس سوم

مدرس چہارم — مولوی ... — معاون اول — معاون دویم

مدرس ... — مدرسہ ...

محسنہ مدالله مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل ہین اونمین سے بعضون کے نام

جاننا چاہیی کہ بعضی لوگ چارون مذہب کو انکار کرتی ہین اور کسی کی ان چارون کی تقلید
نہین کرتی اور عوام حنفیون کو اپنی مذہب سی بدا عتقاد کرواتی ہین اور مسئلہ مین
شک ڈالتی ہین اور اعتراضات بیجا کرتی ہین اور مخالف حدیث کی بنا کرکی عوام
کو گمراہ کرتی ہین اسواسطی اکثر مسلمان سب اس دیار کی مسئلی پوچھنی کی
لئی اور اپنی مذہب کی تحقیق کی جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ
صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والاخرہ کی حضور مین آتی تہی اور
جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہو سکتی تہی فتوی لکھواکر منگواتی تہی پہر جب مدرس صاحب
نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتے

۱۱۷

جہالت اور فساد پر واقف ہوا اور اونکی اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت
کر کی معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ انکا بے حقیقت ہے
اور صرف فساد اور شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہے سی توفیق ہی اور اوسی
کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام
کے یعنی عن مالك بن الحويرث قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما اذنيه وفي رواية حتى يحاذي بهما فرو
ع اذنيه اس حدیث کو سارا نہین لکہا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنے
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے اس مقام مین اوسکو
نہین لکہا اس فریب کا دفع کئی طور سے لکہا جاتا ہی پہلا دفعہ یہہ ہے کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد
صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکہنا منظور ہووے یا اسمین
کچھ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکہ لیوی تو اس صورت مین چور رے
نہین ہوے کیونکہ چوری مین تو چہپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکہنا چوری تو جب ہووی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام کو تعین
نہ کرے یا جو بات کہ جواب سکے مخالف ہو اوسکو چہوڑ دیوے جیسا کہ ان قوم
و جاہلیون نے ایک مسئلہ چہپوایا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے لکہا
ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ اور نام
کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال یہہ ہے کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسئلہ کی مقام میں صفحہ
مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب الصفۃ الصلوۃ مین لکہا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہی اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچھ شبہہ ہو تو ان کتابون مین

بی اسواسطے بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کی ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا
نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ پڑہ کر اپنے مذہب مین مضبوط
ہووین اور لوگون کی بہڑکانی سی گمراہ نہ ہوین اسکے بعد جناب حاجی سید عبید اللہ
صاحب نی بلحاظ رفاہیت خلایق کے اوسکو چہپوایا پہر یہہ رسالہ اکثر ملکون
مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط ہو گئے
اور جو لوگ کہ ان قوم کی بہکانی سے شک مین پڑے تہے اس کتاب
کو پڑہنی یا سنی سے اونکا شبہہ دفع ہو گیا اور بعضی بیچاری عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ ان قوم کی گمراہی مین پڑے تہی اس رسالہ پر واقف ہو کر اپنی گمراہی
سی توبہ کی تب ان قوم نی جب یہہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سی واقف ہوتا ہی اونکی حق مین فساد اور فریب اونکا کچہہ تاثیر نہین کرتا ہے
اور سلون پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کے اعتراض کرنا
کچہہ فایدہ نہین دیتا ہے تب اس قوم سے نے اسطور کی فریبون کو چہوڑ کر ایک فریب
دوسرا نکالا اور وہ یہہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنی لگی اور جاہلونکی سامنی اس رسالہ پر اعتراض
کرنی لگی تاکہ لوگ اس رسالہ سی بد اعتقاد ہووین اور اسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضی لوگ
جناب مدرس صاحب کی حضور مین عرض کرنی لگی کہ ان قوم بد مذہب کے سوال
کا جواب کچہہ لکہی کہ چہپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچہہ نہ چلی اور لوگونکو
اس رسالہ مین کچہہ شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکے
طرف التفات نہین کرتی اور فرماتی کہ سوال بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی + پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بیبانی نی دیکہا کہ جاہلون
کا کچہہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہے اسواسطے
مختصر کر کی لکہا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہکر یا سنکر اون قوم کے

صرف اصل اسد الیع لکہا ہے اور مثال او سکے انہین نئی مذہب والون کی کتاب
ہے کہ جسکا نام تنویر العینین رکہا ہے مذکور ہوا کہ مولف نی تنویر العینین کے اس
حدیث مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان
لکہا ہی اور ہاتہہ کانون تک اوٹہانی کو کہ اوس سی اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو
ترک کیا تو یہہ بہی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر را نصیحت
اور تیسرا دفع یہہ ہے کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کی بصورت سوال اور جواب کی لکہا ہی صفحہ
مین اور وہان مفصل بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور
اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان
تک ہاتہہ اوٹہانیکی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اور ایسی بیجا ذکر
کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بیہنگام کہتی ہین اور وہ شخص
مصداق ہی مثل مشہور مصرع کہ سر بریدن واجب است آن مرغ بی ہنگام را
جیسا کہ مولف نی تنویر العینین کی کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہے چوتہا دفع یہہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶۱ صفحہ مین مذکور
ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانیکے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل ڈالتا ہی
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگونسی احتراز کرین اور اونکو دشمن دین
کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہہ
کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہی جیسا کہ جامع الاصول چہہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہی ویسا ہی کتاب مجمع الزوائد چہہ کتابونکی سوا اور کتابین حدیث

اسی مقام کی پتی سی دیکھہ لیوے اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی ہے اور نام اوسکا تنویر العینین رکہا ہے اوسمین اکثر حدیثون کو نا تمام لکہا ہے کسی کے اول سی کسی کے آخر سی کچہہ کچہہ عبارت چہوڑ دی ہی جیسا کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سی نقل کیا ہے اور اوس مین رفع یدین کرنی کی مضمون کو لکہا ہے اور کانون تک ہاتہہ اوٹہانیکے مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت ہے بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون کہا ہے انه رای مالك بن حويرث اذا صلى كبر واذا اراد ان يركع رفع يديه واذا رفع راسه من الركوع رفع يديه وحدث ان رسول الله صلعم صنع هكذا تو اس حدیث مین لفظ حتى يحاذي بهما اذنيه او فروع اذنيه کو چہوڑ دیا ہے دوسرا دفعیہ یہہ ہے کہ یہہ کتاب کچہہ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ اس مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہہ فتوا ہی اور فتوے مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جسقدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے یہان سوال اوسی قدر لکہا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہہ اوٹہاتی ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کچہہ علاقہ نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچہی کہ نماز فرض ہونی کی دلیل کیا ہی تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی اقيموا الصلوة اور اگر کوئی اوسکی جواب مین یون کہے کہ اقيموا الصلوة واتوا الزكوة تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہینگے مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کیواسطی یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین حل الله البیع باوجود اس بات کی کہ قرآن مین ایک آیت کی اندر یون ہے کہ احل الله البيع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے

پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہین جانتے اور نہ فرمایا کل ذی ذکر یعنی ہر علم والے سے بلکہ فرمایا پوچھو اہل ذکر سے
اور بیشک وہ لوگ وہ ہین جو متفق ہین ایک راے صواب پر کہ دور کرنیوالی ہے وہ ہر طرح کے
شبہہ اور گمراہی کو اور اوٹھانیوالی ہے ہر قلم کی جہالت کو اور وہ سیدہی راہ ہے ایسی جسکی
طرف اشارہ ہے اللہ تعالی کے قول کا اهدنا الصراط المستقیم اور کسی کو اجتہاد کا دعوی
درست نہین بعد چار سو برس کے پہلے اور پچھلے زمانے مین بلکہ یہ دعوی مردود ہے داناؤن
کے نزدیک اور فساد کا موجب ہے اور ملانیوالا فساد ڈالنے کی طرف ساتھہ اس بات کے
کہ اس زمانہ مین خوش ہوتا ہے ہر ایک سمجھہ والا اپنے سمجھہ سے اور ذکر نہین کیا اللہ تعالی
نے کسی کے مسائل نکالنے کا مگر پہلی اہل قرون کو اپنی کتاب عزیز مین اور رجوع کرنیکو رسول کیطرف
اور اولوالامر کے وہ اہل قرون سے ہین اسواسطے کہ وہ جانتا تھا اونکو جو اونمین سے مسئلہ
نکالین گے پس خبردار رہو مسئلہ نکالنے سے مگر وہ شخص کہ پہونچا رتبہ کو اولوالامر کے
اور وہ اوہین اولوالامر سے بعد قرن صحابہ کے یہی چار امام اور اس قول کی دلیل حدیث ہے
الدین النصیحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمین یعنی دین نصیحت ہے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور مسلمانونکے امام کی
او تفسیر کی ہے بعض علما نے ائمہ مسلمین کی چار امام سے پس قبول کیا نہ جاویگا ہر ایک شخص
سے استنباط اسکا بلکہ رد کیا جاویگا جو مخالف ہوگا حق اور ثواب کے اور اتفاق نہین کیا امت
نے جسکے قبول کرنے پر اور تحقیق خبر دی اللہ تعالی جل جلالہ نے ہمکو اپنی کتاب عزیز مین یون
کہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیہ یعنی ظاہر کیا تمہارے لیے وہ دین جسکا حکم کیا نوح علیہ السلام
کو اور بیان فرمایا اوسے قرآن مین ولا تتفرقوا فیہ یعنی پہوٹ نہ ڈالو دین مین اور تحقیق ڈہونڈ لیا ہے
اپنی فکر او ربصارت سے یہ کہ اتفاق ہوا ہے اوسی مین قبول کرنے پر کسی ائمہ سابقین اور خلفاے
راشدین اور صحابہ کرام کے قول پر مگر جو تہا اونہین چار امام سے کیونکہ اونکے قول کی تابعداری کی
سب نے اور کوئی قائل نہوا اوسکے بطلان پر جو اونہون نے کہا اور نہ اختلاف کیا کسی دو شخص
نے اونکی فضیلت وسعی اور پرہیزگاری مین اور اونکی سچی باتمین اور صرف کرنے مین اوسکے دل
کو کسی کی محبت کے اختیار کرنے مین سوا اللہ کے اور نہ متغیر کر دیا اونکو دنیا نے اور نہ وساوس
شیطانی نے کہ گمراہ کرنے والی ہے بلکہ اتفاق کیا اونکی بزرگی اور برتری شان پر لوگون

کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کی باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ بن عمر قال
روی طبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون
ثلاثون او اکثر قلنا ما آیاتہم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیھا یغیروا
بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم

طبرانی کی روایت کی ہے عبد اللہ ابن عمر رض سی کہ کہا انہی قسم خدا کی ہی کہ بیشک سنی سنا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرماتی تہی کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کی
دجال اور پہلی اوسکی ایک قوم جہوٹی تیس بلکہ زیادہ پہر ہم صحابیون ہی حضرت نی پوچہا
کہ اون گروہ کی کیا علامتین ہین پہر فرمایا حضرت نی کہ سکہلاوی گی وہ قوم کذاب
نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگی یا حقیقت مین ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتی تہی بلکہ دوسری
سنت کو عمل کرتی تہی تمہ وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہاوینگی تاکہ جس
سنت کو تم عمل کرتی تہی اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہاری مذہب کو بہی تبدیل
اور تغیر دیوین پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکہو تب اونسی کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین
کا دشمن جانو اور اونسی دشمنی رکہو اور تم سب بہائی مسلمانون جانو کہ اگرچہ گروہ کذاب
کی بیشک مین ڈالدی کہ یہہ حدیث تغیر یا اور کچہہ فریب کی باتین
کہی تو دیکہو کتاب مجمع الزوائد خلاصہ مدوح کی
نزدیک موجود ہی جسکا جی چاہی ہین
دیکہہ لیوی

تمت

مطبع احمدی مین باہتمام امو جان کے سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین طبع ہوا انتہا

نے پس جو امر کہ اتفاق کیا اوسپر لوگوں نے حق ہے اور یقین ہے بعد حق کے مگر گمراہی اور اوس چیزمین سے جو دلالت کرتی ہے تقلید کی واجب ہونے پر اور منع کرتی ہے اجتہاد مین نظر کرتے پر وہ ہی جو نکالا اوسکو رزین عبدری نے عبد اللہ ابن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا من کان مستنا فلیستن بمن مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنہ اور یہہ ابن مسعود کہتے تہے اسکو عمر رض کے خلافت مین کیونکہ وفات پائی اونہون نے عثمان رض کی خلافت مین اور کنارہ پکڑواتے تہے لوگون اونکے اجتہاد سے اور امر کرتے تہے اوسکی تقلید کو جو مقدم ہوا اور پس کیا گمان ہے تیرا اس آخری زمانہ مین ایسا زمانہ کہ غالب ہوگئے ہمپر اسمین محبت دنیا کی اور خواہش دل کی اور نادانی اور تکبر اور خوش ہونا ہر سمجہہ والے کا اپنی سمجہہ پر سو جس شخص نے منع کیا تقلید سے وہ گدہا اور بڑا نادان ہے اور سیدہی راہ سے کہ صراط المستقیم ہے دور پڑا اور گمراہی کے اونٹنی پر سوار ہوا پناہ دے اللہ ہمکو ہلاک کرنے کی چیزون سے اور عطا کرے ہمکو سید السادات اور فخر موجودات کی شریعت کے تابعداری اور تقلید اوسکی کہ مختلف ہووے اوسکی بزرگی پر کوئی وہ شخص اور نہ منسوخ ہوا مذہب اونکا جب تک ہوا کرے دن اور رات بلکہ نسبت ہوگی نادانی اور گمراہی اور بیوقوفی اور حماقت اور شرمندگی کی اوسکی طرف جسنے بہوٹ ڈالی اونکے کام مین اور مخالفت کی اونکی حکم کی ہر زمانے اور وقت مین اور چاہتے ہین ہم اللہ سے راستی اور ہدایت اور درستی اور خیر العباد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی فرمایا اسکو اپنے منہ سے اور حکم کیا اسکے لکہنے کا ہمارے شیخ عالم دانا اور فہامہ نے یعنی شیخ محمد عابد سندہی مولد انصاری اصل حنفی مذہبا مدنی وطنا باقی رکہے اونکو اللہ اور نفع پہونچاوے اونکے سبب سے ہمکو فقط تمت

مکے مدینے کے عالمون کی مواہیر

عبد الرحمن سراج مکے کے مدرس

مکی کے مفتی

مکی کی مدرس

حنفی امامونکی سردار

ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ملک کے بیٹے

کہنا بڑی ضلالت ہے پس یہ شخص ضال اور گمراہ ہے ایسے کو اپنا امام بنانا
نچاہئے اور در صورتیکہ عمل میں اون چیزونکو لاتا ہو کہ جن سے وضو اور نماز فاسد
ہوتی ہے مذہب حنفی میں تو ہرگز اقتدا اوسکے حنفی کو جایز نہیں ہے جیسے غنیہ
صلوٰۃ خلف الشافعیہ میں اس صورت میں عدم جواز لکھا ہو تو ایسے شخص کے
پیچھے تو بدرجہ اولی ایسی صورت میں نماز ناجایز ہوگی واما الصلوٰۃ خلف الشافعیۃ
فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا فالاقتداء بہ صحیح
علی الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلا ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوٰۃ خلف کل
مخالف للمذہب کذلک کذا فی البحر الرائق والاکتفاء مشیر الی انہ لا یکرہ الاقتداء بالشافعی
لکن فی الزاہدی انہا کروہتہ وفی وتر النہایۃ انہا غیر جایزۃ کما قال رضی الاسلام
فالاحوط ان لا یصلی خلفہ کما فی الجواہر وہذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف
ولو شک فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم کذا فی جامع الرموز اور جو
شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بقران وحدیث کرکے عمل
کرنا نہ چاہئے کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین میں سے چاہئے اور استدلال
قران وحدیث سے منافی تقلید ہے فی شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزم تقلید
مجتہد ما من المجتہدین المطلقین والتقلید العمل بقول من لیس قولہ
احدی الحجج الاربع بالاعتماد علی قائلہ بلا استدلال من حجۃ من احدی الحجج فلیس
الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا رجوع الی الاجماع من التقلید لانہ رجوع
الی الحجۃ واللہ اعلم وعلمہ اتم

۱۲۷

فتوی علمای دہلی مع سوالیہ وبعض نشانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماے دین کے اس مسئلہ مین کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہتی ہین خصوصاً حنفیون کو خلاف حدیث کی جانتے ہین اور شرک کہتے ہین اور وضو اور نماز مین وہ عمل بجالاتے ہین کہ جس سے وضو اور نماز فاسد ہوتی ہے حنفیون کے نزدیک بالاتفاق بلکہ بعض اون کی خلط مختلفات مذاہب اربعہ مین کہ جس سے کسی کے نزدیک بھی وضو یا نماز صحیح نہو جو انکی قائل ہین اور جس کنوئین مین یا مٹکی مین نجاست پڑجاتی ہے یا جانور گر کر مرجاتا ہے تو بغیر پاک کئے کنوئین اور مٹکی کے اوسی پانی کو کھانے اور پینے اور وضو وغیرہ مین استعمال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم چارون مذہب کو حق جانتے ہین پس جس مسئلہ کو جہان پاتے ہین اوسکی موافق عمل کرتے ہین پس سوال ہے ہم حنفیونکا کہ یہ لوگ کیسے ہین اور انکا اقتدا کرنا نماز مین ہم حنفیون کو موافق مذہب حنفی کی جائز ہے یا نہین اور اسوقت مین مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہئی یا غیر معین کی اور جو پایہ اجتہاد نہ پہونچا ہو اور جو کہ شرایط مجتہد ہین اسمین نہ پائی جاوین تو اوسکو اس زمانہ مین فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی مذہب کو مذاہب اربعہ مین سے ترک کرنا چاہئی یا نہین فقط بینوا توجروا جواب مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت وضلالت کہنا ضلالت ہے کیونکہ بہت علماء نے اتباع مذہب خاص کو واجب کہا ہے قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی وکذا فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر المناوی اور استحسان مین اسکے کسی کو اہل حق و تحقیق سے کلام نہین ہے اور امر واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت
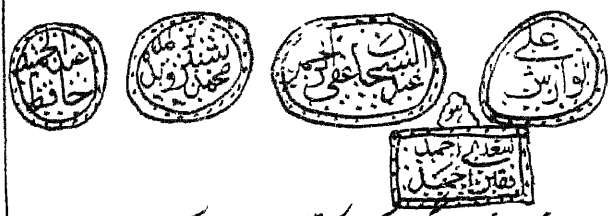
پس جاننا چاہئے یہ فرقہ گمراہیہ کہ جو منکر تقلید ائمہ اربعہ کے ہین اور نیا طریقہ اختیار کیا ہے اور کہتے ہین کہ ہم محمدی ہین حالانکہ اونکو کچہ تمیز مسائل ضروریہ مین نہین ہے بالکل و محض اُلّی ہین معاذ اللہ منہا کہ طعن کرتے ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی وغیرہ پر باوجود یکہ کچہ اونکو مس کتب دینیہ سے نہین ہے تقلید ائمہ اربعہ کی فی زماننا سب پر واجب ہے انکار انکا تقلید سے باطل ہے قابل حجت کے نہین ہے چنانچہ روایات کتب سے صاف مبین ہے اور بطلان انکی کی بشرطیکہ نظر انصاف سے غور کرین التقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول او یفعل معتقدا للحقیة من غیر نظر الی الدلیل انواع ثلاثیہ تقلید واجب تقلید جایز والتقلید مذموم الا الواجب فتقلید الانبیاء صلعم لیس ہذا تقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا التقلید الائمۃ المجتہدین فیما اجمعوا علیہ واجب ایضا وہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون عملا بالدلیل وکذا تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء وہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لانہم لا یقولون الا بدلیل ہذا مختصر ان الاصول للاصول للاعلام الدین کشف المغطا رانہ لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من الاحکام احد من المجتہدین ای عمل باتفاق علی ما نقلہ الآمدی وابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفہ والشافعی رضی اللہ عنہما فلیزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی قاری شرح عین العلم وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا درمختار لیس للعامی

سبیل الرشاد
از حضرت
رئیس المحدثین سند الکاملین
مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی
حسب فرمائش جناب مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی
مطبع مجتبائی دہلی

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان مسعود اوان محمود نسخہ نادر الوجود ظفر جلیل المسمی بہ

سبیل الرشاد

مؤلفہ حامی شریعت و طریقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی مد ظلہ العالی

مختصر فہرست کتب مطبوعہ خاص مطبع مجتبائی دہلی

قرآن شریف واضح جلی قلم مترجم
بدو ترجمہ (۱) ترجمہ اُردو شاہ
عبدالقادر صاحبؒ مع موضح القرآن
(۲) ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ صاحبؒ
قرآن شریف چار ترجمہ دو ترجمہ فارسی
شاہ ولی اللہ رحمہ و شیخ سعدی شیرازی
و دو ترجمہ اُردو شاہ رفیع الدین و
شاہ عبدالقادر رحمہ مع فوائد و شان
نزول برحاشیہ۔ مجتبائی دہلی
حمائل شریف معریٰ مترجم ایک
اشرفی فی غلطی انعام والی متن کا
معریٰ ہے اور حاشیہ پر ہندسہ اور
آیۃ آیۃ کا بامحاورہ اُردو ترجمہ شاہ
عبدالقادرؒ کا لکھا ہوا ہے۔ مجتبائی
حمائل شریف معریٰ نہایت صحیح

کتب تفاسیر عربی فارسی اُردو

تفسیر جلالین مع کمالین محشی
بحواشی جدیدہ۔ مجتبائی دہلی
تفسیر بیضاوی یعنی تا سورہ بقر
[illegible] محشی بحواشی نافعہ
از شہاب خفاجی و شہزادہ و ملا عصام
و عبدالحکیم سیالکوٹی۔ مجتبائی دہلی

تفسیر عزیزی فارسی تا سورہ بقر
موسوم بہ فتح العزیز از مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔ مجتبائی
جمال انسانی المعروف بہ ظہور صفا
تفسیر آیۂ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
تفسیر سورۂ فجر اُردو منظوم
تفسیر سورۂ فیل اُردو منظوم
تفسیر سورۂ نازعات اُردو منظوم
تفسیر سورۂ شفا یعنی سورہ فاتحہ
تفسیر سورۂ فاتحہ بزبان اُردو
از مفتی اکرام الدین صاحب دہلوی مرحوم
تفسیر حقانی نادر تفسیر سلیس اُردو
میں سات جلدوں میں تمام ہے

کتب حدیث و اصول حدیث

ابن ماجہ۔ نصف اول فاروقی
و نصف ثانی مجتبائی محشے۔
اکمال فی اسماء الرجال بقطع
مشکوٰۃ جن لوگوں کے پاس مشکوٰۃ
شریف بلا اکمال ہے وہ اُس کے
ساتھ شامل کر سکتے ہیں۔
بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام
مع نخبۃ الفکر محشی نہایت صحیح مجلد
جامع الترمذی مع شمائل
نبوی محشی باضافہ فہرست ابواب
طبع جدید صحیح و خوشخط۔ مجتبائی
شمائل ترمذی محشی علیحدہ بھی
چھاپی گئی ہے۔ مجتبائی دہلی۔
موطا امام مالکؒ محشی بحواشی
نافعہ نہایت خوشخط۔ مجتبائی دہلی
مشکوٰۃ المصابیح مع اکمال
فی اسماء الرجال محشی بحواشی جدیدہ
نخبۃ الفکر مع شرح نزہۃ النظر
محشے مجتبائی دہلی۔
تسخیر شرح چہل حدیث منظومہ
مولوی ہادی علی صاحب مجتبائی
خیر متین ترجمہ اُردو حصن حصین
یہ نادر کتاب تمامی کتب صحاح اور
احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا
لب لباب ہے۔ مجتبائی دہلی۔
ماثبت بالسنۃ مع شرح اُردو
زیر متن و برحاشیہ حل لغات موسوم
باعمال المبرورہ فی ایام الشہورہ۔

کتب فقہ و اصول فقہ عربی و فارسی و اُردو

فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری
قدوری محشی بحواشی جدیدہ
کنز الدقائق محشی تقطیع کلاں
نہایت صحیح خوشخط زیر طبع۔
منیۃ المصلی محشی بحواشی جدیدہ
مع حل لغات مجتبائی دہلی۔
اُصول الشاشی محشی بحواشی
جدیدہ و قدیمہ۔ مجتبائی دہلی
حسامی۔ محشی بحواشی جدیدہ
بخط واضح پر قلم۔ زیر طبع
کشف المبہم شرح مسلم الثبوت
مسلم الثبوت محشے نہایت صحیح
خوشخط پاکیزہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ
مع اضافہ حواشی جدید چھاپی گئی ہے
نامی شرح حسامی حل متن از
مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مؤلف
تفسیر حقانی۔ مجتبائی دہلی
چہار باب فارسی مسائل [illegible]
کلمات پند و نصائح و حکمت [illegible]
[illegible]
مالا بد منہ فارسی محشی مع [illegible]
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی
صحیح خوشخط۔ مجتبائی
مجموعہ [illegible] مولانا شاہ [illegible]
رسالہ فارسی مجتبائی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین اما بعد از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ آپکا خط آیا آپنے چند امور کو دریافت کیا ہے اُنکا جواب لکھتا ہون۔ صحابی اُسکو کہتے ہین کہ حالۃ اسلام مین فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوے اگرچہ دو سی ہی زیارت کی ہو اور رویۃ کے معنے دیکھنے کے ہین اور لقا ملاقات کو کہتے ہین کہ خدمت مین حاضر ہو جائے فرق یہہ ہے کہ اندھے کو زیارت نہین ہوسکتی لقا ہوتی ہے تو اندھے کو صحابی کی حد مین داخل ہونیکے واسطے لقا کا لفظ اختیار کرتے ہین اور اخذ حدیث آپ کی کلام سننے سے مراد ہے اگر فقط رویۃ یا لقا ہو اور روایۃ نہو تو بھی صحابی ہوتا ہے یہہ مسلہ سب محدثین کا مسلم ہے کسیکو اس مین خلاف نہین علی ہذا تابعی وہ ہے جو صحابی سے اسکو لقا ہو یا زیارت ہو اخذ حدیث ہو یا نہو اور تبع تابعی وہ ہے کہ تابعی سے اُسکو لقا یا زیارت ہو پس امام ابوحنیفہ تابعی ہین سیوطی نے اسباب مین رسالہ لکھا ہے اور بہت لوگوں نے تابعی ہونا آپ کا نقل کیا ہے دو روایۃ اُس مین سے نقل کرتا ہون

قال حمزۃ السہمی سمعت الدارقطنی یقول لم یلق ابوحنیفۃ احدا من الصحابۃ الا انہ رای انسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

حمد وصلوۃ کے بعد متدینان اہل علم وانصاف کی خدمات میں التماس ہے کہ ایک تحریر مشتمل بر چند استفسارات وسوالات از جانب غیر مقلدین منشی کرم خانصاحب نایب محافظ دفتر صدر ضلع انبالہ کی طرف سے حضرت مخدوم عالم حامی شریعت وہادی طریقت میزاب رحمت درہنمای طریقۂ سنت حضرت سیدنا ومولانا مولوی رشید احمد صاحب متع اللہ الاسلام والمسلمین بفیوضہ وطول بقائہ کی خدمت بابرکت میں بنظر جواب پہنچی جس میں سایل نے چند استفسارات اپنے اطمینان و وقفیت کی غرض سے اور چند سوالات غیر مقلدین جواب کی نظر سے مندرج کیے ہیں چنانچہ حضرت ممدوح نے جملہ امور کا جواب باصواب تحقیق و انصاف کے ساتھ تحریر فرمایا جہان تلک خیال کیا جاتا ہے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انشاء اللہ علماے باانصاف نہایت محظوظ ہونگے اور دل سے پسند فرماوینگے البتہ جو صاحب بوجہ قلت فہم یا شدۃ تعصب ان جوابات کی خوبی وعمدگی میں متامل ہون تو یہ کوئی نئی اور عجیب بات نہیں نہ انکی کچھ شکایت حضرت مولانا کی غرض اصلی ان تحقیقات سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسایل فروعیہ اختلافیہ میں اکابر اہل سنت ومجتہدین امت پر کسی قسم کی زباندرازی یا طعن وتشنیع کرنا بوجہ جہالت وناوقفیت ہے جو عوام کو کسیطرح جائز نہیں بلکہ اقوال مجتہدین کا ماخذ نصوص شرعیہ ہیں اور مسایل اختلافیہ میں ہر ایک مجتہد نے اپنا مدعی قرآن وحدیث سے مستنبط فرمایا ہے نصوص کے مقابلہ میں ہرگز ہرگز ان مسایل میں حضرات مجتہدین نے اپنے قیاس سے کام نہیں لیا جو ائمہ مجتہدین کی نسبت ایسا خیال کرے سراسر اسکی غباوت وجہالت ہے چنانچہ بہت سے آجکل کے نام کے علماء ان مسائل جزئیہ میں اکابر امت کو الفاظ نا ملایم سے یاد کرکے اپنی جہالت ظاہر کرتے ہیں بالجملہ مولانا کی یہ غرض ہے کہ ابناء زمانہ کا مقلدین ائمہ پر ان مسائل میں زبان درازی کرنا بالکل بیجا ہے بلکہ یہ جملہ مسایل عبارۃ ودلالۃ واشارۃ نصوص سے ماخوذ ہیں چنانچہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے میزان میں مسایل اختلافیہ میں ہر ایک امام کے قول کے لئے ماخذ شرعی بیان فرمایا ہے راجح مرجوح کا بیان کرنا اور دلایل ترجیح بالتفصیل بیان فرمانے ہرگز اس موقع میں مقصود نہیں چنانچہ حضرت مولانا نے چند مواقع میں اس کی طرف اشارہ بھی فرما دیا ہے اس لیے غرض ہے کہ کوئی صاحب بلا تدبر کسی بافراط یا تفریط میں مبتلا ہو جائیں وما علینا الا البلاغ —

بنظر اصلاح ومنفعت واظہار حق یہ امر مناسب معلوم ہوا کہ یہ تحریر طبع کرا کر مشتہر کیجاے —

سایل نے اول چند استفسارات اپنے اطمینان کے لئے لکھے ہیں اس کے بعد چند مسایل غیر مقلدین کے نقل کیے ہیں اول استفسارات کے جواب بیان کیے جاتے ہیں —

استفسار اول صحابی اور تابعی کی کیا تعریف ہے اور لقاء ورویت میں کیا فرق ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ تابعی ہوتے ہیں یا نہیں اور زمانہ خیر القرون کس مدۃ تک رہا فقط محمد حسن عفا عنہ

استفسار سوم شرط بخاری یا شرط مسلم یا شرط الشیخین سے یہہ مراد ہے کہ اس حدیث کے راوی کل ثقہ مثل راویان شیخین ہین یا یہہ راوی شیخین کے بہی راوی ہین یا کیا مراد ہے کیونکہ بعض احادیث جو دیگر کتب مین ہین اُنکے واسطے ایسا لکہا ہوا ہوتا ہے۔

جواب شرط شیخین کے یہہ معنے ہین کہ اسکے راوی وہ ہین جنسی شیخین روایۃ اپنی کتابون مین کرتے ہین اسکو حافظ ابن حجر نے اور نووی رحمہما نے معتبر رکہا ہے اور بعض دیگر نے مراد یہہ رکہی ہے کہ صفات رواۃ اس حدیث کی مثل رواۃ شیخین کی ہون شیخ عبد الحق قدس سرہ اور سخاوی قدس سرہ اس معنے کو معتبر کہتے ہین اور متبادر الفاظ سے بہی یہہ ہی معنے ہوتے ہین واللہ تعالے اعلم چونکہ یہہ فقرہ محدثین کا قدیم ہے اور اسکے معنے مین اختلاف تہا اسلئے دونون قول نقل کر دیئے ہین جو علماء متاخرین نے اُس سے مراد سمجہی فقط

استفسار چہارم غیر مقلدین کہتے ہین کہ بمقابلہ نص و حدیث کے قیاس کرنا ناجائز ہے آیا کسی صحابی نے بمقابلہ نص کے قیاس کیا یا نہین۔

جواب یہہ قول کہ بمقابلہ نص کے قیاس ناجائز ہے صحیح ہے اور تمام علماء عام و خاص کا اسپر اتفاق ہے اور کوئی ادنی مومن بہی اسکو جائز نہ کہیگا چہ جائیکہ کوئی عالم یا فقیہ یا مجتہد کہے یا ایسا کرے معاذ اللہ تعالے مگر باوجود ظہور مراد کی یہہ لوگ ہداہم اللہ تعالے اس فقرہ کے معنے سے ہزارون کوس دور ہوکر مطلب کو نسمجہے اور ذریعہ ابطال حق کا اور طعن امۃ مقبولہ کا بناکر ضلالۃ مین خود پڑ گئے افسوس صد افسوس ایسی ہی سمجہ نے ان کو خراب کیا ہے سو اسکے معنے سنو کہ اس سے

بعینه ولم یسمع منه انتہیٰ اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ من الصحابۃ عبد اللہ ابن اوفی فانہ مات بعد ذلک بالاتفاق وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدہا انتہیٰ اور سوائے اسکے بہت سے اقوال علماء کے ہین بہرحال طبقہ تابعین مین آپ کا ہونا اگرچہ رویۃ ہی سے ہی ثابت ہے اور تبع تابعی ہونے مین توکسی ادنی عاقل کو بھی شبہہ نہین قال علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم پس اس حدیث سے خیر القرون مین تابعی اور تبع تابعی دونون داخل ہین اور تبع تابعین کا عہد دو سو سال کے بعد تک ہا چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے جو تبع تابعی ہین دو سو چار مین وفات پائی ہے اور جناب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ڈیڑھ سو سال مین وفات پائی ہے بہرحال خیر القرون مین ہونا امام صاحب رحمہ کا محقق ہے اور تابعی ہونا بھی محقق ہے اگرچہ کوئی انکار کرے عناد سے یا نا واقفیۃ سے واللہ اعلم فقط

استفسار دوم حدیث اصحابی کالنجوم کس کتاب حدیث مین ہے اور عند المحدثین کس درجہ مین ہے۔

جواب حدیث اصحابی کالنجوم الخ مشکوۃ المصابیح مین منقول ہے رزین کی روایۃ سے مگر صحاح ستہ مین یہہ حدیث نہین صاحب مشکوۃ نے اسپر کچھہ کلام نہین کی مگر ابن حجر وغیرہ نے اسکی تضعیف کی ہے اور اسکا شاہد بھی ہے حدیث اختلاف امتی رحمۃ اور اختلاف اصحابی رحمۃ پس یہہ طرق سب جمع ہو کر یہہ حدیث حسن لغیرہ ہو گئی ہے واللہ تعالے اعلم۔

اب بغور سنو کہ اگر کسی حادثہ مین حکم کی حاجة ہوتی ہے تو اگر وہان کوئی نص
آیة یا حدیث مثلاً موجود ہے صریح کہ دوسرے معنے کی محتمل نہین اور غیر منسوخ
وغیر معارض تو وہان کوئی قیاس نہین کرتا کہ وہان کوئی حاجة قیاس کی نہین
یہہ معنے ہین کہ محل نص مین قیاس درست نہین کہ جب خود شارع کا حکم موجود
ہے تو کیسکے قیاس کی کیا ضرورة ہے کیونکہ اگر خلاف حکم نص کے قیاس سے
ثابت کرے گا تو وہ فعل ابلیس کا اور حرام ہوگا اور جو موافق نص کے ثابت ہوگا
تو لاحاصل ہوگا مگر ہان اگر یہ بات ثابت کرے کہ یہہ حکم نص کا موافق عقل سلیم کے
ہے تو یہہ موجب قوة یقین کا ہو جاتا ہے اور تسلیم حکم نص کو نہایت معین ہوتا ہے
کہ حکم نص کا بدیہی مثل مشاہد کے ہو جاتا ہے اور یہہ قیاس نہین بلکہ علة حکم کا ادراک
ہے یہہ امر باتفاق امة درست واعلی درجہ علم کا ہے مثلاً خروج بول ونذی
ناقض وضو ہے اور خروج منی موجب غسل ہے اگر کوئی یہان اپنے قیاس
فاسد سے خروج منی کو موجب غسل نہ کہے تو مخالف نص کے قیاس سے
لعین ہوگا اور جو اپنی قوة ذہنی سے اسکی وجہ اور سبب تفرقہ کا بول ومنی مین
پیدا کرے خواہ عقل سے خواہ دوسری نص کے حکم سے تو یہہ عین علم ہے اس مین
کوئی عیب نہین بلکہ باعث مدح کا ہے مگر اثبات حکم غسل کیواسطے تکلف کرنا
فضول ہے لیکن واضح ہو کہ یہہ علم علماء مجتہدین اور اولیاء کاملین کو حاصل ہوتا
ہے اور یہہ قیاس نہین اب اس تقریر سے تفرقہ دلیل عقلی بیان کرنے کا اور
بمقابلہ نص کے قیاس کرنے کا اور محل نص مین قیاس کرنے کا اہل فہم پر واضح
ہو جائیگا اگر بغور علم اس مین فکر صائب کرے گا اور اگر وہان اس نص مین دو

یہہ مراد ہے کہ باوجود حکم نص کے اُسکے مقابلہ مین اور مخالفت مین اپنی راے سے حکم مخالف نص کے دیا جاے اور اپنے قیاس فاسد کو معارض و مقابل حکم شریعت کا بنایا جاوے کہ کوئی نص صریح یا خفی کسی طرح اُسکے موافق نہو بلکہ محض مخالفت جملہ نصوص کی کرے اور کوئی امر قیاس فاسد سے نکالکر نصوص کو رد کرے تو یہہ امر باطل و حرام و کار شیطان لعین کا ہے کیونکہ حق تعالے نے اُسکو حکم سجدہ کا آدم علیہ السلام کی طرف فرمایا اور اسمین کوئی خفا نہ تہا حقتعالے نے جان کر کہ جن ناری اور ملائکہ نوری اور آدم خاکی ہے سجدہ چاہا مگر اُس پلید نے اپنے قیاس فاسد سے یہہ نکال کر کہ نار افضل و اعلے ہے خاک سے سجدہ کو خلاف مصلحت جانا تو صریح نص اور جملہ نصوص کے خلاف بمقابلہ حق تعالی کے حکم کے یہہ قیاس باطل کیا پس ایسا کرنے والا بہم شیطان کا ہے اسی واسطے کہا گیا ہے کہ اول من قاس ابلیس یعنی قیاس فاسد خلاف نص کے اول ابلیس نے کیا جس کی وجہ سے قوم غیر مقلدین نے اپنی خوش فہمی سے مطلق قیاس کو اگرچہ صحیح ہو ابلیس کا فعل قرار دیکر جملہ مجتہدین و علماء کو صحابہ سے لیکر آج تلک گمراہ ٹہرایا معاذ اللہ اس قدر ہر اہل فہم پر واضح ہے کہ مقابل ضد شے کو کہتے ہین پس قیاس مقابل نص کا وہی ہوگا کہ کسی نص کے موافق نہو ورنہ اگر ایک نص کے مقابل اور دوسرے نص کے موافق ہوا تو مقابل نص کسیطرح اُس کو نہین کہہ سکتے اور بسبب تعارض احادیث و نصوص کے یہہ بالضرور صحابہ سے لیکر آخر تک سبکو واقع ہوا ہے تو اس فرقہ کے نزدیک تمام امت گمراہ ہوئی اور لا تجتمع امتی علی الضلالۃ بالکل غلط ہوا العظمۃ للہ تعالے کیا جہل نے جہلاء کو خوار کیا ہے

مگر اس جماعت نے اُس روز حکم شارع پر بسبب نہی کے عمل کیا اور مصیب ہوئے
اور یہہ سمجھے کہ اس نص صریح سے آج کی عصر اُس کلیہ سے مخصوص ہوئی ہے
اور دوسری وجہ کو متروک العمل کیا اور دوسرے معنے اسکے جو مجازی ہین کہ نہ
پڑہنے نماز سے راہ مین غرض جلد پہنچنا ہے نہ فوت کرنا نماز کا کہ جو حقیقی معنی ہین
پس دوسری جماعت نے اس ہی نص کے معنے مجازی قرار دیئے بسبب کلیہ
شرع کے کہ قرآن مین صلوۃ کو کتابا موقوتا فرمایا ہے اور ترک صلوۃ کو حرام فرمایا
ہے تو اس کلیہ دین کو اصل قرار دیکر اسی نص کو اُسکے تابع کیا اور معنے مجازی
لیکر راہ مین نماز پڑہی اور علۃ نص پر عمل کیا کہ وجہ ارشاد راہ مین نماز نہ پڑہنیکی
جلد پہنچنا ہے نہ ترک نماز اور یہہ جماعۃ بہی مصیب ہوئی پس سنۃ سے اور عمل
صحابہ سے ظاہر نص پر عمل کرنا اور علۃ نص پر عمل کرنا اور ظاہر کو چہوڑنا جو فقہاء
کرتے ہین مشروع ہوگیا اور آپنے اسکی تقریر فرما دی جو قیامۃ تک معمول رہیگی
اور دونون طرح کا عمل مجتہدین مین موجود ہے اور اختلاف فروع مین اسی
وجہ سے ہوا ہے اب یہہ قیاس بتقابلہ نص نہین بلکہ اجتہاد فی مراد النص ہے
اور جائز ہے اور سنۃ سے ثابت ہے پس جو اسپر طعن کرتا ہے وہ رسول اللہ
کی تقریر پر طاعن ہے اور اپنا دین برباد دیتا ہے اور سنو کہ حضرت علی رضی اللہ
تعالے عنہ کو حکم فرمایا کہ فلان کو قتل کردو کہ اُسپر تہمت زنا تہی آپ اُسکی تلاش کو
نکلے تو وہ چاہ مین نہاتا تہا آپنے اُسکا ہاتہہ پکڑکر نکالا تو وہ مقطوع الذکر تہا پس
آپنے قتل نکیا اور آنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپنے تصویب
فرمائی اب دیکہو حالانکہ حکم قتل کا دیا تہا اور نص صریح ظاہر تہی مگر معہذا جب

احتمال ہون حقیقت مجاز کے سبب یا اشتراک معنی کے سبب یا بنظر ظاہر الفاظ اور
نظر علۃ نص کی وجہ سے تو البتہ وہان مجتہد کسی جانب کو ترجیح دیکر ایک جانب کو
مقرر کر دیتا ہے اور دوسری جہۃ کو متروک العمل کرتا ہے سو یہہ ترجیح ایک معنی
نص کی ہے اور نص پر ہی عمل ہے اسکو قیاس بمقابلہ نص کے کوئی عاقل نہین
کہہ سکتا بلکہ یہہ خود اس ہی نص پر عمل کرنا ہے اور یہہ عین سنۃ و فعل صحابہ علیہم الرحمۃ
اور تقریر فخر عالم سے ثابت ہے اور ایسے ہی مواقع پر جہلا زمانہ کو مجتہدین پر
خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ پر اعتراضات جہالۃ آیات و مطاعن بے موقع ہین
کہ اس ترجیح کو قیاس بمقابلہ نص تجویز کرتے ہین حالانکہ یہہ عین عمل بالنص ہے اور
سنۃ و صحابہ سے ثابت ہے بخاری و مسلم مین یہہ حدیث ہے کہ جب آپ
بنو قریظہ پر تشریف لیگئے تو یہہ فرمایا کہ لایصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ ترجمہ یہہ
ہے کہ ہرگز کوئی عصر کی نماز نہ پڑہی مگر بنی قریظہ مین پس لشکر بنی قریظہ کو روانہ
ہوا جب غروب شمس قریب آیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہمکو حکم بنو قریظہ سے وری
نماز کا نہین ہوا بلکہ منع فرمایا ہے تو اگرچہ نماز قضا ہو جائے مگر ہم راہ مین نماز نہ
پڑہین گے وہ نہ ٹہیرے اور بعض صحابہ نے کہا کہ غرض آپ کی جلد چلنے اور جلد
پہنچنے کی ہے نماز کا قضا کرنا نہ چاہیے انہون نے راہ مین نماز ادا کی جب
آپ کو خبر ملی تو دونون جماعۃ کو کچہہ نفرمایا غرض دونون کی تقریر فرمائی اب دیکہو
ایک نص ہے اور معنے ظاہر اور حقیقی اسکے قبل بنو قریظہ پہنچنے کی نماز نہ پڑہنیکے
ہین ایک جماعۃ نے اسپر عمل کیا کہ حقیقی معنے اور ظاہر معنے احق ہوتے ہین اور
اسوجہ کو ترجیح دی اگرچہ پہلے سے آپنے جانکر تاخیر صلوۃ و قضا کرنیکو منع فرمایا تہا

شارع علیہ السلام پر طعن ہوتا ہے مجتہد و مقلد ہر حال بری اس عیب سے ہین اور
عین حکم و شرع شارع علیہ السلام کے حامل ہین ہرگز اسکو کوئی عمل بمقابلہ نص سمجہے
اور نہ عمل بالرائے تصور کرے بلکہ یہہ عمل بالنص بحکم شارع ہے ورنہ یہہ طعن صحابہ
علیہم الرضوان بلکہ خود شارع علیہ السلام تک پہنچیگا معاذ اللہ اور اگر کہین دو نص متعارض
جمع ہوئین تو وہان مجتہد بالضرور یا دونون نص کو جمع کرتے ہین کسی طریق وجوہ
جمع سے جو معمول و متقرر ہین یا اگر ناسخ منسوخ ہونا قطعًا یا بظن غالب بقراین معلوم
ہوا تو ناسخ پر عمل کرتا ہے یا قوۃ ضعف ثبوت کیوجہ سے قوی پر عمل کرتا ہے یا
رواۃ کی فقیہ و غیر فقیہ ہونیکے سبب فقیہ کی روایۃ پر عمل کرنا اختیار کرتا ہے یا ایک
روایۃ کو قواعد کلیہ نصوص و شرع سے مرجح کرتا ہے مثلًا تو ان جملہ صورتون مین ہرگز
بمقابلہ نص کے قیاس نہین ہوتا بلکہ دونون نص پر یا ایک نص پر عمل ہوتا ہے پس
اسکو بہی نہ عمل بالرائے کوئی عاقل کہے نہ بمقابلہ نص کے قیاس کہہ سکے بلکہ یہہ خود
نص پر عمل و حکم کرتا ہے اور یہہ سب امور صحابہ رضی اللہ عنہم کے معمول ہین اور
اُن سے ہی مجتہدین نے سیئے ہین مثلًا کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے پوچہا کہ قرآن مین دو آیۃ متعارض ہین واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون
دوسری جگہہ فلا انساب بینہم ولا یتساءلون پہلی سے ثابت ہے کہ ایک دوسرے سے
سوال کریگا اور دوسرے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہرگز سوال نہوگا آپنے جواب
دیا کہ عدم سوال نفخہ اولے مین ہوگا اور سوال باہم بعد نفخہ ثانیہ کے ہوگا پس دونون
آیۃ کو جمع کر دیا یہہ بہی ایک طریق جمع کا منجملہ طرق کے ہے اسیطرح جزئیات عملی
مین جمع کیا جاتا ہے تو دونو نص معمول رہتی ہین جیسا کہ حدیث عصر کی فوات کی ممانعت

وجہ قتل کی اُس شخص مین جسپر حکم قتل تہا نہ پائی تو اُسپر عمل نکیا اور بوجہ رفع علۃ حکم کے توقف کیا اور مصیب ہوئی تو یہہ شرع مقرر ہو گئی کہ اگر نص کی علۃ مرتفع ہو جائے تو اسپر عمل نکرنا چاہیے مجتہدین نے اس سے یہہ قاعدہ کلیہ سیکہہ کر عمل کیا تو یہہ قیاس و حکم بمقابلہ نص نہین بلکہ عمل بحکم نص ہے کہ اُسپر عمل واجب جب تک تہا کہ علۃ موجود تہی اگر علۃ رفع ہو جائے تو پہر ظاہر الفاظ پر عمل نہو گا تو یہہ خود مقتضائے نص ہے اسکو ترک نص اور قیاس بمقابلہ نص اہل فہم ہرگز نہ کہینگے علے ہذا بہت وقائع ہین کہ اہل حدیث و فقہہ جانتے ہین گو خود رائے جہال ناواقف ہو کر طعن کرتے ہین اس تحقیق سے بہت سے اشکال اہل فہم کے حل ہو جاینگے اگر بغور و فکر اس کو دیکہینگے اب گویا مخالفۃ نصوص کا طعن بہی ہباء منثورا ہو جائے گا الحاصل جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نص صریح واجب العمل کو ترک کیا بسبب اسکے کہ علۃ قتل کو جانتے تہے بارشاد فخر عالم علیہ السلام کے اور مرتفع ہونا علۃ کا معلوم کیا تہا بمشاہدہ اور اس ترک نص کی تصویب شارع علیہ السلام سے ثابت ہوئی ایسے ہی جب مجتہد علۃ نص کو دریافت کرتا ہے کسی وجہ سے خواہ اشارۃ النص ہو یا عبارۃ و دلالۃ ہو خواہ استنباط ذہنی سے جو فحوای کلیات شرع سے معلوم ہو اور پہر بسبب اُس علۃ کے مرتفع ہونیکے نص پر عمل نہین کرتا تو ظاہر بین جانتا ہے کہ اپنی رائے پر عمل کیا اور نص کو چہوڑا اور اسکا نام قیاس بمقابلہ نص رکہتا ہے مگر یہہ غلط ہے بلکہ ترک نص کا دوسری نصوص کلیہ کے حکم سے کیا ہے نہ اپنے قیاس فاسد سے بلکہ حکم نصوص سے لہذا یہہ عین عمل بالنصوص ہے نہ ترک نص اور یہہ عمل حضرت علی کا اور تصویب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کی حجۃ شرعیہ ہے اسپر طعن جاہل کا خود

عمر و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل میت کی رونے سے میت کو معذب ہونا روایۃ کرتے ہین تو آیۃ قران سے جو مثل قاعدہ کلیہ کے ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری رد کیا اور کہا کہ قران تکو بس ہے اور سماع موتی کے باب مین آیۃ انک لا تسمع الموتی کو پیش کرکے روایۃ حضرت عمر کو تاویل کر دیا اور کہا کہ وہ سمجھے نہین آپ کی یہہ مراد نہ تہی تو دیکہو ایسے بڑونکی قول کو بسبب کلیہ شرعیہ کے معتبر نرکہا بلکہ بروی تفقہ دونون کو جمع کیا کہ روایۃ سماع کو ماول بنایا اور معذب ہونیکو دوسری طرح بیان کیا جو کتب مین مذکور ہے پس یہ سب معمولات صحابہ علیہم الرضوان کے ہین جنکو مجتہدین دین مین جاری کر گئے ہین اور یہہ ہی تفقہ فے الدین ہے قال علیہ السلام من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فے الدین سبحان اللہ فضل مجتہدین فقہاء کا غور کرنا ہے اور اُن پر طاعنین کی جہل و ضلالۃ کو قیاس کرنا بہر حال نہ یہہ ترک نص اور عمل بالقیاس ہے اور نہ یہہ منع ہے بلکہ عین تفقہ و عین کمال علم مورث فخر عالم علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہے اور تمام خلاصہ روایات فقہاء کا اور اختلاف باہمی کا اور وجہ اُسکی اس سے واضح ہو سکتی ہے اور ان ہی وجوہ اختلاف سے اختلاف فروع پیدا ہوا ہے فقط واللہ اعلم بالصواب اس جواب کے بعد نہ کسی جواب کی اب حاجۃ ہے نہ آیندہ کسی شبہہ کا محل خطور باقی رہا اگر فہم شرط ہے اس ہی واسطے اس مین اسقدر بسط کیا گیا فقط۔

استفسار پنجم غیر مقلد کہتے ہین کہ فقہ کے مسایل مین بہت اختلاف ہے احادیث مین کہین اختلاف نہین آیا یہہ سچ ہے کیا بخاری شریف و مسلم شریف و دیگر کتب صحاح مین استنباط و ترتیب وغیرہ مین ہی اختلاف ہے یا نہ اور مضامین مین ہی

کی اور عصر کی نماز قریظہ سے ورے نہ پڑہنی کو مجاز پر حمل کرکے جمع کردیا ہے
یہہ ہی نظیر اُسکی ہے اور ناسخ منسوخ اور قوۃ ضعف کا انکار حضرات غیر مقلدین
بہی نہین کرتے لہذا اُسکی نظیر کی ضرورۃ نہین اور فقیہ کے قول وروایۃ کا معتبر ہونا
اس سے ثابت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ الوضوء
مما مسّت النار یعنی جو آگ سے طعام پختہ ہوا اُسکے کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
تجدید وضو کرنا چاہیے تو ابن عباس نے جواب دیا کہ گرم پانی سے بہی وضو
کرنا چاہیے یعنے اگر مسّ نار موجب نقض وضو کا ہے تو گرم پانی سے وضو درست
نہو کہ وہ بہی آگ کا گرم کیا ہوا ہے اور اگر گرم پانی کا استعمال متوضی کرے تو وضو
ٹوٹ جائے اب دیکہو کہ ابوہریرہ کی روایۃ کو ابن عباس نے رد کردیا نہ باین وجہ
کہ تم غلط روایۃ کرتے ہو ورنہ اُن کو روایۃ کذب کی وعید سے ڈراتے بلکہ باین وجہ
کہ تمنے معنے حقیقی ظاہر سے خود مطلب سمجہہ لیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کا یہہ مطلب ہرگز نہین تمکو فقہ حدیث کا حاصل نہین ہوا کہ وضو سے نظافۃ کے
لغوی معنی مراد ہین نہ وضو اصطلاحی شرعی لہذا وہ روایۃ فقہاء صحابہ کی جس سے ترک
وضو ثابت ہوتا ہے معمول ہوئی اور یہہ روایۃ غیر فقیہ کی ترک کی اسکے بہت نظایر
ہین چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فاطمہ بنت قیس کی روایۃ کو رد کردیا
کہ وہ کہتی تہی کہ مطلقہ ثلث کو نفقہ وسکنی نہین ملتا آپنے فرمایا کہ ہم کتاب وسنۃ کو
ایک عورۃ کے قول وروایۃ سے رد نہین کرسکتے معلوم نہین کہ اُسکو یاد رہا یا
بہول گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سکنی نہ دینے کی وجہ خاص
بیان کردی جسکو فاطمہ نہ سمجہی تہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب خبر ملی کہ حضرت

تحتانی کی ضعف روایۃ کا ہوا پس اس ضعف سے امام صاحب کی سند مین ضعف جاننا سخت کم فہمی ہے مثلاً بخاری سے لیکر صحابی تک رواۃ ثقہ ہین اگر یہہ روایۃ بخاری سے نیچے یا بخاری کے اُستاد سے نقل ہوکر نیچے درجہ مین ضعیف ہوگئی تو بخاری کی حدیث ضعیف نہو گی اگرچہ نیچے کیسا ہی راوی ہو لہذا امام صاحب کی سند مین ہرگز ضعف نہین یہہ کم فہمی ابنار زمانہ کی ہے کہ اگر ترمذی کی سند مین ضعف ہوا تو وہ روایۃ امام صاحب اگر روایۃ کرین تو وہ بھی ضعیف ہو بہرحال یہہ گمان غلط ہے کہ عدم علم حقیقۃ الحال سے پیدا ہوا ہے اور دیگر ائمہ مجتہدین امام مالک و امام شافعی اور امام احمد تو تمام عالم مین محدث مشہور رہین اور کہ خود صحیحین اُنکی روایات سے پر ہین انکی احادیث کو ضعیف کہنا تو سراسر حمق ہے ورنہ صحیحین بھی ضعیف ہو جائینگی بہرحال ائمہ اربعہ کی نسبتہ یہہ انکا گمان فاسد و غلط ہے۔

استفسار ہفتم غیر مقلدین کہتے ہین کہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے کسی مجتہد یا فقیہ سے معنی سمجھنے کی حاجت نہین خواہ عالم ہو یا جاہل ہو فوراً عمل کرلے آیا اسکا کیا حکم ہے آیا زمانہ آنحضرت سے یہہ عمل جاری چلا آیا ہے یا عوام کو کبھی روکا گیا ہے کہ وہ بلا دریافت مجتہد یا فقیہ یا متبحر عالم سے بلا دریافت عمل نکرین بلکہ فتویٰ لین۔

جواب ظاہر حدیث پر عمل واجب ہونے سے اگر یہہ مراد ہے کہ جو کچھ ترجمہ لفظی حدیث کا ہے اُسپر عمل کرنا سب جگہہ واجب ہے خواہ وہ دیگر آیات اور احادیث کے اور اجماع امتہ کے موافق ہو یا مخالف ہو تو یہہ عقیدہ اور قول سراسر غلط اور نادانی ہے کیونکہ بہت سی احادیث کا ظاہر متروک ہے بسبب نسخ کے یا مخالفۃ صحاح نصوص کے یا اجماع امتہ کی مثلاً یہہ حدیث ترمذی کی سحر کی باب مین ہے کلوا واشربوا

اختلاف ہے یا نہین۔

جواب قول غیر مقلدین کا کہ فقہ مین بہت اختلاف ہے اور احادیث مین نہین بالکل غلط ہے شاید ان لوگون نے مشکوۃ بہی نہین دیکہی محض نام حدیث کا سن لیا ہے احادیث مین اسقدر تعارض ہے کہ دیکہنے سے تعلق رکہتا ہے کلام محض دہوکا وہی ہے جسکا دل چاہے دیکہہ لیوے کہ احادیث بخاری کی خود باہم متعارض ہین اور یہہ ہی سبب اختلاف فقہا و مجتہدین کا ہوا ہے اللہ اکبر کیسا غلط قول ہے کہ آفتاب پر خاک ڈالنا اسکو ہی کہتے ہین پس معلوم ہوا کہ فقہا کا اختلاف بسبب اختلاف احادیث کے ہوا ہے اور عمل فقہ پر کرنا بعینہ احادیث پر عمل کرنا ہے فقط۔

استفسار ششم غیر مقلدین کہتے ہین کہ اکثر ائمہ خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جسقدر احادیث لی ہوئی ہین وہ اکثر عند المحدثین ضعیف ہین اور بخاری اور مسلم مین ایک ہی حدیث ضعیف یا راوی مجروح نہین ہے۔

جواب امام صاحب کی احادیث ہرگز ضعاف نہین امام صاحب تابعین و تبع تابعین سے روایۃ نہایۃ تحقیق کے ساتہہ کرتے ہین اور علم اہل کوفہ کا نہایۃ وسیع تہا کہ پندرہ سو صحابی وہان تشریف رکہتے تہے اور اُس وقت بخاری و مسلم پیدا ہی نہین ہوئے تہے سو امام صاحب کے اُستادون سے لیکر صحابہ تک چند واسطے ہوتے تہے وہ سب معتمد و ثقہ تہے تو وہ ان صحاح احادیث سے استنباط مسایل کا فرماتے تہے پہر بعد امام صاحب کے جو اُن احادیث کی نقل ہوئی ہے تو نیچے کے درجہ مین آکر بعض روایۃ مین بسبب ضعف راوی

کہہ جو لوگ بے علمی کے ساتھہ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کی تارک بن جاتی ہین وہ
آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین اُن مین بعض عیسائی ہو جاتے ہین اور بعض لامذہب
جو کسی دین و مذہب کے پابند نہین رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج
تو اس آزادی کا ادنی نتیجہ ہے انتہی عـ دیکھو کیا خرابی اس قاعدہ کی انکو معلوم
ہوئی کہ عامی کسی مجتہد کا کہین محتاج نہین ظاہر پر اُسکو عمل واجب ہے اور اصل
وجہ مغالطہ کی ان نادانون کو یہہ ہوئی کہ خود فقہار کا یہہ قاعدہ مقرر ہے کہ ظاہر
نص پر عمل واجب ہے جب تک وہ کسی اپنے سے قوی دلیل کے معارض نہو
اور عند التعارض اُسکی تاویل کرنی چاہیے جیسا موقع اُسکا ہو جو اصول مین مقرر
ہے پس یہہ قاعدہ ان جاہلون نے سنکر اول فقرہ تو پلے باندہ لیا اور مجتہد
بنگئے اور آخر فقرہ کو علم کی بات اور مشکل سمجھکر چھوڑ کر حرام ٹھہرا دیا کہ اسمین ترک واجب
ہے اور اس اچھی بات کے عقیدہ سے صحابہ تک کو تارک واجب بنا کر گمراہ بنا دیا
حالانکہ شارع نے ہر عامی کو ایسے مواقع مشکلہ مین رجوع علمار کا حکم فرمایا ہے
چنانچہ ابو داؤد مین روایت ہے کہ ایک صحابی کے غزوہ مین سر مین چوٹ لگی سر
پھوٹ گیا اُن کو شب کو احتلام ہو گیا انہون نے لوگون سے پوچھا کہ مین تیمم کر لون
لوگون نے کہا کہ پانی کے ہوتے تیمم درست نہین تو ظاہر آیت پر عمل کر کے فتوی دیا
جب غسل کیا تو وہ مر گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر ملی تو آپنے
فرمایا کہ مفتیون نے اُسکو قتل کیا خدا تعالے اُن کو قتل کرے کیون نہ پوچھا اس
مسئلہ کو یعنے علمار صحابہ حاضرین سفر سے دریافت کرنا واجب تہا اب غور کرنا
چاہیے کہ عامہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم ان آج کل کے مدعیان اجتہاد سے

حتی یعترض لکم الاحمر ترجمہ کہاؤ اور پیو تم جب تک پیش آوے صبح سرخ پس
ظاہر اسکا یہہ ہے کہ جب تک سرخی ظاہر نہو تو کہاے جاؤ حالانکہ سرخی جب ظاہر
ہوتی ہے کہ صبح صادق تمام عالم مین پہیل جاوے اور قدر پون گہنٹہ کی گذر جاوے
اور اسفار کا وقت خوب آجاوے اب اسوقت مین سحور کا کہانا چاہیے کہ ان اہل
ظاہر کے نزدیک جائز ہو پس اگر اسمین کسی فقیہ عالم سے نہ پوچہے گا تو روزہ فاسد
ہوکر گمراہ رہے گا یا نہین اور کچہہ اسکی تاویل کی یا معنے درست کیئے یا منسوخ کہا
اور یہہ ہی تفقہ ہے اور یہہ عوام کا کام نہین بلکہ علماے متبحرین کا کام ہے تو پہر
ظاہر حدیث کے خلاف ہوا اور ترک واجب ہوکر حرام ہوگا حسب زعم ان غیر
مقلدین کے کیونکہ واجب کا ترک حرام ہوتا ہے اب دیکہو کیا مآل اس عقل وسمجہہ کا
ہوگا اور اگر یہہ غرض ہے کہ حدیث سے ایک ظاہر لفظ سے مطلب صحیح معلوم ہوتا
ہے اور دوسرا بطور علۃ اور تفقہ کے تو فقط ظاہر لفظی مطلب پر عمل واجب ہے
تو یہہ معلوم ہوچکا کہ غلط ہے کیونکہ قصہ صلوۃ عصر بنو قریظہ مین جماعۃ صحابہ نے ظاہر
مطلب کو چہوڑکر علۃ پر عمل کیا اور مصیب ہوئی اگر ظاہر ہی پر عمل واجب ہوتا تو ایک
گروہ گناہ کبیرہ کا مبتلا ہوکر سرزنش شارع علیہ السلام کا مورد ہوتا پس وجوب عمل
محض ظاہر حدیث پر خود باطل ہوا پس اس قوم کی یہہ جہالۃ کے کلام خود گمراہی
کے آثار ہین کیا خوب فرماتے ہین مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس قوم غیر مقلد کے
اپنے اشاعۃ السنہ مین اور انصاف کرتے ہین کہ لکہتے ہین نمبر ۱ جلد ۱۱ کے صفحہ ۱۳۱ مین
کہ غیر مجتہد مطلق کے لیئے مجتہدین سے فرار وانکار کی گنجایش نہین ۔ اور نمبر ۲ جلد ۱۱
کے صفحہ ۵۳ مین لکہتے ہین کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوئی ہے

دین کا گویا اسپر ہے اگر جماعۃ صحابہ مین ایسا امر واقع ہو کہ مفسد صلوۃ ہو اور ایک
مدۃ تک اُسپر تعامل رہی اور وحی اسمین نہ آوے یہہ ہرگز نہین ہو سکتا اس ہی
واسطے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جو انزعل مین کہ کنا نعزل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیونکہ اگر یہہ حرام ہوتا تو بالضرور آپ کو بذریعہ وحی اطلاع دی جاتی اور منع
کیا جاتا اور اس ہی واسطے اہل اصول حدیث ایسے قول و فعل کو مرفوع حدیث
مین شمار کرتے ہین غرض قطعًا فریق مانع قراءۃ فاتحہ خلف امام آپ کے عہد مین
اسپر معتقد و عامل ہی تہے اگر یہہ امر مفسد صلوۃ کا ہوتا جیسا زعم غیر مقلدین کا ہے تو
اُن کو منع کیا جاتا کہ جماعۃ کثیر صحابہ عامل اسکی تہی پس نفی وجوب کو یہہ دلیل کافی
ہے پس یہہ واقعہ بہی مثل واقعہ لایصلین احد العصر الافی بنی قریظۃ کی ہے لہذا
کیسکو کسی پر سرزنش درست نہین کہ دونون فعل بتقریر ثابت ہو چکے ہین اور خود بین
ہے کہ یہہ اختلاف اس مسئلہ کا بعد وفات فخر عالم علیہ السلام کی حادث نہین ہوا
بلکہ آپ کی حیوۃ کے وقت سے ہی اسمین یہہ اختلاف چلا آتا ہے اب اس کی
کچہہ تفصیل کو سننا ضرور ہے سنو کہ مکہ مین ابتدا اسلام مین نماز تہجد کی فرض ہوئی تہی
جس کی خبر سورہ مزمل کے شروع مین موجود ہے یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا
الخ اور سورۂ مزمل ابتدای بعثت مین نازل ہوی کہ حسب تحریر سیوطی کی اتقان مین
اول سورۂ اقرأ ثانیا سورۂ نون ثالثا ابتدا ر سورۂ مزمل کا نزول ہے اور سب
امام مقتدی فاتحہ و سورۃ دونون کو پڑہتے تہے پہر بعد یکسال کے حسب روایۃ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی مکہ مین ہی آخر سورہ مزمل کا نازل
ہوا جسمین فاقرؤا ما تیسر من القران ہے تو اس آیۃ سے وہ صلوۃ تہجد طویل منسوخ

صدہا درجہ زیادہ عالم تھے اور ظاہر قران پر اور حدیث پر انہون نے فتوی دیا تو
وہ اُن کا فتوی مردود کیا گیا اور حکم تحقیق مسئلہ کا علماء سے فرمایا اور ان جہلاء کیطرح
تصویب نفرمائی تو اب بحکم شرع ایسے مواقع مین جہان حاجۃ تفقہ کی ہے کسطرح
ہر عامی کو ظاہر حدیث پر فقط ترجمہ دیکھکر عمل و فتوی درست ہوگا بالضرور ایسے
مفتی جاہل ارشاد قتلہم اللہ کے مورد ہونگے الحاصل ہر محل مین ہر عامی کو ظاہر حدیث پر عمل
درست نہین البتہ جو مواقع اجتہاد کے نہین وہان مضائقہ نہین جو صاف صاف
حکم ہین پس زعم ان مدعیان اتباع سنتہ کا خود حدیث سے باطل ہو گیا فقط۔
الحمد للہ کہ جملہ استفسارات سایل کا جواب تو پورا ہوچکا اسکے بعد جو سایل نے
چند مسایل جزئیہ مختلف فیہا کہ جنکی وجہ سے غیر مقلدین زمانہ حال مقلدین پر اکثر
مواقع مین زبان درازی کرتے ہین نقل کرکے جواب طلب کیا ہے اُن کا جواب
لکھا جاتا ہے واللہ الموفق۔

قول اوّل غیر مقلدین کہتے ہین کہ سورۂ فاتحہ امام اور مقتدی دونون پر واجب
ہے کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی۔

جواب قراءۃ فاتحہ خلف امام مین صحابہ کے وقت سے اختلاف ہے اور
عہد حیوٰۃ فخر عالم علیہ السلام مین ہی اس مسئلہ مین صحابہ دو فریق ہوگئے تھے
کہ بعض اجلّہ فقہاء صحابہ مثل عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور زید بن ثابت وغیرہم
رحمہم اللہ مانع تھے اور بعض صحابہ مجوّز تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے دونون فریق مین سے کیسکو رد نکیا اور بحال خود رکہا اگر کسی ادنی امر کے
باب مین وحی نہ آوے تو عجب نہین مگر نماز جیسے اعظم عبادۃ جزو ایمان مین کہ مدا

مستلق حکم کو مقید بسورۃ نہین فرمایا بلکہ عام فاتحہ وسورۃ مین رکہا ہے اور اس ہمارے
زمانہ کے لوگ جو اس آیۃ کا نزول خطبہ مین بیان کرکے اس حکم کو مقصور خطبہ پر
رکہتے ہین یہہ سراسر اُن کی غلطی ہے کیونکہ اول صریح احادیث سے ثابت
ہوگیا کہ اسکا نزول قراءۃ مقتدی مطلقاً مین ہے دوسرے یہہ کہ جمعہ فرض مدینہ
مین ہوا ہے اکثر علماء کے نزدیک اور جو علماء مکہ مین فرضیۃ جمعہ کی بیان کرتے
ہین تو آپ کو اُن کے نزدیک بہی جمعہ کی ادا کا محل مکہ مین کبہی نہین ملا تو آپنے
کب مکہ مین جمعہ ادا کیا اور کب لوگون نے کلام خطبہ مین کیا تہا جو یہہ آیۃ نازل
ہوئی کیونکہ اعراف باتفاق محدثین ومفسرین کے مکّی ہے اور یہہ آیۃ بہی مکیہ
ہے کسینے اسکو مکیہ ہونے سے استثنا نہین کیا نہ کسینے اسکو مدنیہ لکہا اور پہر بعد
تسلیم محال کے حکم عموم الفاظ پر ہوتا ہے نہ خصوص مورد پر اور یہہ قاعدہ مسلمہ
تمام امت کا ہے اسمین کسیکو خلاف نہین تو اگر یہہ آیۃ خطبہ مین بہی نازل ہوتی تاہم
مقتدی کو عام ہوتی اور بخاری اپنی جزء القراءۃ مین تصریح کرتے ہین کہ یہہ
آیۃ نماز وخطبہ مین دونون مین نازل ہوئی اُسکے بہی معنے ہین کہ اسکا حکم دونونکو
شامل ہے چنانچہ یہہ اصطلاح محدثین کی ہے ورنہ مکہ مین خطبہ کہان تہا پس حاصل
یہہ ہے کہ قراءۃ مقتدی کی مطلقاً مکہ مین قبل ہجرۃ منسوخ ہوچکی تہی اور عبد اللہ
بن مسعود صحابی فقیہ وقدیم اور دیگر صحابہ حاضرین کو نسخ محقق ہوچکا تہا بیشک
کہ ہر وقت کے حاضرباش تہے اور سے علیٰ ہذا دیگر اصحاب حاضرین مکہ
کو معلوم تہا کہ اول قراءۃ مقتدی کی فرض تہی اس آیۃ سے ممنوع ہوگئی اور مدینہ
طیبہ مین بہی یہہ حکم پہونچ گیا تہا گویا ایک کلیہ دین کا مقرر ہوگیا تہا کہ مقتدی کچہہ

ہوکر قدر ما تیسر باقی رہ گئی اور اسوقت بہی مقتدی و منفرد و امام ہر سب پر قراۃ
فرض رہی بعد اُسکے معراج مین صلوات خمسہ فرض ہوکر صلوۃ تہجد کی فرضیۃ منسوخ
ہوگئی اور صلوات خمسہ پردہ و مکان مین بجماعۃ پڑہی جاتی تہین اور مقتدی بہی قراۃ
پڑہتے تہے حسب حکم قدیم کے پس ایک مدۃ کے بعد سورۃ اعراف نازل ہوئی
اور اسمین آیۃ واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا الخ نازل ہوئی تو اس سے قراۃ
مقتدی کی بالکل منسوخ کی گئی اسپر بہت شواہد احادیث مرفوعہ و موقوفہ صحیح و ضعیف
موجود ہین جو مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ امام الکلام مین نقل
کیے ہین ازان جملہ تین روایۃ نقل کرتا ہون اخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن
مردویہ والبیہقی فی القراءۃ عن عبداللہ بن مغفل انہ سئل اکل من سمع القران وجب علیہ
الاستماع قال لا انما نزلت ہذہ الآیۃ فاستمعوا لہ وانصتوا فی قراءۃ الامام اذا قرأ
الامام فاستمع لہ وانصت واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
والبیہقی عن ابن مسعود انہ صلی باصحابہ فسمع ناسا یقرءون خلفہ فلما انصرف قال اما
آن لکم ان تفہموا ان تعقلوا واذا قری القران فاستمعوا لہ واخرج سعید بن منصور وابن
ابی حاتم والبیہقی فی القراءۃ عن محمد بن کعب القرظی قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قرء فی الصلوۃ اجابہ من وراءہ اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا
مثل ذلک حتی تنقضی الفاتحۃ والسورۃ فلبث ماشاء اللہ ان یلبث ثم نزلت واذا قری
القران فاستمعوا لہ فقری وانصتوا غرض میری نقل ان احادیث سے یہہ ہے کہ آخر حدیث
سے ثابت ہوگیا کہ فاتحہ و سورۃ دونون قبل نزول اس آیۃ کے نماز مین پڑہتے
تہے اور مطلق حکم آیۃ سے دونون کا پڑہنا منسوخ ہوا ہے اور آپنے بہی اس

بحکم آپ کے تہا پس اس طرح استفسار فرمانا ظاہر ہے کہ یہہ قرارۃ مقتدی آپکے
اجازۃ و حکم سے نہ تہی اور نہ اسکی آپ کو خبر تہی جب آپ پر قرارۃ کی دشواری
ہوئی تو آپ نے پوچہا تو معلوم ہوا اور صحابہ نے بعض نے اقرار اپنے پڑہنے کا
کیا اور یہہ عرض نکیا کہ آپ کے حکم کے موافق ہماری تعمیل ہے بہرحال اس
استفہام سے ظاہر ہے کہ یہہ قرارۃ آپکے حکم سے نہ تہی اور یہہ واقعہ بہی ابتدار
ہجرۃ کا ہے ظاہرا واللہ تعالے اعلم کیونکہ بعد ہجرۃ کے نماز جماعات مسجد مین
کثرت سے ہوتی تہی اور ہر طرح کے آدمی حاضر ہوتے تہے
تو ایسی حالت مین دیر تک مخفی رہنا قرارۃ مقتدی کا آپ پر مستبعد معلوم ہوتا ہے
بہرحال یہہ واقعہ خواہ کبہی تہا مگر اس واقعہ مذکورہ حدیث عبادۃ بن الصامت تک
یہہ ہی قاعدہ کلیہ صلوۃ کا مقرر تہا کہ مقتدی فاتحہ سورۃ کچہہ نہ پڑہے اور آپ کو
کسیکے پڑہنے کی خبر نہ تہی بعد اس واقعہ کے اور آپ کے مطلع ہونے کے
جو کچہہ ہوا باقی رہے یہہ بات کہ جب آیۃ قران کی منع قرارۃ مقتدی مین نازل
ہو چکی تہی اور فخر عالم علیہ السلام کا حکم اسمین خلاف آیۃ کے نہوا تہا اور یہہ اصل صلوۃ
کے مقرر ہو چکی تہی تو پہر صحابہ کرام کیون حالۃ اقتدا مین قرارۃ پڑہتے تہے تو
اسکا یہہ جواب ہے کہ سب صحابہ تو ظاہر ہے کہ نہین پڑہتے تہے کیونکہ جو مانع
قرارۃ کے رہے آخر حیوۃ تک وہ اول سے ہی عدم جواز کے مقر تہی کہ انکا
تمسک آیۃ تہا اور ان کی تعداد اسّی نفر تک کی گئی ہے اور باقی معلوم نہین
کسقدر ہونگی اور دیگر علماء صحابہ اور جنکو خبر نزول آیۃ کی تہی وہ بہی یقین ہوتا ہے
کہ نہ پڑہتے تہے کہ باوجود حکم منع کے اور عدم ارشاد حضرت علیہ السلام کے

نہ پڑہے حسب حکم آیۃ کی اور آیۃ فاقرؤا ما تیسر چونکہ اس سے پہلے نازل ہوئی تہی
بحق مقتدی منسوخ ہو گئی تہی اور امام و منفرد کے حق مین ویسی ہے قطعی اُسکا حکم
باقی تہا کیونکہ منسوخ البعض قطعی ہی رہتی ہے خلاف مخصوص البعض کے چنانچہ اس قاعدہ
کو سب اہل علم جانتے ہین پس مقتدی کے حق مین اس آیۃ مزمل سے استدلال
لانا اس زمانہ کا ہرگز درست نہین کیونکہ آیۃ مزمل کی سابق نزول مین ہے اور
اعراف اور یہہ آیۃ اعراف کے بعد نازل ہوئی اور آخر اول کا ناسخ ہوتا ہے
حکم قدر تعارض مین اور آیۃ فاقرؤا کے مدینہ ہونیکو جو بعض نے لکہا ہے اُس کو
محققین نے رد کر دیا ہے فتح الباری وغیرہ کتب مطالعہ فرمالیوین پس جب
آپ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر کے تشریف لائے اور علی الاعلان مسجد مین جماعۃ ہونے
لگی تو یہہ قاعدہ سکوت مقتدی کا برابر جاری تہا اور خود آپ ہی یہی جانتے تہے
کہ یہہ مسئلہ سب پر حسب حکم آیۃ اعراف کے واضح ہو گیا ہے کیونکہ بعد نزول اس
آیۃ اعراف کے نہ کوئی آیۃ اس کی ناسخ نازل ہوئی اور نہ آپنے حکم قراءۃ
مقتدی کا خلاف حکم آیۃ کے فرمایا تہا اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ حدیث عبادہ جو
عمدہ دلیل مجوزین فاتحہ کی ہے اُسکے یہہ الفاظ ہین صلے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم الخ
اور ابو داؤد نے ایک روایۃ مین کہا لعلکم تقرؤن اور ایک روایۃ مین کہا ہل تقرؤن
پس ان جملہ روایات مین آپ کا ان کلمات دریافت فرمانا دلیل ہے کہ آپنے
حکم قراءۃ کا مقتدی کو نہین دیا تہا کیونکہ اگر آپ کے حکم سے پڑہتے تو لعلکم تقرؤن
اور ہل تقرؤن فرما کر کیون استفسار فرماتے کہ درصورت اذن کے یہہ فعل صحابہ کا

اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ فاتحہ و سورۃ دونون پڑہتے تہے جیسا کہ قبل نزول
آیۃ کے سب صحابہ پڑہتے تہے مگر اب سکتات مین پڑہتے تہے اور پہلے رعایۃ
سکتات کی نہ تہی پس جب یہہ حکم صادر ہوا تو اب صحابہ دو فریق ہو گئے جماعۃ مجوزین نے
تو ظاہر الفاظ حدیث سے یہہ سمجہ لیا کہ آپ نے ایجاب قراءۃ فاتحہ کا فرمایا ہے
اور عموم آیۃ کو خاص فرما دیا بقرینۂ فانہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے مگر معہذا دوسرے
فریق کی نماز کو فاسد نہین جانتے تہے کہ دوسرا فریق بہی معاب ہو گیا تہا تو انکا
اسپر عمل ہوا کہ خلف امام فاتحہ پڑہنا چاہیے سریہ ہو یا جہریہ سکتات مین ہر حال مین
اور وہ فریق اسپر ہی قایم و مستقر رہے اور فخر عالم علیہ السلام نے بہی اُن کو رد کیا
اور نہ وحی سے اس مین اصلاح کی گئی اور جو لوگ مانع ہین اُنہون نے اس حکم
کو ناسخ و مخصص آیۃ کا نہین جانا بلکہ جانا کہ یہہ رخصتہ قراءۃ فاتحہ کی سکتات مین ہے
کہ جلدی جلدی ادا کر لیوے کہ بعد شروع قراءۃ امام کی پڑہنا منع ہے اور جملہ فانہ
لاصلوۃ الخ کو وجہ رخصتہ کے جانا کہ باوجود استقرار ممانعۃ کی کہ آیۃ سے ثابت ہے
پہر خاص فاتحہ کی رخصتہ کیون فرمائی حالانکہ سب قران یکسان ہے اسکی کیا خصوصیتہ
ہوئی ورنہ سکتات مین سورۃ بہی جائز رہتی تو اسکی وجہ رخصتہ کی آپنے یہہ فرمائی
کہ فاتحہ کو صلوۃ سے بہت مناسبت ہے اور صلوۃ کے ساتہہ اُسکو ایسی خصوصیتہ ہے
کہ دوسری کسی سورۃ کو اسقدر نہین یہانتک کہ سورۂ فاتحہ کا نام صلوۃ سے تعبیر
کیا گیا ارشاد خداوندی مین جو حدیث قدسی مین واقع ہے قسمت الصلوۃ بینی و بین
عبدی نصفین الخ پس جب اسکو اسقدر خصوصیتہ بالصلوۃ ہے تو اگر سکتات مین اس کو
پڑہ لو تو رخصتہ ہے اور یہہ قدر قلیل آیات ہین محل ثنا مین ختم بہی ہو سکتے ہین اور

کسطرح گمان ہو سکتا ہے کہ پڑہتے ہون البتہ بعض صحابہ جنکو خبر نزول آیۃ کی نہوئی
تہی وہ پڑہتے تہے اسیواسطے ابوداؤد کی ایک روایۃ مین ہے فقال بعضنا
انا لنصنع ذلک تو بظاہر یہہ بعض ہی پڑہنے والے تہے اگر سب یا اکثر پڑہتے تو
پہلے دوسری جماعۃ مین ہی خبر غالباً ہوجاتی کہ مجمع کا کہس کہساٹ مخفی نہین رہتا
پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پڑہنے والے بعض وہ لوگ تہے جنکو خبر نسخ
کی نہ تہی وہ اپنے قدیم تلقین صلوۃ کے موافق پڑہتے تہے اور مثل عبادہ کے
علماء صحابہ جو مجوز ہوئے ہین بعد صدور حکم اس واقعہ کے جو حدیث
عبادہ سے معلوم ہوا مجوز ہوتی ہین اور یہہ بہی ممکن ہے کہ قراءۃ ان بعض کی باوجود
خبر نزول آیۃ کے ہوئی ہو کہ وہ سکتات مین پڑہتے ہون نظر بعلۃ حکم آیۃ کے کہ عین
حالۃ قراءۃ مین منع کیا گیا ہے کہ استماع قران مین حرج واقع نہو اگر سکتات مین
پڑہا جاوے تو مضائقہ نہین چنانچہ بعض روایات مین آیا ہے کہ ہذا لقر یعنی جلدی
جلدی پڑہتے ہین آپ کی شروع قراءۃ سے پہلے اور سکتات مین تاکہ خلط آپکی
قراءۃ سے نہو اور وجہ جلدی کی یہی تہی مگر یہہ بہی اگر ہوا ہے تو بعض کا ہی فعل و
اجتہاد ہے نہ جملہ صحابہ کا کیونکہ اگر اکثر کا عمل ہوتا تو غالب یہہ ہی ہے کہ پہلی دوسری
ہی جماعۃ مین حضرت علیہ السلام کو خبر ہوجاتی کہ اگرچہ مجمع مین کیسا ہی اخفا کیا جاوے
مگر کثرت رجال مین صوت مرتفع ہوجاتی ہے اس کو تجربہ سے ہر شخص مشاہدہ کرسکتا
ہے خصوصاً سکوت کی حالت مین الحاصل جب آپکو قراءۃ مین منازعۃ و ثقل واقع ہوا اور
لوگونکا پڑہنا معلوم ہوا تو آپ نے حکم فرمایا لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ الا
بفاتحۃ الکتاب یعنے اگرچہ جلدی جلدی سکتات امام مین ہی پڑہتے ہو تاہم مستثنا ہو

خاص کرتے ہین انکو امام و منفرد کے ساتھہ مثلا عبادہ کی روایة جو بدون اس قصہ کی ہے کہ انہین بہی فریق مانع کے نزدیک مقتدی پر حکم وجوب فاتحہ کا نہین اور یہہ دوسری روایة مطلق مستقل جو امام و منفرد کے واسطے ہے نہ مقتدی کے کیونکہ اس روایة عبادہ مین معمر نے زہری سے لفظ فصاعدًا زیادہ کیا ہے بقولہ لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب فصاعدًا اور سفیان نے بہی زہری سے یہ زیادة فصاعدًا کی روایة کی ہے اور یہہ بہی مقرر ہے کہ زیادة ثقہ کی حجة ہی سو بوجہ اس زیادة کے صاف ظاہر ہے کہ یہہ حکم مقتدی کے نسبة نہین کیونکہ مقتدی کو آپ پہلے سے فاتحہ سے زیادہ پڑہنے کو منع فرما چکے ہین تو بالضرور یہہ حکم مقتدی پر نہو گا علے ہذا ابوہریرہ کی منادی مین لفظ فما زاد موجود ہے پس یہہ منادی بہی مقتدی کے حق مین نہین ہو سکتی علی ہذا ابو سعید کی روایة مین ہے اُمرنا ان نقرء بفاتحة الکتاب وما تیسر تو وہ بہی بحق مقتدی نہوگی اور جن روایات مرفوع یا موقوف مین اجازة مقتدی کو فاتحہ کی ہے وہ بطور رخصة کے ہے خواص کے واسطے جو رعایت سکتات کی کر سکتے ہین اور جو اُن ہی رواة سے ممانعة ہے وہ عوام کے لئے ہے بسبب عدم رعایة سکتہ کے پس یہہ راے اس فریق کی تقریرًا خود شارع علیہ السلام سے ثابت ہے لہذا ہرگز تارک قراءة خلف الامام کی صلوة فاسد و ناقص نہو گی جیسا کہ قاری کی نماز مین نقصان نہین کہ مسئلہ مجتہد فیہا ہے اور ہر ایک راے وتاویل صحابہ اور تقریر فخر عالم علیہ السلام پر عامل ہے کسیکو دوسرے پر گنجایش طعن کی نہین البتہ مجتہد اور تبعًا اُنکے علماء اگر ترجیح ایک جانب مین کلام کرین مضائقہ نہین مگر عوام کو اسمین کلام کرنا ہرگز جائز نہین اور وجہ ترجیح امام ابو حنیفہ رحمة اللہ

خلط قرارۃ امام کی نوبتہ نہین آتی پس یہہ جملہ بیان خصوصیتہ رخصتہ کے لئے ہے نہ بیان
وجوب قرارۃ فاتحہ کے واسطے مقتدی کے حق مین اور وجوب قرارۃ فاتحہ کا
اس حدیث مین ہی منفرد و امام کے واسطے ہے پس یہہ معنی ہوئے کہ تم سکتہ
مین اگر فاتحہ پڑہو تو مین اُس کی نہی نہین کرتا جیسا تم اب کرتے ہو اسواسطے کہ
فاتحہ بہت مؤکد واجب صلوۃ منفرد و امام مین ہے مگر اور سورۃ کو ہرگز نہ پڑہو نہ
سکتات مین اور نہ امام کی قرارۃ کی حالتہ مین اور دلیل رخصتہ فاتحہ کی سکتات مین
نہ حالتہ قرارۃ مین آپ نے خود اس حدیث مین بیان فرما دی ہے بقولہ وانا اقول
مالی ینازعنی القران جو بعض روایات مین اس حدیث عبادہ مین وارد ہے جس سے صاف
معلوم ہو گیا کہ وجہ حرمتہ کی منازعتہ تہی اور پیدا ہے کہ منازعتہ فاتحہ مین ہی موجود
ہے جیسا سورۃ مین ہے مگر فاتحہ کی بہت قلیل آیات ہین سکتہ ثنا وغیرہ مین ہذاً
بلامنازعتہ قران کے پڑہ سکتے ہین لہذا رخصتہ کی گنجایش ہے بخلاف دیگر سور کے
مگر معہذا ترک اولی کی طرف اشارہ ہے کہ نہی سے جو اشتثنا کیا جاتا ہے اُس مین وجوب
مثل امر کے نہین ہوتا بلکہ اباحتہ ہوتی ہے سو یہان ہی اباحتہ درخصتہ ہے پس حکم آیتہ کا مثل
سابق اپنے عموم پر ہے کوئی تخصیص اُئین نہین ہوئی پس اس فریق کے اس فہم وعقیدہ و عمل کو
ہی تا آخر حیوۃ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نفرمایا اور تقریر ہی فرما دی ورنہ وحی آئی
کہ اس امر کی اصلاح کی جاتی تو یہ فریق ہی مصاب و محق ٹہرایا گیا لہذا یہ وقعہ مثل واقعہ صلوۃ عصر بنی قریظہ
کے ہو گیا بلاتفاوت کہ دونون فریق کی تصویب ہوئی اور دونون کا عمل عنداللہ تعالی کامل ہے
کچہہ فساد کسی مین نہین اور نہ کراہتہ اور بعد اس کے جسقدر روایات ہین کہ جنسے وجوب
فاتحہ معلوم ہوتا ہے فریق مجوز اُن کو عام رکہتے ہین مقتدی کو ہی اور مانعین

احیانا معلوم ہوتا تو کس طرح اس فعل کے ترک کو مذہب ٹھہراتے لہذا معلوم ہو گیا
کہ دونون فریق کا عمل و علم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقرر ہو کر جاری ہے
اور دونون کی تقریر شرع سے ہو چکی پس مثل قراءۃ فاتحہ کی یہہ مسئلہ بھی مختلف فیہا ہے
ایک فریق مستحب کہتا ہے دوسرا ترک کو اولی کہتا ہے اور پھر مجتہدین مین بھی یہی
اختلاف رہا ہر ایک مذہب کو ایک مجتہد نے مرجح ٹھہرا کر اپنا معمول کیا ہے دونون
طرف احادیث صحاح ہین اور ہر دو جانب معمول صحابہ علیہم الرحمۃ ہین پس اب کیا
محل طعن و کلام کا کسیکو ہے فقط واللہ تعالے اعلم علے ہذا آمین کے باب مین دونون
طرف حدیث صحیح موجود ہے آمین بھی دو فریق ہین ایک جہر کو اولی کہتے ہین دوسرے
خفیہ کو اولی کہتے ہین اور اصل آمین کہنے کی سنت ہونے مین اتفاق ہے لیکن یہی
وہی جواب ہے کہ آمین کی جہر و اخفا مین صحابہ علیہم الرضوان مختلف ہین اور روایات
حدیث کے مختلف ہین حضرت عمر و علی و ابن مسعود و ابی بن کعب و سمرہ رضی اللہ تعالے
عنہم اخفا کی جانب ہین پس مجتہدین نے کسی ایک قول کو مرجح بنا کر اپنا معمول بنایا
ہے اور اُس جانب کو اولی قرار دیا ہے لہذا دونون قول صحیح ہین کہ دونون تقریر
فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور عمل صحابہ سے ثابت ہین فقط واللہ تعالے اعلم
علے ہذا ہاتھ سینے پر باندھنا یا زیر ناف دونون مین یکسان احادیث ہین اور صحابہ
کا بھی عمل مختلف ہے بعض کا تحت سرہ اور بعض کا فوق سرہ پر قال الترمذی ورای
بعضہم ان یضعہما فوق السرۃ ورای بعضہم ان یضعہما تحت السرۃ وکل ذلک واسع عندہم
انتہی پھر ہر ایک مجتہد نے ایک ایک جانب کو اولی کہا امام احمد نے دونون کو مخیر فرمایا
پس اب تقلید اجسپر چاہے عمل کرے اور اولی جانے کوی گنجایش رد و قدح کی

تعالے علیہ کی لکہنے کی اس جگہہ ضرورۃ نہین اگرچہ بندہ کے نزدیک راے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی مرجح ہے مگر یہہ محل اُسکے بیان کا نہین یہان زعم غیر مقلدین کا رد مقصود ہے کہ تارک قراءۃ فاتحہ کی نماز کے بطلان کا حکم دیتے ہین فقط واللہ تعالے اعلم۔

قول دوم وسوم وچہارم غیر مقلد کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا رکوع جانے اور رکوع سے اُٹہنے مین سنۃ غیر موکدہ مستحب ہے اور آمین جہراً خفیہ سے اولی ہے بوجہ حدیث صحیح کے جہر مین اور ہاتہہ سینہ پر باندہنے کی حدیث ناف کے نیچے ہاتہہ باندہنے کی حدیث سے صحیح زیادہ ہے۔

جواب یہہ مسایل ثلثہ بہی مثل مسلہ فاتحہ کے مختلف فیہا صحابہ سے ہین کہ رفع یدین رکوع جانے اور اُٹہنے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دائما نہین کیا بلکہ گاہ کیا اور گاہ ترک کیا اسیواسطے آپمین صحابہ علیہم الرضوان دو فریق ہوگئے ایک فریق نے اسکو مستحب جانا اور آپ کا ترک فرمانا بیان استحباب پر حمل کیا کہ دوام سے سنۃ موکدہ واجب نہو جائے اور دوسرے فریق نے ترک کو آخر فعل وناسخ سمجہا اور ہر دو فریق اپنے اپنے فہم وعمل پر آخر عمر تک قایم رہے چنانچہ ترمذی نے اپنے جامع مین ایک باب رفع یدین کا لکہا اور دوسرا باب ترک رفع یدین کا لکہا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کی جو حجۃ ترک رفع کی ہے ذکر کرکے کہا قال ابوعیسے حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وہو قول سفیان الثوری واہل الکوفۃ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذہب ترک رفع کا بہی بہت صحابہ کا ہے اگر ان کو عدم نسخ مع الفعل

عامل بحدیث بزعم خود ہو کر فقہاء و مجتہدین رحمہم اللہ پر سب و شتم کرتے ہین اور فقہ
کے مسائل مستنبطہ عن النصوص کو بنظر حقارت دیکھکر زشت و زبون جانتے ہین وہ
لوگ خارج از فرقہ ناجیہ اہل سنۃ اور متبع ہواے نفسانی اور داخل گروہ اہل اہوا کی ہین فقط
اور لاریب جو مسئلہ خلاف سب نصوص کے ہے وہ باطل اور ترک اُسکا واجب ہے
اور اُس کی بحث جواب قیاس بمقابلہ نص مین گذر چکی ہے کہ ایسا مسئلہ کہ جملہ نصوص
کے مخالف ہوا ور کسی نص کی عبارۃ یا دلالۃ یا اشارۃ سے ثابت نہو اور کلیات
دین کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے نہ یہہ کہ کسی ایک دو حدیث کے مخالف
جہلاء کو معلوم ہوتا ہوا ور فی الواقع دوسری نص کے موافق او مستنبط کلیہ دین سے
ہو وہ بہی واجب الترک ہو معاذ اللہ نہین بلکہ وہ عین نص کے حکم مین ہوتا ہے
پس ایسا مسئلہ کتب فقہ متاخرین مین کوئی شاذ نادر ہو گا کہ جملہ نصوص کے مخالف ہو
ورنہ بہت مسایل ارشاد صحابہ علیہم الرضوان کے جہال کے نزدیک مخالف نص
ہو کر مردود ٹہر ینگے جیسا مسئلہ عدم نقض الوضوء مماسست النار کا کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما نے بمقابلہ حدیث مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے
فرمایا تہا رد ہو گا معاذ اللہ اور یہہ کام ہر حیوان لا یعقل کا نہین کہ مشکوۃ کا ترجمہ دیکھکر
مسایل فقہ پر حکم مخالفۃ نصوص کا کیا کرے جیسا اس زمانہ پر آشوب مین فی اعضال شائع
ہوا ہے کہ ہر بے علم دو چار حدیث سیکہکر مجتہد بن گیا ہے اور علماء پر طعن کرتا ہے
پس ایسے ہی موقع پر قول مولوی محمد حسین صاحب پیش نظر ہو جاتا ہے کہ
فرماتے ہین کہ پچیس برس کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ
مجتہد بن بیٹہتے ہین آخر اسلام کو سلام کر بیٹہتے ہین انتہی سچ ہے ایسے نادانون کا یہہ

نہین البتہ ان جملہ مسایل مین بندہ کے نزدیک رائے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے راجح ہے مگر یہان ذکر اُسکا ضرور نہین کہ اُسمین طول ہے اور غرض ان جوابات سے غیرمقلدین کا طعن دفع کرنا مجتہدین پرسے مراد ہے کہ وہ سب صحابہ کے طریق پر ہین اور شارع علیہ السلام کے ارشاد پر عامل ہین فقط واللہ تعالی اعلم۔

قول پنجم غیرمقلدین کہتے ہین کہ فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہین اور وہ ہی سنۃ وجماعۃ ہین لہذا جو مسئلہ فقہ کا خلاف حدیث کے ہو اُسکو ترک کرنا واجب ہے اور چار مصلے جو مکہ معظمہ مین بنائے ہین وہ سب بدعۃ ہین پس اپنا لقب محمدی و موحد رکہنا چاہیئے نہ حنفی شافعی مالکی حنبلی فقط۔

جواب ان سب جوابون سے جو لکہے گئے ہین سب عام وخاص کو معلوم ہوچکا کہ جملہ فقہا مجتہدین اور تمام اُنکے مقلدین عامل بقران وحدیث ہین کیسئے کوئی روایۃ حدیث کی محل اختلاف مین مرجح فرمائی اور اُسپر عمل کیا کیسئے دوسری روایتہ پر عمل کیا مگر سب عامل بقران وحدیث ہین اور سب خلاف قران وحدیث کو مردود فرماتے ہین پس جملہ محدثین وفقہا عامل کتاب اللہ تعالی وسنتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہین اور وہ سب فرقہ ناجیہ وسنۃ وجماعۃ سے ہین کہ حدیث صحیح مین وارد ہوگیا ہے بیان فرقہ ناجیہ مین کہ جب پوچہا صحابہ علیہم الرضوان نے کہ وہ کون ہین فرمایا آپ نے ما انا علیہ واصحابی الحدیث پس صحابہ کا طریق اور اُنکا اتباع ہی راہ نجاۃ ہے اور وہ ہی فرقہ ناجیہ ہے لہذا جملہ مجتہدین اور اُن کی اتباع اور جملہ محدثین فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ ہوگئی بحکم حدیث صحیح البتہ جو جہال کہ محدثین مقبولین کو اپنی تقلید کی جوش تعصب مین طعن وتشنیع کرتے ہین یاجو

وافتراق اس سے لازم اگیا کہ ایک جماعۃ ہونے مین دوسرے مذہب کی جماعۃ شرعی بنتی
ہے اور شریک جماعۃ نہین ہوتی اور مرتکب حرمت ہوتے ہین مگر یہ تفرقہ نہ اسمہ دین مشتھر
مجتہدین ستے نہ علماے متقدمین سے بلکہ کسی وقت مین سلطنۃ مین کسی وجہ سے یہ امر
حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہین کرتا پس یہ طعن نہ علماے اہل حق
مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اس بدعۃ کے ہوئے فقط واللہ تعالی اعلم
قول ششم غیر مقلدین کہتے ہین کہ تقلید ایک امام کی باطل ہے اور تقلید شخصی ایک امام
کی واجب جاننا شرک ہے آیا یہہ قول ان کا حق ہے یا باطل بینوا توجروا۔
جواب اول جاننا چاہیے کہ تقلید اس کو کہتے ہین کہ کسیکے قول کو بدون اسکی دلیل
سمجھنے کے قبول وعمول کر لیوے پس سمجھو کہ تقلید کی دو نوع ہین ایک نوع یہ ہے کہ
مقلد کے قول پر کوئی حجۃ شرعیہ ہرگز نہو بلکہ مخالف حکم حق تعالی کے ہو مخالف حکم رسول
ہو اور اس کو قبول کر لیوے باوجود مخالفت کے جیسا رسوم جاہلیۃ پر مشرکین عرب جمے ہوئے
تھے اور سواے ہذا وجدنا علیہ آباءنا کے کوئی دلیل نہ رکھتے تھے اور مقابلہ قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آبائی رسوم کو ضروری جانتے تھے سو یہہ
نوع تو شرک ہے باتفاق جملہ علماے امۃ کے اور جہان قران وحدیث واقوال علما مین
تقلید کا شرک ہونا وارد ہے یہی نوع مراد ہے دوسری نوع یہ ہے کہ مومن ناواقف
کسی مسئلہ شرعیہ سے اس مسئلہ کو کسی عالم معتبر سے پوچھے اور عالم اسکا جواب خواہ تصریح
نص سے یا اشارۃ ودلالۃ سے استنباط کر کے دیوے اور دلیل اس مسئلہ کے
سایل کو نہ بتاوے اور وہ سایل بدون دلیل سمجھنے کی اسکو قبول کر کے عامل ہو پس
یہان ہر اہل عقل پر روشن ہے کہ مسلم نے جو مسئلہ عالم معتبر سے پوچھا ہے تو وجہ یہ ہے کہ

حکم ہے اعاذنا اللہ تعالے و جمیع المسلمین فقط

اور حنفی اور شافعی القاب مین کوئی گناہ یا کراہتہ نہین کیونکہ یہہ سب مجتہدین محمدی ہین کہ متبع سنتہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہین سو جو حنفی ہے مثلاً وہ موحد بہی ہے اور محمدی بہی ہے اور حنفی سکے یہہ معنے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کو وہ اعلم و افضل جانتا ہے اور دیگر ائمہ کو بہی علے الحق عقیدہ رکہتا ہے اور علی ہذا شافعی وغیرہ اور یہہ لقب برابر علماء اہل حق مین قدیم سے شائع رہا ہے بلا نکیر کیسی نے اسپر اعتراض نہین کیا اور خیر القرون مین بہی باین معنی تلقب ثابت ہوا ہے کہ علوی اُس شخص کو بولتے تہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو افضل جانتا تہا اور عثمانی اُسکو کہتے تہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو افضل جانتا تہا چنانچہ صحیح بخاری مین یہہ لقب باین معنی موجود ہے پس جب نظیر اسکی موجود ہے تو اسپر اعتراض کرنا اور اسکو بدعتہ جاننا کام اہل علم کا نہین البتہ عوام نادان اپنی جہل کے سبب ایسے کلام کیا کرتے ہین آخر لقب محمدی کرتا ہی تو خود اس ہی فرقہ کا ایجاد ہے کس حدیث سے اسکا حکم جواز استخراج کر سکتے ہین اور اگر وہ اس لقب کو بوجہ اتباع فخر عالم علیہ السلام کے بتاتے ہین تو چونکہ صحابہ فخر عالم کے اعمال مختلفہ سے ابو حنیفہ و شافعی وغیرہما مجتہدین علیہم الرحمہ نے اپنا مذہب حق مقرر کیا ہے تو حنفی ہونے کا لقب بہی اُسپر قیاس کر لیجے کہ بوجہ اتباع ابو حنیفہ و شافعی کے ٹہرا ہے اور اتباع ائمہ نہین مگر اتباع صحابہ و فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا پہر اس تلقب مین کیا عجب ہو سکتا ہے فقط واللہ تعالے اعلم۔

البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ مین مقرر کئے ہین لاریب یہہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعات

ابن عبد اللہ اذا ضحک فے الصلوۃ اعاد الصلوۃ ولم یعد الوضوء۔ وعصر ابن عمر بثرۃ فخرج
منہا دم فلم یتوضا وقال الحسن ان اخذ من شعرہ واظفارہ او خلع خفیہ فلا وضوء علیہ
وقال طاؤس ومحمد بن علی وعطاء واہل الحجاز لیس فے الدم وضوء۔ اور دیگر مسایل بہت
اس قسم کے ہین کہ محض قول فعل علماء کے بلادلیل منقول ہین اور وہ برابر علماء محدثین
کے نزدیک مقبول ومعمول ہین کوئی اسپر طعن وانکار نہین کرتا پس اسوقت کے
مدعیان عمل بالحدیث پر افسوس ہے کہ تمام امت کو کافر مشرک بناکر خود مشرک کافر بنتے
ہین اور کچھہ خبر نہین ہوتی ایسے ہی لوگون پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول
چسپان ہوتا ہے کہ انکو خوب مشاہدہ وتجربہ ان جہلاء کا ہوا ہے الحاصل وہ تقلید
شرک نوع اول جو قیاس ابلیس کی قسم سے وہ خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی ہر دو قسم حرام و
شرک ہے بلا ریب اور یہ تقلید نوع ثانی مفروض جو مامور شارع علیہ السلام ہے بہر
دو قسم خود کہ شخصی و غیر شخصی ہے فرض و مامور ہے شرک کو فرض سے تمیز نکرنا کام لا یعقل
کا ہے اور دونون کا حکم یکسان جاننا جہل عن الشرع ہے اور کسی نص مین وارد نہین
ہوا کہ مسؤل عنہ سے بادلیل مسئلہ پوچھو بلکہ مطلق سوال کا حکم ہے سب آیات واحادیث
کو دیکھہ لیوین پس قید بدلیل پوچھنے کی اپنی طرف سے اضافہ کرنا حکم مطلق حقتعالے کو
مقید کرنا بالراے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا بقیاس فاسد ہے جو سراسر باطل ہے بعض
قاصرین کو یہ شبہہ آیہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینت والزبر سے ہوا ہے
کہ بالبینات کو فاسئلوا سے تعلق کا خطرہ انکو واقع ہوا ہے مگر یہ فے الواقع تحریف
معنوی ہے اور اصل مراد کا بدلنا ہے جسکے بیان مین طول ہے اور یہ موقع اسکا
نہین اسیواسطے کسی مفسر نے بالبینات کو فاسئلوا کے متعلق ہونا نہین لکھا حالانکہ جملہ احتمالات

وخلقتہ من طین اور افضل کا سجدہ کرنا ادون کو لایق حکمۃ نہین پس یہ قیاس باطل بمقابلہ
نص تہا اور ایسا قیاس ہر روز قیاس شیطانی اور شرک ہوتا ہے اور ایسے ہی قیاسات
کی تقلید شرک ہے نہ وہ قیاس کہ موافق قواعد شرعیہ کے ہوا ور استنباط اُسکا نصوص
سے کیا جاوے کہ وہ عین محمود و مامور ہے لہذا قیاس علما کو قیاس شیطانی کے
مساوی کرنا خود قیاس ابلیس کا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ تقلید مفروض کو شرک کہنا
قیاس ابلیس کی قسم سے ہے اور یہ قیاس علما مجتہدین کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نوع مین داخل ہے جیسا حدیث مین وارد ہے کہ کسی عورۃ نے پوچہا تہا
کہ یا رسول اللہ میری بہن مرگئی اور اُسپر دو ماہ کی صیام ہین پس آپنے فرمایا ارایت
لو کان علے اختک دین اکنت تقضینہ قالت نعم قال فحق اللہ احق الحدیث کہ دین حقتعالے
کو دین عباد پر قیاس کرکے فہمایش کر دیا اور قیاس کرنے کا طریق علماے امتہ کو تعلیم
فرما دیا پس قیاس علما کا حق اور قیاس ابلیس کا باطل اور تقلید قیاس علما کی فرض اور
تقلید قیاس ابلیس کے شرک ہے پس جو شخص قیاس علما کو قیاس ابلیس کہے وہ خود ابلیس ہے
اور جو قیاس علما کی تقلید کو حرام و شرک کہے وہ خود مشرک ہے اور مخالف ہے حکم
حقتعالے کا اور اگر عالم نے سعی اجتہا دین کی اور خطا ہوگئی تاہم مثاب ہوتا ہے
قال علیہ السلام فان اصاب فلہ اجران وان اخطا فلہ اجر واحد الحدیث پس ہر چند
عند اللہ محل اختلاف مین حق واحد ہوتا ہے مگر عمل مین سب حق ہوتے ہین جسپر چاہے
عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچہے ایک سے یا متعدد سے دونون حق ہین
اور مسئلہ بتانا بدون دلیل کے اور اُسپر عمل کرنا صحابہ سے آج تک شایع ہے بلا نکیر
کہ وہ عین تقلید ہے چند نظیر اُس کی بخاری سے لکہتا ہون فے البخاری قال جابر

عامی کا تو نہیں اس ہی واسطے حق تعالےٰ فرماتا ہے ولو ردوہ الی الرسول والی

اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم [illegible] قال المفسرون اولی الامر منہم اہل العلم والاجتہاد

والعقول الراجحۃ قال الشوکانی والنواب صدیق حسن [illegible]

جواز القیاس وان فی العمل [illegible]

[illegible] اور بخاری نے اپنی کتاب میں باب [illegible]

[illegible] پس یہی قیاس [illegible]

شارع علیہ السلام نے کیا ہے اور [illegible]

مامور بہ فرض کو شرک کہنا خود مشرک بننا [illegible]

فاسد سے حکم لگاتا ہے کہ حقتعالیٰ جسکو فرض [illegible] یہ لوگ اسکو شرک [illegible]

اور وہ جو ذم قیاس میں مشہور ہے کہ اول من قاس ابلیس تو پہلے جواب [illegible] کا

جواب لکھا گیا ہے مگر اب مکرر لکھتا ہوں کو ذرہ مختصر ہے وہ قیاس مذموم ابلیس کا

خلاف حکم نص قطعی کے معارض حکم قطعی حقتعالےٰ کے تہا کہ جب حق تعالےٰ نے

خلق آدم علیہ السلام کی خبر دی بقولہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور ملائکہ نے [illegible]

اپنی شبہات عرض کی اور جواب حاصل کر کے مطمئن ہو گئے تو قطعاً معلوم ہو چکا تہا

کہ خلیفہ کامل زمین میں پیدا ہوگا اور وہ افضل خلق ہووے گا اور بعد پیدا ہونے کے

تعلیم اسماء فرما کر ملائکہ پر صاف واضح کر دیا تہا کہ وہ اعلم سب سے ہے پس جب حکم فرمایا

کہ آدم کو سجدہ کرو تو یہ حکم محکم قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ تہا کہ کوئی گنجایش مجاز و تاویل کی

اسمیں باقی نہ تہی قال تعالےٰ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم الخ لہذا جمیع ملئکہ فوراً سجدہ [illegible]

مگر ابلیس پلید نے اپنی رائے فاسد سے قیاس باطل بنایا کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولے الامر منکم الخ تقلید واطاعۃ علماء کو فرض کرتی ہے
کہ لفظ اولے الامر کا بعمومہ خلفاء وعلماء وفقہاء سبکو شامل ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ
تعالے عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ اور عطاء اور مجاہد اور ضحاک اور
ابوالعالیہ اور حسن البصری وغیرہم صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے اولوالامر فقہا وعلماء
کو ہی فرمایا ہے اور مولوی صدیق حسن خان مرحوم رئیس عاملین بالحدیث اپنی تفسیر مین اور
قاضی شوکانی اور ابن کثیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہا تفاسیر مین یہ معنے اولی الامر
کے قبول کرتے ہین پس یہ آیۃ ہی بعمومہ مطلقا تقلید کو فرض کرتی ہے بہرحال اتباع
علماء کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع وتقلید کے معنے واحد ہین قال تعالے اتبعوا
ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء الخ کتاب اللہ منزل من اللہ تعالی ہے
اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی منزل من اللہ تعالے ہے حکماً لقولہ
تعالے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی وقال تعالے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما
نہاکم عنہ فانتہوا اور استنباطات مجتہدین علیہم الرحمہ کے ہی منزل من اللہ تعالے ہین
کیونکہ جو کچھ اشارات ودلالات نصوص سے مستخرج ہے وہ عین حکم نص کا ہوتا ہے
کہ یہ امر مقرر ہے کہ قیاس مظہر حکم کا ہوتا ہے نہ مثبت حکم کا پس جو کچھ مجتہد نے استنباط
فرمایا وہ عین حکم حقتعالے کا ہے پس اس آیۃ نے سب افراد امۃ کو حکم کتاب وسنۃ کا
جو صریح معلوم ہو یا باستنباط ہو قبول کرنا فرض کردیا ہے لہذا اس سے کسی اہل ایمانکو
انحراف نہین ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ ظاہر کتاب وسنۃ سے سب مسایل معلوم نہین
ہوسکتے ہزارہا جزئیات مسایل ہین کہ قیامۃ تک واقع ہوتے چلے جاتے ہین
اگر حکم قیاس واجتہاد کا نہوتا تو کیونکر جواب واقعات کا دریافت ہوسکتا تہا یہ کام ہرایک

ہوتے ہین اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسری فرد پر عمل کرنا واجب نہین رہتا بلکہ
امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیۃ نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنیکا دونو
فرد پر جسپر چاہے مختار فرما دیا علے ہذا حدیث صحیح مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انما شفا۔ العی السوال الحدیث مطلق سوال کو شفا نا واقف کی فرماتی ہین خواہ سوال تمام
ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علماء سے جس سے دونون نوع تقلید مطلق
مفروض کی معمول و مفروض ہوتی ہین اور سوا اسکے سب آیات واحادیث سے
یہی اطلاق معلوم ہوکر ہر دو قسم تقلید کی ماموروفروض ہین کہ جسپر چاہے عامل ہو
کوئی فرد ممنوع نہین ہو سکتے کیونکہ کوئی عاقل اور نے فہم و عقل والا بھی نہین کہہ سکتا
کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعۃ و شرک و حرام ہو یہ کام تو مجنون لا یعقل کا ہے کہ مامور کی
افراد کو حرام بنا دی کیونکہ شرک ضد فرض کی ہے پھر فرض کے تحت شرک کس طرح
مندرج ہو سکتا ہے کہ یہ محال ہے عقلا و نقلا اور بعض بے علم جو کہتے ہین کہ یہ آیۃ
اہل کتاب سے پوچھنے کے باب مین نازل ہوئی لہذا اہل الذکر سے وہی مراد ہین
نہ دیگر علماء۔ تو یہ قول اُن کا محض جہالۃ ہے قاعدہ دین سے کہ باتفاق تمام امۃ کے
اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ خصوص مورد کا تو اگرچہ نزول اسکا سوال اہل کتاب
کے باب مین ہے مگر الفاظ بعمومہ سوال جملہ علماء کو واجب کرتے ہین اسی واسطے
کسی محدث و مفسر و عالم و فقیہ وغیر فقیہ نے اس آیۃ کو مقصور سوال اہل کتاب پر نہین کیا
بیضاوی مین ہے وفی الآیۃ دلالۃ علے وجوب المراجعۃ الی العلماء فیما لا یعلم انتہی
پس ان جہال کا قول قابل قبول نہین کہ محض جہالۃ ہے اور جاہل کو عالم سے پوچھنا
اسی قیام القیمۃ فرض اس آیۃ سے ہوگیا ہے علے ہذا دوسری آیۃ یا ایہا الذین آمنوا

کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ عالم حکم حق تعالے سے جو اس واقعہ مین ہے ماہر ہے اور مجکو اُس حکم حقتعالی سی ہی مطلع کرتا ہے ہرگز کوئی حکم خلاف حکم شرع کے نہ بتایگا بلکہ جو حق ہے وہ ہی بتاوے گا ورنہ اگر اُسکو معلوم ہوجاوے کہ یہ عالم خلاف شرع حکم بتاتا ہے تو ہرگز اُس کے پاس بہی نہ جاوے اور نہ اُس کے جواب کو کچھہ اصل جانے چنانچہ عوام کا حال مشاہد ہے کہ جس عالم کو صاحب غرض نفسانی جانتے ہین اُس سے مسئلہ ہرگز نہین پوچھتے اور اُس کے حق مسئلہ کا بہی اعتبار نہین کرتے تو نہ اس سایل کی غرض سواے حکم حق تعالے کے دریافت کرنیکی ہے اور نہ عالم بجز حکم حقتعالے کے اپنے نزدیک بتاتا ہے تو یہہ تقلید حق ہے اور زمانہ صحابہ علیہم الرضوان سے لیکر آج تک اہل علم وایمان مین شائع ذائع ہے اور یہ نوع تقلید بحکم کتاب اللہ تعالے وسنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرض ہے قال تعالیٰ فاسئلو اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اس آیۃ مین لفظ فاسئلو صیغہ عام ہے کہ تمام افراد امۃ کو جسکو علم نہو سوال کرنے کا عالم سے حکم بصیغہ امر ہوا ہے جو فرضیۃ کا ثبوت کرتا ہے اور لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد اور جمع پر اسکا اطلاق لغۃ مین ہوتا ہے تو یہ حکم سبکو ہوا کہ جس اہل ذکر سے چاہو پوچھہ لو خواہ وہ تمہارا مسئول عنہ واحد ہو ہر ہر مسئلہ مین خواہ متعدد ہون کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھہ لو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورۃ کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہو کر سب ضروریات دین اُس سے ہی حل کرے اور دوسری صورۃ کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنی حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہین کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھہ لیا دونون فرد تقلید کے داخل مطلق تقلید مین ہین جو آیۃ فاسئلوا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے سب افراد فرضیۃ مین مساوی

رد کرنا عین حدیث کا رد کرنا ہوتا ہے اور یہ کسی متدین کے نزدیک حلال نہین پس
ان لوگون کا اس قول سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اس واسطے کہ اقوال مفتی بہا
امام ابو حنیفہ کے مثلا یا دیگر ائمہ علیہم الرحمہ کے سب ایسے ہی ہین کہ اگر ایک حدیث
کے مخالف بظاہر معلوم ہوتے ہین تو دوسری نص کے مطابق ہین تو کسی کو کب گنجایش
اس کے رد کی ہے کہ انکار رد تو عین قول خدا تعالے یا قول رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا رد ہوگا لہذا یہ لوگ محض کم فہمی کی بات کرتے ہین کہ نہ ان کو سلیقہ ترجیح کا
نہ ان کو نظر جملہ نصوص پر محض سنی سنائی احادیث یا ترجمہ مشکوٰۃ کو دیکھکر عامل بالحدیث
ہوگئے تو ایسے جہال کو تو اجازت اپنے قول کئے رد کی انہون نہین دی تہی کہ نہ تمیز ناسخ
منسوخ کی رکہتے ہین نہ صحیح سقیم کی نہ وجہ مخالفت کی خبر نہ وجوہ ترجیحات سے مطلع نہ وجوہ
دلالات سے واقف علل نص سے آشنا نہ محاورات کلام عرب کی فہم کا حوصلہ نہ جملہ
مرویات کا احاطہ نہ فہم کتاب وحدیث کا سلیقہ جو عمل بالحدیث کے واسطے ضروری
ہے کہ بدون اسکے تقلید واجب ہے کسی عالم کی پس قیامت ہے کہ ایسے
نااہل ائمہ کے قول کو اپنی فہم سے ترک کر کے عامل بالحدیث ہون ایسی حالت مین تو
خود قرآن وحدیث کے بہی ضمنا وہ راد و مکذب ہو جاتے ہین اور عناد ائمہ اور اپنے
اجتہاد نا صواب کے زعم مین اپنے ایمان ہی کو سلام کر بیٹھتے ہین چنانچہ مولوی محمد حسین
صاحب کے کلام سے پہلے ہم نقل کر چکے ہین الحاصل یہہ فرمانا ائمہ کا اپنے وقت کے
علماء متبحرین حاضرین کو تہا یا بعد کے بہی علماء کو مگر ان کو ہی کہ احاطہ اخبار اور درجہ اجتہاد
و ترجیح رکہتے ہون نہ جہلاء کو کہ علم و فہم سے عاری ہون سو اس قول کو حجت عدم جواز
تقلید سمجھنا کمال سفاہت ہے بلکہ یہ تو حکم تقلید کا ہے فرمایا تہا کہ ہمارے اقوال کی تقلید

تعلق کے ظاہر کیے ہین چنانچہ اہل علم پر کتب تفسیر کو دیکھکر واضح ہو جاوے گا دیہ
قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور دیگر ائمہ علیہم الرحمہ سے جو مشہور ہے کہ
انہون نے فرمایا ہے کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث کی ترک کر دیا کرو اور
اس قول سے غیر مقلدین رد تقلید پر دلیل لاتے ہین تو واضح ہو کہ یہ نہایۃ کم فہمی ان
لوگون کی ہے کیونکہ اول بندہ لکھہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے
وہ باتفاق فاسد ہے تمام امۃ کے علماء کے نزدیک پس ائمہ علیہم الرحمہ نے اپنے
تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تہا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد
بمخالفۃ نصوص سے معلوم ہو تو اُس کو رد کر دینا ہمارا ادب وخیال کچھہ مت کرنا
تو یہ وجہ ہی کہ مجتہد سے خطا بہی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی وجد کے خطا ہو گئی
تو پہر اُس کو ایک اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہو چکا اور مجتہد سے خطاء
بہی اسی طرح ہوتی ہے ورنہ معاذ اللہ جان کر کون متدین خلاف حدیث کے
کہتا ہے پس اگر خطا بتحقیق معلوم ہو جائے تو اُسکو رد کرنا ضرور ہے پس اُن کے اس
قول سے یہ بہی ثابت ہوا کہ جس قول مین ہماری خطاء معلوم ہو جائے اُس کی تقلید
مت کرنا اور جس مین ہماری خطا ثابت نہو اُسکی تقلید ضرور ہے کیونکہ وہ عین حکم اللہ
تعالے کا ہے عند المجتہد اور نزدیک اُس کے مقلد کے مگر یہ تو نہین فرمایا کسی ایک
عالم نے بہی کہ اگرچہ ہمارا قول ایک دو حدیث کے موافق ہوا اور ایک حدیث کے
مخالف ہو جب بہی ترک کر دینا کہ یہ تو ہرگز حلال نہین اسواسطے کہ مجتہد وقت اختلاف
احادیث کی کسی وجہ ترجیح سے ایک جانب کو مرجح کر کے حکم فرماتا ہے پس
اُس نے جب ایک حدیث کو کسی وجہ سے مرجح کر کے اُسکے موافق فرمایا تو اُسکا

ں واضح ہوا کہ صحابہ نے جس موضع مین اقامتہ فرمائی اور کثرۃ وقائع مین سوال آئے
ساگیا تو محفوظ یا مستنبط سے جواب دیا ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیا تو یہ جوبات اجتہاد
ستنبط کا فرمانا اور سائلین کا قبول کرنا تقلید ہے اور اُس ہی صحابی مقیم بلد سے سب
نی وقائع کا پوچہنا اور قانع ہونا تقلید شخصی ہے اور فرماتے ہین دکان ابراہیم وصحابہ
رون ان ابن مسعود واصحابہ اثبت الناس فی الفقہ کما قال علقمۃ لمسروق ہل احد منہم
ثبت من عبداللہ انتہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ابراہیم واصحاب اُنکے عبداللہ
بن مسعود اور اُنکے اصحاب کو رضی اللہ تعالے عنہم محل اختلاف مین مرجح رکہتے تہے اور
اُن کی فقہ کے مقابل دوسرے کو نہ مانتے تہے یہ تقلید شخصی نہین تو کیا ہے کہ ایک
عالم کو اعلم اور افقہ جان کر اُسکے مقابلہ مین دوسرے کے حکم کو معمول نہ کرے جیسا
حنفیہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اور شوافع شافعی علیہ الرحمہ کو مثلا جانتے ہین اور یہ ہی کتب احادیث
سے واضح ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم نقل حدیث سے بہت احتیاط و
اجتناب کرتے تہے مگر لحکم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ بلجام من نار الحدیث
جواب مسئلہ سے انکار نکرتے تہے تو بالضرور جواب اُنکے محض جواب سوال کے ہوتے
تہے بلادلیل جسکو تقلید کہتے ہین اور بابیان حجہ نہین ہوتی تہی اکثر کیونکہ نقل حدیث سے
وہ خود ڈرتے تہے سنن ابن ماجہ مین منقول ہے عن عمرو بن میمون قال ما اخطاء فی
ابن مسعود عشیۃ خمیس الا اتیتہ فیہ قال فما سمعتہ یقول لشئے قط قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الحدیث اور زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کبرنا ونسینا والحدیث عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شدید اور شعبی فرماتے ہین جالست ابن عمر سنۃ فما سمعتہ
یحدث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شیئا الحدیث ان احادیث سے صحابہ کا فتوے

کرنا کہ ہمنے عین نصوص کا ہی مطلب ظاہر کیا ہے مگر اہل اجتہاد عالم کو اگر خطا ہماری
معلوم ہو جاوے انکی تقلید نکرے نہ یہ کہ جہلا ہی اپنی فہم ناصواب سے زبان درازی
کرین پہر وہ کونسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی نص سے کوئی صراحۃ دلالۃ اشارۃ نہین الا ماشاءاللہ
بلکہ سب مسایل پر علماء مقلدین نے بحث و کلام کرکے محقق فرمایا ہے اگرچہ جہلاء کو
خبر نہین بہر حال اس قول سے رد تقلید نہین ہوتا بلکہ اثبات تقلید کا ہوتا ہے خدا الله
ہدایۃ فرماوے ایسے کم فہمون کو الحاصل تقلید مطلق جو شخصی اور غیر شخصی دونون کو شامل
ہے کتاب و سنۃ سے ثابت ہوئی اور کہین کتاب و سنۃ مین حکم نہین فرمایا کہ عالم
سے سوال کا جواب بلا دلیل قبول و معمول نہ کرین اور اسپر صحابہ علیہم الرضوان کے عہد
مین عمل درآمد رہا کہ سایل نے سوال کیا اور اُسکا جواب حسب حال سایل کے بادلیل یا
بلا دلیل دیا گیا اور سایل نے اُسپر عمل کیا حجۃ اللہ البالغہ مین شیخ شیوخنا شاہ ولی اللہ
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وکان ابن عباس بعد عصر الاولین فتا فقعنہم فی کثیر
من الاحکام واتبعہ فی ذلک اصحابہ من اہل مکۃ ولم یاخذ بما تفرد جمہور اہل الاسلام انتہی
اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے جب مکہ مین اقامت
فرمائی تو بہت سے مسایل مین دیگر بعض صحابہ سے خلاف فرمایا اور اُن کی فتاوی کو
اہل مکہ نے قبول کرکے عمل کیا تو محل خلاف صحابہ مین ایک ابن عباس کے قول پر
عمل کرنا نہ دیگر اقوال پر تقلید شخصی ہے کہ محل اختلاف مین فقط ابن عباس کے اقوال کو
معمول رکہا اور فرماتے ہین ثم انہم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدی ناحیۃ
من النواحی وکثرت الوقایع ودارت المسائل فاستفتوا فیہا فاجاب کل واحد حسب
ما حفظہ او استنبط وان لم یجد فیما حفظہ او استنبطہ ما یصلح للجواب اجتہد برایہ الخ اس عبارۃ

چار مذہب عالم مین شائع ہوئے اور آج تک جاری ہین اور اور کڑوڑون علما
ہا ومحدثین ان کی تقلید کرتے تہے پس ہر کو بصیرت پر روشن ہو جاتا ہے کہ
یر القرون مین تقلید شخصی اور غیر شخصی دونون بلا نکیر جاری رہی اور صحابہ و تابعین
تبع تابعین کی طبقات مین کسینے شخصی کو حرام یا شرک یا مکروہ یا بدعۃ نہین کہا اور
بونکر ہو سکتا ہے کہ جس امر کو کتاب و سنتہ فرض و واجب فرمادے اُسکو کوئی
ل حق رد کرے یہ کام بدون بد دین جاہل کے کوئی نہین کرسکتا جناب شاہ
لی اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہین ان ہذہ المذاہب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ
قد اجتمعت الامۃ ومن یعتد بہ منہا علے جواز تقلیدہا یومنا ہذا وفی ذلک مصالح
لا تخفی لا سیما فی ہذہ الایام التی قصرت الہمم جدا واشربت النفوس الہوی واعجب
ذی رای برایہ انتہے بلفظہ اس تحریر شاہ صاحب قدس سرہ سے مذاہب اربعہ
حقانیتہ باجماع امتہ ثابت ہو گئی اور جو اہل ظاہر کہ ان مذاہب کے عدم جواز کے
ل ہوئی ہین اُن کا غیر معتد ہونا ہی ظاہر ہوا اور تقلید شخصی ایک مذہب کی ان
بعہ سے موجب مصالح کثیرہ کا ہونا بہی واضح ہوا اور ترک تقلید شخصی سے اس زمانہ
بسبب اشراب ہوائے نفسانی کے قلوب عوام مین اور بسبب اعجاب ہر شخص عوام
اپنی رائے ناقص پر باعث مفاسد و تخریب دین کا ہونا ظاہر ہو گیا کیونکہ جیسا
عدم تقلید مطلق سے لا اُبالی ہونا اور تبع ہوائے نفسانی کا ہونا ہوتا ہے ایسا ہی
بعہ سے ایک معین کو اختیار نکرنے مین لازم ہے چنانچہ ابنار زمانہ کا حال شاہد
حاجۃ تحریر کی نہین اور تقلید ایک مذہب کی ان اربعہ سے موجب سد باب
داور اصلاح دین حق کا ہے کما لا تخفے اور شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے

دنیا واقعات مین اور نہ نقل کرنا احادیث کی روایات کو ہر ہر جواب مین جب معلوم
ہوگیا تو اب تقلید صحابہ کے قول کی کرنا اور صحابہ کا اُسکو جائز رکھنا اور ہر ہر اہل بلد کا
اپنے صحابی مقیم بلد سے ہی پوچھکر قناعت کرنا اگر تقلید شخصی نہین تو کوئی عاقل کہے کہ کیا ہے
پہر تقلید شخصی خیر القرون مین نہونیکی نہ معلوم کہ جہال زمانہ کے نزدیک کیا معنے ہونگے
مگر ہان اُسوقت مین جیسے شخصی جاری تہی غیر شخصی بہی معمول تہی اسکا انکار کوئی نہین کر سکتا
کہ وہ زمانہ خیر و صلاح کا تہا اور ہوای نفس سے وہ قرون خالی تہے اس غیر شخصی سے کچہ بہی
نہ فساد تہا نہ اندیشۂ فساد اور بسبب ہر دو نوع تقلید کے مامور من اللہ تعالے ہونیکی
ایک کو منفی دوسری سے جانا جاتا تہا کسیکو کسیپر اعتراض نہ تہا پہر بعد اُسکے طبقۂ تابعین
اور تبع تابعین مین قیاس و اجتہاد کا زور شور و شیوع خود مثل روز روشن کے سبکو
معلوم ہے کہ امام صاحب علیہ الرحمہ تابعی ہین علے التحقیق اُنکی ولادۃ سن اسی ہجری مین
اور انتقال یکصد و پنجاہ سال مین ہوا اس اثنا مین اُن کی استنباطات اور ہزار ہا آدمی
کا اقتدا اُن کی مسائل کا معلوم ہر خاص و عام کو ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ
سن نوۓ مین پیدا ہوئے اور ایکسو اوناسی مین انتقال فرمایا اس درمیان اُن کے
اجتہاد کا چرچا رہا اور ہزار ہا لوگون نے اُنکی تقلید کی اور امام شافعی علیہ الرحمہ ایکسو پچاس
مین پیدا ہوئے اور دو سو چار مین انتقال فرمایا اس کے درمیان اُن کی تقلید
ہزار ہا لوگون نے کی اور امام احمد علیہ الرحمہ ایکسو چوسٹھ مین پیدا ہوئے اور دو سو
اکتالیس مین انتقال فرمایا اُن کی تقلید ہزار ہا آدمیون نے کی اور سوائے اس کے
سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی و غیرہم رحمتہ اللہ تعالے علیہم اجمعین بہی
مجتہد ہوئے اور ہزار ہا آدمی اُن کے مقلد ہوئے مگر بالآخر سب مذاہب مندرس ہوکر

و پیش اس کلام کی تقلید شخصی کا اثبات اور اُس کے متضمن مصالح ہونے کے
ر ہوتی ہین پس اس سے عدم جواز تقلید شخصی کا سمجھنا نہایۃ بلاہۃ ہے الغرض بعد
ت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب و سنۃ کے ہے ترک
کرنا ہر مومن کو لازم ہے اور کوئی عامی بعد وضوح اس امر کے اس کا منکر نہین
ر عوام کو یہ تحقیق ہی کیونکر ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنی جہل پر اعتماد کر کے
ترجمہ دیکھکر عالم بنکر معترض ہون یا کسی عالم زمانہ سے جس کو معتبر جانتا ہے سنکر جان
ہوئے تو پھر یہ وہ ہی تقلید ہو گئی جو بزعم اُن کی شرک ہے پس خلاصہ جواب یہ ہوا
ہ تقلید بہر دو نوع کتاب و سنۃ و فعل صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ثابت
ہے اور بدون ہوائے نفسانی کے خاص لوجہ اللہ تعالےٰ خواص کو عمل ہر دو پر
رست ہے اور عوام اہل اعجاب پر غیر شخصی موجب اُن کی اضلال کا ہے بسبب اس
نکے فساد طینۃ کے نہ فی حد ذاتہ کہ وہ مامور ہے ہذا شخصی کا ارتکاب اولیٰ ہے
اور مصالح عدیدہ پر مشتمل ہے اور طعن کرنا تقلید مطلق پر یا نوع شخصی پر جہل و ضلال ہے فقط
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا و
ہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب و صلی اللہ تعالےٰ
علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اتباعہ
و من رجع و تاب عن غیہ و ضلالہ
الی الحق و الصواب
فقط

یہ جو لکہا ہے کہ چار سو سال تک ہجرۃ سے پابندی ایک مذہب معین کی نہ تہی تو
وہ یہ فرماتے ہین کہ اس وقت تک جملہ ناس کا اجتماع ایک معین مذہب پر تمام
مسائل مین ہو یہ نہ تہا چنانچہ فرماتے ہین اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ
غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ الخ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ تقلید بہی تہی اور ایک مذہب کی ہی تقلید کو جائز و معمول کرتی تہی معہذا دوسرے
مذہب والے سے بہی مسئلہ دریافت کر لیتے تہے کہ ہر دو قسم کو جائز و معمول
رکہتے تہے اس عبارۃ سے عدم جواز تقلید شخصی کا ہرگز معلوم نہین ہو سکتا معہذا
ہم کہتے ہین اگر غیر شخصی کا عمل درآمد ہو تو عدم جواز شخصی کا اُن کے نزدیک کہان سے
ثابت ہو سکتا ہے بہرحال چونکہ وہ زمانہ خیر کا تہا اور نفوس اُس وقت کے
مسلمانون کی ہواے نفسانی اور اعجاب برائے سے مزکّی تہی تو غیر شخصی پر عمل درآمد
کرنے مین کوئی حرج نہ تہا اور علماء کی کثرت ہر ہر جگہہ اور عوام کی بہی معلومات
اس وقت کے اکثر علماء سے زیادہ تہی لہذا وہ چندان محتاج تقلید کی ہر ہر جز
مین نہ ہوتی تہی بلکہ اپنی آباء اجداد سے ہی اکثر مسائل سمجھے بوجہے ہوتے تہے
اور شیوع مجتہدات مسائل کا بہی اس قدر نہ تہا جس قدر اب ہے تو ایسی حالت
اُس وقت مین اگر اجتماع جملہ عوام و خواص کا ایک مذہب پر نہو تو یہ کچہہ حرج نہین
لاتا ہے اور نہ اندیشہ فتنہ و نزاع کا ہے معہذا سہولۃ حصول جواب بہی ہر ہر مفتی سے
دریافت کرنے مین تہے اور شخصی سے کچہہ انکار بہی نہ تہا کہ ہر دو نوع تقلید پر عمل
برابر جانا جاتا تہا اور باوجود اس کے عند الاختلاف اعلم وافقہ کی طرف توجہ زیادہ
ہوتی تہی پس اس کلام سے عدم جواز شخصی کا ہرگز مفہوم نہین ہوتا حالانکہ خود شاہ